

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نظم دلکش

۲۲ ۳۲ ۳۲
یعنی

دیوانِ مومِ نطق

مصنف شاعر شیریں مقال صوفی خیال خاستہ محمد امجد حسین صاحب نطق
ساکن بھداسی ضلع گیا بمقیم آ رہ

بہت نام
حاجی حافظ خواجہ قطب الدین احمد برادر پڑ
نامی پر لکھنؤ میں سکونت و خوبصورت چھپا

جملہ حقوق محفوظ ہیں

۱۹۶۰ء

قیمت چھ

بار اول

تصانیف مولانا خواجہ محمد عبدالرؤف صاحب عشرت لکھنوی

- آب بقا۔ تذکرہ شراے امنی و حال نشانات و منتخب کلام حسنہ عشرت ۶
- قواعد میر۔ ملک اشعار میر تقی میر مرحوم سینہ بسینہ اردو زبان کے صرنی و نحو قاعدے ۶
- اصلاح زبان اردو۔ متروک الفاظ و محاورات کی تحقیق و عہدہ تاریخ سے امیر میانی تک ۶
- شاعری کی پہلی کتاب۔ فن عروض کے عام فہم قاعدہ ہر متدی غیر استاد شاعر کامل بن سکتا ہے ۶
- شاعری کی دوسری کتاب۔ بحر کا بیان اقلانی قواعد کا قول فصلی اصلاح اور اصلاح ۶
- شاعری کی تیسری کتاب۔ تانیلہ و عجوبہ تانیلہ کا بیان مع استعمال ۸
- لغات اردو جلد اول۔ مفرد مصادر کا مبسوط لغت اور محال استعمال ۱۲
- لغات اردو جلد دوم۔ مرکب و مرکب کے لغوی اصطلاحی معنی صرف باصل ۸
- لغات اردو جلد سوم۔ مصادر کیسے مع افعال کے لغوی معنی مع اشلہ اور محال استعمال ۶
- زبان دانی۔ اردو کے مستند قاعدے فصیح اور غیر فصیح کی تحقیق ۸
- جان اردو۔ اردو ہندی کی حقیقت الفاظ کا فرق استعمال محاورات کی تحقیق ۶
- اصول اردو۔ صرف و نحو کے چھوٹے چھوٹے قاعدے جملوں کی ترکیب ۶
- گلہ نشہ ظرافت۔ مذاق کی کھنی ۶
- ہجولی۔ شریف بی بیون کی تعلیم کی ضرورت کی کتاب ۶
- لغات اردو جلد چہارم۔ حروف و ابدال و بطلان و محاورے کے معنی محال استعمال ۸



سید - محمد اسمعیل - نظامی

آرا - عکاس قری -

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۹

منبر

<p>ہو نام سب کے لب پر لب و نہار تیرا موقوف حشر پر ہو دیدار یا تیرا ہر شے سے ہو رہا ہے نور آشکار تیرا خلق خدا پر احساں ہے بشار تیرا ہر شے سے یار جلوہ ہے آشکار تیرا مسکن زمین میرا دار القرار تیرا کرسی و عرش سے ہے نور آشکار تیرا کافر ہو یا ہو مسکر کوئی ہزار تیرا</p>	<p>چاروں طرف ہے چرچائے گلزار تیرا کیا جانے دکھائے کیا انتظار تیرا گوئل بو نہاں ہے ہر شخص کی نظر سے کن کن عنایتوں کا تیری بیاں کر دینے ہر جزیرے الگ ہو ہر جزو میں ہو شامل دیدار تیرا حاصل بھگو ہو کی طرح سے شرح وجود تیری دیباچہ دو عالم دقت مصیبت آخرت بھگو کج کار تیرا ہے</p>
---	--

<p>۱۱</p>	<p>واجب نہیں ہو پردہ لطف خیز ہے تجھ کو ہر جان و دل سے شہید یہ جان شار تیرا</p>	<p>منبر</p>
-----------	--	-------------

<p>ہر شے سے ہو رہا ہے ظاہر ظہور تیرا موسیٰ ہی دیکھیں جلوہ بالائی طور تیرا بجلی سادوڑتا ہر رگ رگ میں نور تیرا واجب ہوئے پروردگار شک غرور تیرا دیکھا کریں نہ کیوں کر دن رات نور تیرا کم بخت ہو جو کوئی تو کیا قصہ تیرا</p>	<p>کعبہ ہو یا کلیسہ سب سے پہلے نور تیرا ہم دل میں دیکھتے ہیں دن رات نور تیرا ہر جزو حق میں تو ہی ہے یار بس باجو تجھ سا ہوا نہ ہو گا دونوں جا نہیں کوئی جو شے میں تیرے رستے میں لے رہے تیرے ہے لطف عام تیرا دونوں جہاں ہیں لیکن</p>
--	--

دکھلائے اک جھلک تو لے یا راہ پیکر از ناہ تاہ ما ہی تیرا ہی تذکرہ ہے دوڑوں جہاں کی لذت تیر ہی شوق میں ہے جو غود ہو کر باطن اُسکا شمار ہی کیا	سو جان سے ہے عاشق یہ ناصبور تیرا پہونچا ہوا ہے شہر از دیک و تیرا کیوں دل کو خوش نہ رکھو ای جاں نمود تیرا دیکھے اگر نہ بھکو تو کیا قصود تیرا
--	--

نمبر ۱۰	آسان اُس کی مشکل سب کرنے یا الہی ہے لطف ایک ادنی بندہ ضرور تیرا
---------	--

پیا سا ہوں ایک ساغر کوثر کے آب کا ہے مرتبہ بلند بہت اُس جناب کا ہے فرد ذات پاک محمد جو دہر میں سورہ ہیں مصطفیٰ جو کلام مجید کے ہے فرق مصطفیٰ اعلیٰ میں تو ہے ہی بخشا غفرت خدا نے کیا نام پاک کو کیا مرتبہ علی کا ہے جان رسول نے پہونچوں میں کس طرح سے نعمت کی زمین تک لے بھر جو د و ظلم و ظار فیض عمام	بجوؤں میں کس طرح سے کٹو را شراب کا بعد از رسول ہے درجہ بو تراب کا ثانی نہیں جہاں میں ہے بو تراب کا آیت علی ہے ایک خدا کی کتاب کا چھوٹا ہوا ہے بیچ میں پردہ حجاب کا مشکل کشا ہے نام علی شیخ و شاب کا روح القدس سے بڑھ کے ہو تراب کا غلبہ بہت ہوئے لکھو نہیں غفلت کے خواب کا دشمن بھی ہے مقرر کرم حجاب کا
--	---

نمبر ۱۸	نطق خریں کو لیتے ہیں تیرا ہی نام گو چھینٹا ادھر بھی کوئی کرم کے حساب کا
---------	--

رم ہر وصف آسمیں آفتاب سے جان کا ترتی پرستارہ ہے ہمارے نور ایماں کا نہیں غم سے نقطہ پر خون ہو دل لعل بخشاں کا آئینے کے سطح قاتل مجھے تلوار کے گھاٹوں	بنا ہو مطلع خورشید مطلع سے دیواں کا ہمیشہ دور ہے اب مصعفت زسار جاناں کا ہو گلگونہ شفق کے گال پر خون شیداں کا ہو شاید راستہ کا داک کچھ شہر خموشاں کا
--	--

قناعت ہی ہو مائل ہوتی ہو کوئین کی لبت
 بہار بزمِ جانان دیکھ لیں قدسی ذرا اگر
 جو ہیں آزاد دنیا میں سدا سر سبز بستے ہیں
 جو دیکھی کا کل خمدار شکس اُس سہی قد کی
 بچکھے رستے میں خود گل گر کے شوق پائالی میں
 بتا دست جنوں کیا مسئلہ اب ہو گا آئندہ
 ہمیشہ دل ہی پر اکر نشانہ اُسکا بڑتا ہے
 ہوئیں بہار آنکھیں لال ڈور سے پڑ گئی نہیں
 کیدن ماہتانی پر جو دیکھا آپ کا چہرہ
 ہزاروں قبر بنتی جاتی ہیں قاتل کو مست نہیں
 تعجب کیا عدو مجھ کو فریب آکر جو جیتے ہیں
 چلا ہو کو جب کا کل کے جانبِ یل شیدا
 مرے سینے کے دواغوں نے اجالا گور کو رکھا

مزا دیتا ہے سیر ابور یا تختِ سلیمان کا
 سماں دکھلا رہی ہو یہ یمنیہ باغِ رضواں کا
 ہر اہو خشک ہونے پر بھی پتا سر لوشاں کا
 جلا ہو رشک کیا کیا نیمختہ سنبستان کا
 کیا اس سرو قد نے قصہ جب سیر گلستان کا
 نہ باقی ایک بھی اب تار ہو میرے گریباں کا
 عجب ستور دیکھا یار کے شرکاں کے پیکان کا
 اثر دیکھا مری جاں آ پنے خون شہیداں کا
 خجالت سے ہو منہ اترا ہوا شمعِ شبستان کا
 ستارہ ان دنوں ہو اوج پر شہرِ خموشاں کا
 نشانہ بنگیا آدم ازل میں مکر شیطان کا
 ارادہ کر لیا مومن نے بھی اب کا فرماں کا
 نہ میں شرمندہ احساں ہو شمعِ شبستان کا

منبر	نہ چمکے کس طبع اے نطق میرا گو ہر مضمون تصور ہے مرے دل کو کیسے در در دنداں کا	۱۴
نور کعبے میں تھا اُسکا جلوہ تجا نے میں تھا کعبہ پر بچائی تھی ظلمت بے تے او ماہر و ایک ہی گردش میں اسکی مست و لا یقین ہے ہے پرستش نام کی منصور کے ہر ہر جگہ ہائے قاتل نے نگار کی رگ گردن مری باندھکر ان سو فیوں کو رنگ پھیکا کر دیا	خود وہ لیکن دل کے پر اسرار کا نشانے میں تھا نالہِ ناقوس سے اک شورِ تجا نے میں تھا کچھ نہیں کھلتا کہ کیا آنکھوں کے کاخانے میں تھا لے پری کیا جانے کیا تیری دیوانے میں تھا غم سے چٹکا رانچھے دم کے نکلی جانے میں تھا لطفِ عارضِ برتری زلفوں کے لہرنے میں تھا	

دل ہوا پامال اگر اچھا ہوا میں کیا کروں یار نے رو کا بیان داستانِ جبر سے جان اب دینے کو میں تیار ہوں لے گلبدن ہجر کی لذت نہیں ملے گی روزِ وصل میں قتلِ عاشق سے نہیں کیا فائدہ حاصل ہوا ذکر پر غیروں کے اُس کا ہاتھ رکھنا کان پر نطق بھی اسکو خدا بخشنے عجب تھا بینا ل	ماتا تھا کبھی غمیروں کے بھانے میں تھا تذکرہ درد و الم کا میرے فہانے میں تھا نقد دل پہلے دیا الفت کے بیانے میں تھا کچھ مزاروں میں تھا کچھ دل کے سمجھانے میں تھا کچھ شانے میں تھا کچھ انکے تڑبانے میں تھا لطف گھبرانے میں کچھ اسکے قسم کھانے میں تھا خون دل پینے کا عادی خود غم کھاتے میں تھا
--	---

منبر	دیکھئے شاہِ وہاں بھائے وہ مردِ خدا صحا کو دیکھا تھا میں نے نطقِ سیغان میں تھا	۱۱
------	--	----

نہ جواب آپ کی رعنائی کا عشق اس کا فرہرِ جہانی کا بات اتنی تو ہے اس کا فہر میں پھٹ پڑی اُسکی جوانی ایسی آنکھ بے شبہ زریں متاقل زندگی مجھ نہ ملے ممکن ہے خون میں ایسی سفیدی آئی درجہ کو پری کو دیکھا حشر میں جگو لسا تا الفت عرشِ اسفل کے بھی ادھر کچھ اورد	نہ خود آرائی و زیبائی کا پیش خمیر ہے یہ رسوائی کا کچھ نہ کچھ پاس ہے شبہائی کا چاک جامہ ہے شکیبائی کا ہے جواب آہوے صحرائی کا کیا ٹھکانا بُتِ ہر جہانی کا بھائی ہے دشمن جاں بھائی کا کیا جواب آپ کی رعنائی کا پاس تھا ان کو ثنا سائی کا ہے دماغ آپ کے سودائی کا
--	--

نطق کا نام ہے ہر فعل میں شہر ہے آپ کے شیدائی کا
--

منبشہ

اک بت سفاک کا بخت شیدا ہو گیا
دل مرا کس شوخ کی آنکھوں کا شیدا ہو گیا
اُس بت کا فتنے سے میرے دل میں گر گیا
پڑ گئی میرے تن بجان میں جاں آیا جو خط
کیا بتائیں خود ہماری فہم میں آتا نہیں
جب نہیں کی لاکھ کچھ ہو ہاں نہیں کر نیکی و
حسن میں روز ازل ہی سے تودہ تھا لا جواب
آب تو عالم میں اُسی بت کی خدائی ہو گئی
نفس میں مجھ سے وہ لپٹ جان آئی جسم میں
اس قدر دیدار کی آنکھ ہو سنبھکو ہوئی
بند ہیں محرم کے ٹوٹے مٹی ہے چھوٹی ہوئی
آہ کی میں نے تو سارے بجر مہر بن گئے
مرے پہلو سے بھگدول ہو زلفوں میں تپیم
دست پرند بت و بوجہ دیکھا رخک سے
جس کسی نے بار کا میرے سراپا لکھ دیا

۱۶

بٹھے بٹھے اس دل ناداں کو یہ کیا ہو گیا
یہ تڑپ اُسکی بڑھی آہوئے صحرا ہو گیا
یہ قیامت ہو گئی کعبہ کلبا ہو گیا
نامہ بران کا یہاں آ کر میا ہو گیا
کسی زلفوں میں بھینسا بخت دل کیا ہو گیا
بات کیا اُن کی ہوئی قیمت کا لکھا ہو گیا
نازد و غمزہ میں ادا میں بھی وہ کیست ہو گیا
جو کوئی بندہ خدا کا تھا وہ اُس کا ہو گیا
جام صہبا ہی مرے حق میں میجا ہو گیا
میں مجسم آرزو حسرت نشا ہو گیا
سچ کو تو وعدہ کس کا آج ابنا ہو گیا
رونے پر آنکھیں جو آئیں دشت دریا ہو گیا
ہائے حسرت عشق میں اپنا پرایا ہو گیا
ہاتھ ملتا رہ گیا شرمندہ موئے ہو گیا
نطق میں احساں مند اُس کا سراپا ہو گیا

منبشہ

دل دیا تھا نطق میں بے نیج سنے کیلئے
شکر ہر امان میرے دل کا پورا ہو گیا

۱۳

اُدھر فرشتوں نے توبہ کا بند باب کیا
تو رشک نے دہیں دل کو مرے کہا کیا
کبھی خطاب کیا بھی تو یوں خطاب کیا

ادھر تو نطق نے شوق شراب کیا
عدو سے اُس نے طلب ساغر شراب کیا
ذیل و خوار خدائی کا اتنا کیا

<p>کوئی تو بات ہے تم میں وگرنہ لے دلیر کسین کا میں نہ رہا دل کی بقدری سے ہماری آہ سے کس کھنچے ہم کہ یاوسی نے ہیں لپکنے اُس بحرِ حسن سے کب ہم مری زبان میں طاقت کہاں کہ شکر کروں وہ سیکے بایں سے جب روٹھ کر چلے گھر کو وہ دل کو پکڑے ہنسے رات آئے میری بایں شمار میں مرے صحبیاں نہ آ سکے آخر جو داد خواہ ہو آتش میں تو اُنہیں گل نے</p>	<p>تھیں کولاکھ نہیں کیوں میں نے آغاب کیا اسی نے ہائے مجھ مودِ عتاب کیا مگر شدہ مشدہ خوب اسے کامیاب کیا کہ اپنی ہستی کو جب صورتِ حباب کیا کرمِ تمھاری مروت نے بے حساب کیا تو میں نے اپنے دل و جاں کو ہر کام کیا ہے فخر حق مجھے نالوں نے کامیاب کیا جو میں نے بیٹھ کے اک انہیں حساب کیا مجھی کو جسمِ مبت میں لا جواب کیا</p>
--	--

نسبہ	بڑے بڑوں کی رسائی جہاں ہے ناممکن ہر شکرِ نطق مجھے اُسے بارِ یاب کیا	‘
------	--	---

<p>زندگی میں جن کے تھے پھول کے خرمِ زریا زندگی میں کرتے تھے دل عاشقوں کا پال اس مری آوارہ ہشتی سے نیا گل کھلا پھول کے بسترِ پائس کا پاؤں چھلنی ہو گیا دام میں نقشِ کعبہ پائے بچھنا یا ہو گئے اس قدر اختیار سے پر ہیز ہو چلنے میں بھی</p>	<p>ہو رہا ہے رہروں کے اکادفنِ زریا مرنے پر اب لاتے ہیں وہ انکے مدفنِ زریا آملوں کے فیض سے ہو ایک گلشنِ زریا بن گئی پھولوں کی چلی نوک سوزنِ زریا طائر رنگِ حسنا کا ہے نشینِ زریا ڈر ہے آجائے نہ خاک پائے دشمنِ زریا</p>
---	---

نسبہ	پاؤں کے چھالوں میں صحتِ ہندو نطق ہے جل ہے میں سینکڑوں گویا کہ گلشنِ زریا	۱۳
------	---	----

<p>مری آہوں میں رفتہ رفتہ کچھ ایسا اُتر آیا محبِ انداز سے مقتل میں دہرِ خشک اُتر آیا</p>	<p>کہ اک دن بے تحاشا دوڑتا دھیرے گھر آیا برہنہ تیغ ہاتھوں میں لے بانڈھے مکر آیا</p>
---	--

خوشی میں قتل کی بالیدگی جو جسم کو ایسی
 رہا اغیار کی دہشت سے لرزاں مبدیہ طور
 رقیب رو میکہ نٹوں کے ایسا گھبرو رہتے ہیں
 وہ پونچا جب مرالاشہ چلا شہر خوشنشاں کو
 ترس اغیار کو آیا چاری زار حالت پر
 عدد تھا ہم بغل وہ ہنسکے باتیں کرتے جاتے تھے
 کلیجہ ماتھوں سے پکڑے ہوئے تباہ آئے
 اٹھا پردہ دونی کا دیدہ باطن جب سے
 یہ ہرگز خط نہیں ہے مصحف خسار پر انکے
 چھپائے سے نہ ہرگز یہ چھپے گا مان لو کہنا

ابھی تو ادیکھائی اور فوراً زخم بھر آیا
 کہیں وہ شوخ مجھو لے سے جو اکدن کھڑا آیا
 کسی دن حوصلہ دل کا موس لے گل نہ بر آیا
 عیادت کو مری انوس کب وہ بے خبر آیا
 نہ تھک کو رحم لے سفاک ہمسرتہ بھر آیا
 یہ نقشہ دیکھ کر خون اپنی آنکھوں میں اُتر آیا
 مرا نالہ خدا کا شکر اپنا کام کر آیا
 تو ہر ہر شے میں جلوہ لے پری قبر انظر آیا
 کتاب آسمانی کا ہے شہسازہ کبھر آیا
 دے گا کیا جو یقین قیامت کا اُبھر آیا

منسلہ

خدا کا شکر چلے نطق اب برو کی کوشش میں

۲۳

وہ محبوب جفا کیش و شکر راہ پر آیا

نہ کیوں منوں ہوں میں اُس پری مجھ کے خنجر کا
 بتاؤں حال کیا میں اس دل تباہ شہساز کا
 پتا اُسد م چلے گا ابرہمن اُسکے جو ہر کا
 دکھا با اس پری نے آج جو ہر اپنے خنجر کا
 لعاب لعل لب سے کیا تقابل سکو لے زاہد
 عجب کیا مشک و عنبر کی ہو خوشبو سیر مرقد میں
 رداں ہے میل جیوں رات دن ہجر بریزیں
 زمیں آسمان تک کی خبر لے لیگا یہ شاید
 مقابل ابرو دیا بارے ہو نیو اب ہے

کہ جس نے ختم جھگڑا کر دیا سے تن و سر کا
 ہوا ہے جبے عاشق ایک مشوق سمن بر کا
 کہ دریا جوش پر جب آئیگا اپنے دیدہ تر کا
 کہ اک اک وار میں دس ہیں عاشق کو دیا چر کا
 یہ خوبی ہو نہیں سکتی سنا کر نام کو شر کا
 کہ عاشق ہوں کسی موش کی پٹیل منبر کا
 خدا یا تو ہی حافظ ہے ہمارے دیدہ تر کا
 ٹھکانا ہے کوئی اس جوش سیل دیدہ تر کا
 تماشا دیکھنا ہے ہمسکو اپنے دیدہ تر کا

کسی کی آہ وزاری پر ذرا سا بھی نہ کھلیں
 تڑپتا میں رہوں کبتک تنائو شہادت میں
 پیاپے ہندو دھرمے تھے ثابت ہوئے باطل
 خدا افعال کی پہنچی جو کانوں میں توجی اٹھے
 ترا تا ساقہ پر کا لہ آفت ہوا ثابت
 بکھل پڑے سے کوٹھے پر زماں ناز سے ہوجا
 ترے تعلین لب سے کر دیا بقدر حجاب کو
 ہزاروں آئے دن سیل فنائیں غرق ہوئے ہیں
 رقیب روہیہ کے سامنے بے سو کیا بولیں
 جو شکل سے بھی شکل کام ہوا ساں ہو جائے
 تمھارے نقش پا پر رہنڈ میں ہم جو بیٹے ہیں
 زباں پھر شکوہ سنج جو زخوبان یہاں کیوں ہو

جگر فدا د کا ہے آپ کا یا دل ہے پھر کا
 قسم ہے بھگوانے قابل لکا لک فارخبر کا
 رہا باقی نہ تیرا اعتبار وعدہ حسنہ ہر کا
 کیا مردوں کے حق میں کام اسے شو و مشر کا
 مجسم ایک تپلا تو بنا ہے فتنہ و شر کا
 تماشا آج عالم کو دکھائے صبح مشر کا
 ترے دانتوں نے تیرے کھود یا عالم میں گہر کا
 غضب سے باز رہ پر دریا ترے ایادہ مشر کا
 کھلیں جو ہر اگر کوئی مقابل ہو برابر کا
 اگر شامل رہے فضل و کرم اللہ برتر کا
 تو ہکو لطف اس میں آگیا فرش مشر کا
 کہ جو کچھ پیش آتا ہے نوشتہ ہے مقدر کا

نمبر ۱۰
 ابھی روئے ہو گیا ای نطق بسم اللہ لنت میں
 یہ سودا مول تھے لے لیا ہے زندگی بھر کا

حور کا دیکھ کے منہ آپ کا کھڑا دیکھا
 کہا کون بھر میں اس حور کے کیا کیا دیکھا
 تذکرہ رنج و مصیبت کا بحث ہو بالکل
 ہو گئے آپ بھی انگشت بدندان آخر
 جسکو پایا ترے گوجہ میں سسکتا پایا
 زلف شنگوں میں جو تاروں کی جھلک کی نظر
 کوئی کہتا ہے پر ہی مسکو کوئی حور بہشت

فرق دونوں میں زمیں اور فلک کا دیکھا
 پھر خدا بھگوانہ دکھلائے جو دیکھا دیکھا
 میری تقدیر نے جو کچھ کہ دکھایا دیکھا
 رقص لیل کا مری جان تماشا دیکھا
 جس کو دیکھا تری غفل میں تڑپتا دیکھا
 چھو مر اس حور کا یا عقد ثریا دیکھا
 ہر ملک میں نے اسی بات کا جھگڑا دیکھا

<p>جی اٹھا مردک چشم کی ٹھوکر سے میں بار بار آتا ہے میخانے میں سمجھانے کو ہم نہ کہتے تھے کہ کہنے کا نہیں اسکے یقین ایک ٹھوکر سے جلاتے ہیں ہزاروں مرے راز الفت ہی تو غمازوں نے لکھ رکھا تھا سُن لاکھوں میں جو پایا تو تھا را پایا لعل لب دیکھے اگر مُنہ میں بھرا یا اپنی پسگیا شوق سے زیر قدم بار جو خوش الفت زلف میں سر جاتے ہو تو دیکھتے ہیں</p>	<p>سحر کے بٹے میں اعجاز کا پتلا دیکھا سیدھا گھر مشیخ نے ہر ایک خدا کا دیکھا دعہ کر کے بھی وہ بدکیش نہ آیا دیکھا معجزہ یار کا اے حضرت عیسیٰ دیکھا اپنے کا ندھوں کے فرشتوں کا نوشتہ دیکھا میں نے انداز جو دیکھا تو تھا را دیکھا ہاتھ ملنے لگے جو بن جو کسی کا دیکھا حوصلہ آج ترا اے دل شہید او دیکھا سکے جاتے ہوئے لیکن نہ یہ سوا دیکھا</p>
<p>منبر</p>	<p>اپنی صحت کی خرابی کی بدولت انطلق جہنم صلیف جوانی میں بڑھا پا دیکھا</p>
<p>میں نے اس حور ثمال کو سرا پا دیکھا گردش چرخ سے دنیا کا جو نقشہ دیکھا موت اپنوں کی غم بھرا جبت دیکھا جس کو دیکھا بھی دیکھا کہ ٹپکتا ہو سر حکم کی دیر تھی خود کاٹ لیا سرا پنا نہ لاکھو پتا اُس بُت ہر جانی کا مصل رخص کبھی یاد نہ آئی نہ کہو گردش چشم نے مجھ کو کیا عالم کو جن جو ہستی جو تھی اور طلب تھی صادق اسکی آنکھوں کے اشارے جلائے مرے</p>	<p>شان حق آئی نظر نور حسد اکا دیکھا کیا کہوں آپ کا ان آنکھوں نے کیا کیا دیکھا میں نے اس عمر دور وزہ میں نہیں کیا دیکھا کوئے دلبر میں عجب آج تماشا دیکھا یہ جگر تینے کبھی اور کسی کا دیکھا جس کو کعبہ میں کی میں نے کلیسا دیکھا تنے افوس نہ بھل کا تر پنا دیکھنا یہ اثر تھو میں نہ اے ساغر صہبہا دیکھا لاکھ پردوں میں جمال مُرخ زیبا دیکھا مردم چشم میں لطف دم عیسیٰ دیکھا</p>

اپنی آہوں کا اثر اور بھی اُلٹا دیکھا لپٹے دل ہی میں مگر مار کا جلوہ دیکھا شام سے تا بہ سحر آپ کا رستا دیکھا اور اک دن نہ نبا ہا نہ نبا ہا دیکھا دار پر عاشق کا کل کو لٹکتا دیکھا آج قسمت کے سنائے کو چکنا دیکھا میں نے ہنگامہ محشر کا تماشا دیکھا دل عاشق کو سدا محنت ڈا دیکھا	میری صورت سے بھی بیزار ہے اب تو دُبت لاکھ ڈونڈھانہ ملا اسکا پتہ اور جگہ آپ کیا آئے جوانی سے بڑھا پا آیا دل مرا نے کس اقرار پر اس بُت نے لیا انکے گیسو کی محبت سے بچائے خالق بے طلب اس نے دیا خال کا بوسہ مجھ کو یار کے کوچے میں یوں بھیڑ لگی رہتی ہے زندگی بھر نہ نکلتے ہوئے دیکھا اسکو
---	--

منہ بکلا	خون اُگلنے لگے اس سانپے ایسا کاٹا اُلفت زلف کا لے نطق تیرا دیکھا	۱۱
----------	---	----

حُسن اُس سیبر کا کیا کہنا اُن نہ کی اُس نے برچیاں کھا کر پانی پانی ہے نوح کا طوفاں جس نے یہ صورتیں بنائی ہیں بوجہ آنچل کا سہہ نہیں سکتی چھید دیتی ہے یہ کلیجے کو افضل الخلق یہ ہوا مخلوق خونِ دل سے گیا جو ہو سنبھا آگِ دوزخ میں بھی لگا چھوٹے مالِ دولت سے بڑھ کے دونوں میں غیرت حور ہو جونی الواقع	اُس کے تیر نظر کا کیا کہنا عاشقوں کے جگر کا کیا کہنا میری اس چشم کا کیا کہنا ہائے اس کار گر کا کیا کہنا تیری نازک کمر کا کیا کہنا اس کی ترچھی نظر کا کیا کہنا اقتدارِ بشر کا کیا کہنا ہائے ایسے شجر کا کیا کہنا بسے دل کے شر کا کیا کہنا یارِ دِلم و ہنس کا کیا کہنا نطق ایسے بشر کا کیا کہنا
--	---

سلسلہ روز آنے جانے کا
 ہو بہت اند کوئی ستانے کا
 انگلی جو ٹٹی کا پان کھانے کا
 کچھ عجب حال ہے زمانے کا
 غیر کی کھانے ہو قسم ہر دم
 مدتوں پر ہوا ہے وصل نصیب
 جانتا ہوں کہ آپ بچے ہیں
 سبز زگوں کو دل نہ لے کوئی
 چھینے دیتا ہے محلو کیا و حفظ
 بوسہ زلف لے لیا تو کھا
 مر گئے خنجر تفاعل سے
 وصل کی شب ذرا نہ تم روٹھے
 رحم کرنے کے جب نہیں ہیں وہ
 آپ پہچانتے نہیں مجھ کو
 کچھ دو باتیں ہو گئیں مجھ سے
 اسے ابل مر رہا ہوں فرقت میں
 ناز کی نے دیا لیا دامن
 ظلم سے جس سرخ کے پتا کچھ بھی
 بال سکھو لے جو وہ بہر جمال
 مرگ عاشق کو شکے وہ بولے
 بولے گیو نہ سو گھ گوں جب تک

پیش خیمہ ہے دل لگانے کا
 رکھ دو الزام دل لگانے کا
 ہے یہاں کبھی نہا نے کا
 اُس نے وعدہ کیا تھا آنے کا
 کچھ ٹھکانا ہے اس جلانے کا
 نہ تو نام آج مگر کے جانے کا
 فائدہ کیا قسم کے کھانے کا
 کیا نتیجہ ہے زہر کھانے کا
 میں نہیں تیرے دم میں آنے کا
 یہ طریقہ ہے مار کھانے کا
 پھل ملا ہم کو دل لگانے کا
 حوصلہ رہ گیا منانے کا
 فائدہ حال دل منانے کا
 بندہ ہوں کس کے آستانے کا
 کھل گیا رستہ آنے جانے کا
 بے یہی وقت رحم کھانے کا
 جب کیا قصد اُس نے آنے کا
 شاخ کا ہے نہ آشیانے کا
 پیچہ خور نے کام شانے کا
 سلسلہ ہی ہو گئے جانے کا
 میں نہیں ہوش میں ہوں آنے کا

<p>۱۶</p>	<p>سچ تو کیئے کہ انتظار اے نطق آج ہے کس بڑی کے آنے کا</p>	<p>منبر</p>
<p>قبر میں مردوں کو تم نے آج زندہ کر دیا اس دل بکشت نے افسوس یکسا کر دیا لے مرے دوست تقاسب کو زلیخا کر دیا میٹھا میٹھا درد تو نے دل میں پیدا کر دیا قتل عاشق کے لئے ساماں ہٹا کر دیا لاغزی کا جو بُرا کمزور ایسا کر دیا کس کی اُمیدیں برائیں خون کس کا کر دیا ما و تو کا آج ہم نے ختم جھگڑا کر دیا بات اترتی تھی جسے تم نے مٹا کر دیا دلربائی میں تمہیں لے جان بکتا کر دیا دیکھ دل کی جھلیوں سے میخ پرہا کر دیا اس قدر حُسن دور وزہ نے خود آرا کر دیا اس دل شوریدہ نے ناحق کو غوا کر دیا اُس پری کا حُسن کیوں ایسا تم نے زکرا کر دیا کہتے ہیں بدنام تو نے نام میرا کر دیا میرے دل کے چھین لینے کا اشارہ کر دیا</p>	<p>ناز کی رفتار سے اک حشر برپا کر دیا۔ میری آنکھوں کو ترا محوِ تمتا کر دیا ہر کسی کو اک جھلک دکھلا کے شیدا کر دیا میں ترا ممنون ہوں لے ناوکِ مرگاں دوست دیدئے اُن کو جوانی نے ادا و ناز و شرم آہ بھی اب کر نہیں سکتا دل پر درد سے دہائے طرزِ تغافل جانتے ہی کچھ نہیں اُس پری سے لب بلب سینہ مبینہ ہو گئے وصل کا طالب ہوا تھا اور خواہاں کچھ تھا ازداند از ذراکت نے حیا نے شرم نے اتوا کر بیٹھ دل میں رُبت پردہ نشیں اب قدم پڑتے نہیں فرشِ زیں پر آپ کے تھا نہاں رازِ محبت ایک مدت سے مگر ہے اگر شکوہ مجھے تو خالقِ عالم سے ہو موردِ تعزیرِ الفت مجھ کو فرماتے ہیں وہ چشمِ رہزن کو بت سفاک نے لئے ہی آنکھ</p>	<p>منبر</p>
<p>۱۶</p>	<p>بے سبب ہم زبان اپنی نہیں کھولی ہو نطق کچھ نویسے دل پر اُس نے آج الفا کر دیا</p>	<p>منبر</p>
<p>اُس کے تو نے دردِ دل کو اک بہانا کر دیا</p>	<p>اُس کے تو نے دردِ دل کو اک بہانا کر دیا</p>	<p>اُسے رب عیسیٰ نفس کچھ تو بتا کیا کر دیا</p>

کھینچ کر بزمِ عدو میں مہک کو آخر لے گیا
 اسے آنکھوں کی بدولت سر کی سوائی ہوئی
 کچھ تجھے معلوم ہے لے چہرہ زیبای یار
 کہدیا آخرا نالختی جوش میں مضمور نے
 پر تو حسنِ ستم زاکانہ کیوں منوں ہوں
 چاند سی صورت جینوں کو تو دیدی او خدا
 حسن بے پردا نے اک حور ستمِ ایجاد کے
 ہو گیا بے تاب بے دیکھے شے نہ بجا
 خنجر سے تیج تبشیم سے خوام ناز سے
 اب نہ سر ہی جو نہ سودا ہو ہو توں سے کپ
 آگیا اک چاند سا کھڑا جو میری سامنے
 اتو دیوانوں کی حالت ہو رہی ہو اندول
 دل تو دو ٹکڑے خیالِ بروئے طنائے ہو
 ناز کی تلوار سے رقتار کے انداز سے

ہے تو نے لے دل بتیاب یہ کیا کر دیا
 راز الفت میری چشم تر نے افشا کر دیا
 سرخرو کس کو کیا اور خون کس کا کر دیا
 ما تو کا خوب اُس نے ختم جھگڑا کر دیا
 خانہ دل کو مرے اُس نے اُجا لا کر دیا
 اسکے دل میں جسم تو نے کچھ نہ پیدا کر دیا
 کافر و دیندار کو محو تست کر دیا
 تذکرہ دل سے جو میں نے اُس پری کا کر دیا
 اُس پری نے قتل مہک کو بے عا با کر دیا
 ایک ہی خنجر میں اُس نے ختم جھگڑا کر دیا
 جذب الفت نے مجھے محو تماشا کر دیا
 اک نگاہ ناز نے کیا جانے کیا کر دیا
 یا دثر گاہ نے مرا چھلنی کلیجیا کر دیا
 مردہ کتنوں کو کیا کیتنوں کو زندہ کر دیا

نہایت
 تذکرہ پر طلق کے یوں گالیاں کینا تھیں
 ۱۶
 تینے خود ہی لے مرہاں راز افشا کر دیا

قیامت جوانی کا آنا ہوا
 جو اک حور سے دل لگانا ہوا
 ستمگر جفا پیشہ مانا ہوا
 کسی سے اگر دل لگانا ہوا
 کسی کی محبت نے مارا مجھے

غضب لے دل کا لگانا ہوا
 تو دشمن مرا اک زمانا ہوا
 اسی پر مرے دل کا آنا ہوا
 غم درد و فرقت اٹھانا ہوا
 مگر موت کا اک ہیانا ہوا

<p>ہے بے مثل وہ حور مانا ہوا کہ مایوس اپنا بھانا ہوا کہ دلدادہ تیرا زما نا ہوا جو منظور نہیں زما نا ہوا گھڑی دو گھڑی کا ٹھکانا ہوا مہنی کھیل جی کا جلانا ہوا وہ سفاک سیرا ہے جانا ہوا تو بولے اگر آب و دانہ ہوا قیامت یہ دنیا دلانا ہوا غضب لے دل کا لگانا ہوا</p>	<p>نہیں دہریس کوئی اسکا جواب مرا حال ایسا ہوا دردناک کوئی بات ایسی ہے تجھ میں ضرور پتہ بھی عدد کا نہ پایا کہیں تعارف کسی سے مجھے ہو گیا ادھر جان پر آہنی ہے اودھر نہ کھا بنگا ہرگز کسی برزس جو میں نے کہا آئے گا ضرور گلوری بڑھا کر لیا لے دل یہ کیا جانتے تھے یہ کیا تھی خبر</p>
<p>۱۵</p>	<p>اگر تعلق ہوتی کبیا عجب خریدار تیرا زما نا ہوا</p>
<p>منبر ۱۹</p>	<p>عجب آج نکھر رہا ہے جو بن کسی کا سکھے حال معلوم بھی ہے کسی کا تھاری جو چشم نہون گر کو دیکھے مجھے آہ کرنا بھی شکل ہوا ہے یہی وجہ ہے کھجکھو ضبط فغاں سے مرے خانہ دل کو دیکھو تو آکر تھاری نگاہوں کا جادو ہو برحق دل خلق پر یہ گرانی ہے بجلی سینان موش نہیں خوب نکھریں</p>
<p>خدا ہی نگہبان ہو میرے جی کا ہے دھما کوئی گھڑی دو گھڑی کا تو ہو سر باطل ابھی سامری کا کہوں اودہ کیا حالی میں بے بسی کا لگا ہے مجھے خوف پردہ مدی کا یہ ممکن ہو اک خوبصورت پری کا ترنپنے لگا سینے میں دل کسی کا نرالا ہے انداز تیری مہنی کا نہیں ہے جواب ابکی سادگی کا</p>	

<p>تلاوری جان جیتنا ہو ممکن شہا جیتے ہیں سے گھر آئی گئے وہ میں کہہ دنگا منہ پر کہ ظالم ہو ظالم مسل لینا عاشق کے دل اگر چلکے نہ غنچہ اور مونس نہ وارد احتی</p>	<p>اگر رنج تم کو ہو مجھ سے کسی کا تو اتر ہوا کچھ ہے منہ بیکسی کا مجھے ڈر پڑا ہے کسی کے کسی کا ابھی طور دیکھو ذرا دہری کا مرا کچھ عزت ہے گھر بیکسی کا</p>
<p>منہ ۲۰</p>	<p>کوئی بات دیکھی کہ چپ ہو گیا ہو نہ ہو چھو سب نطق سے خاشی کا</p>
<p>خرام جگر سا جو دیکھا کسی کا جو اسے دل ہوا شیفہ تو کسی کا مرا خانہ دل ہے دیران جیسا بگڑا ٹھے اک بوسہ کے مانگنے پر ہے بچپن دل مثل سیما میرا شب غم مجھے چھیرنے کون آیا اگر چھین لیتے نہ تم ہے خجستہ عدد وہم نہیں جس کہ گالی نہیں گے شریک غم در بچ کوئی نہیں ہے تمہیں میں نے ایجان بے پردہ کچھا یہ ظاہر ہے خون منسا ہوا ہے ہے بارگراں ایک شبنم کی چادر</p>	<p>ہے دم ناک میں آج کبکری کا ٹھکانا ابھی کچھ ہے تری خود سری کا نہ غارت ہو اس طرح سے گھر کسی کا نہ یارب ہو محتاج کوئی کسی کا ہوا شیفہ ہائے یہ کس پری کا یہ موقع نہیں ہے منہ دل لگی کا چکا ہوتا جھگڑا ہمارا کبھی کا نہیں ہے مزاج ایکساں ہر کسی کا شب ہجر یہ حال ہے بیکسی کا تو قابل ہوا میں وجود پری کا کہ دل خوں ہو کر بہا ہر کسی کا یہ عالم ہے اس حد کی نازکی کا</p>
<p>منہ ۲۱</p>	<p>ہوا نطق ہو انہ اس طرح کیوں کر ہوا سایہ اس شخص کو کس پری کا</p>

<p>یا دھڑکاں ستم کیش کو مہمان کیا شکل تزع کو شہ شیر سے آسان کیا سے اسپر بھی نہ دی داد و فائدہ نہیں پاس کیا تھا کہ میں مہمان کی خاطر کرتا امر حق کہنے میں منصور نے روکی نہ زباں ہو کے نازک بدن آگے جو عیادت کو مری دم نکل جائیگا اس حسرت واران کسبائے اور اب آپ ہی کہہ دیجئے میں کیا کرتا در و سمران کو ہوا دیکھتے تقدیر کی بات خاک پر دل ہے طہاں طائر بس کی طرح لیٹنا بیٹھنا اٹھ اٹھ کے کھڑے ہو جانا کا جل آنکھوں میں خا ہا تو نہیں غار و زخیر</p>	<p>جان جانے کا دل زار نے سامان کیا بہ بڑا آپ نے بیمار پر احسان کیا جان کو بھی نہ ذریعہ آپ سے بچان کیا نعت دل پیش کئے جان کو قربان کیا دار پر چڑھ کے بھی اس دعویٰ کا اعلان کیا آپ نے لطف کیا آپ نے احسان کیا اپنے گھر آپ کو اک دن بھی مہمان کیا جان صدقے کی فلاپ پر ایمان کیا انکے ملنے کا شب وصل جو سامان کیا کس کے تیرنگہ ناز نے بے جان کیا رات بھر اس دل بقیاب نے حیران کیا اُس نے دل لینے کا اس طرح سوسان کیا</p>
--	--

۲۰	اور سب نعمتوں کا ذکر تو رہنے دو نطق یہی کیا کم ہے کہ اُس نے تمہیں انسان کیا	نمبر ۱۲
----	--	---------

<p>کیا جانیں گیس کے منہ سے دیا کیا بھل گیا آخر میں خط کے آگے جو مضمون بدل گیا اپنے پرانے ہو گئے اغیار بھر گئے بے برقع ایک بُت جو نظر آگیا ہیں تم نے جو اپنی وضع بدل دی تو کیا ہوا زاہر کی رت دہی ہے نئے لالہ گون حرام خطا لکھ کے وعدہ کر کے بھی آئے نہ آج وہ</p>	<p>جس پر کہ اُس شریک کا تیور بدل گیا قا صدقہری زبان سے کیا کچھ نکل گیا تم کیا بدل گئے کہ زمانہ بدل گیا سچ تو یہ ہے کہ اپنا عقیدہ بدل گیا اس نا بصور دل کا بھی نقشہ بدل گیا بدلی ہوا زمانہ کی موسم بدل گیا تقدیر کا ہمساری نوشتہ بدل گیا</p>
--	---

<p>اقرار بھی کیا تھا ابھی پھر بدل گیا دیکھی جو ابھی شکل کہیں یہ بدل گیا اک ایک کر کے حوصلہ میرا بکھل گیا سونے میں آکے کوئی کلیجہ مسل گیا دل میرے اختیار سے باہر بکھل گیا آداب کا بھی طوطہ طریقہ بدل گیا مہبات اسطرح سے زمانہ بدل گیا جو کوئی آیا پاؤں سے بچھو کھل گیا پھر صورت آشنائے تھے جفت ٹل گیا تصویر تیری دیکھ کے کچھ دل بہل گیا مایوس قتل گاہ سے پیک اجل گیا لبہ زیر جام عمر ہوا اور ڈھل گیا</p>	<p>میں حال اداس پری کی تلوں کا کیا کہوں کجنت دل کے ہاتھوں نہ رسوائی ہو کبھی ممنون لطف کا کرم بے حساب کا دیکھا وہ خواب میں نے کہ آنسو بکھل پڑا ناصح تو ہی بنا کہ ہے اس کا علاج کیا ہر شے کی قلب ماہیت اس طرح ہو گئی لوگوں کو کچھ لحاظ بڑوں کا نہ پاس خرد سبزو یہ کہہ رہا ہے میں غاکسار ہوں کرتے ہیں لوگ وقت ضرورت خوشامیں گھبراہٹا تھا حدود کی جھرمٹ میں نہیں بہت نازک تنی سے اداس سے جو خیر نہ کھنچ سکا کشتہ چمیں ہوا نہیں جلاد کا تصور</p>
--	--

<p>۸</p>	<p>۱۳ نمبر</p>
----------	----------------

آیا نہ شب وعدہ وہ پری بھرات مجھے حیران کیا
 فرقت میں یہاں آنکھوں نے مری آنکھوں سے پٹوٹان کیا
 گوجان دگر تن من تجھ پر اے ماہ لقا قربان کیا
 اراں مگر دل میں یہ رہا اک شب نہ تجھے حمان کیا
 فرقت میں تمھاری جان گئی اور تنے الٹ کے خبر بھی نہ لی
 آئے جو لحد پر اسدم بھی کیا کہنے کہ کیا احسان کیا
 گھر جانے کو گوتیار تھے وہ رکتا ہی بڑا آفسردہ نکو

اے درجہ منوں ہوں میں تو نے یہ بڑا احسان کیا
 فرقت کی مصیبت اٹھتی نہ تھی دیدار صنم ہاتھ آتا نہ تھا
 اس عقدہ لایخل کو مگر شمشیر ہی نے آسان کیا
 غصے میں وہ باقی جو روح جالائے کو مرے ٹھکرا نے لگا
 فرمایا کہ کیوں مر کر تو نے الفت کا مری اعلان کیا
 کیا فائدہ اب پچھتانے سے اسکو تو سمجھنا تھا پہلے
 کیوں آنکھ لڑائی اوس بُت سے خود موت کا کیوں سامان کیا

۱۰

لے نطق کروں کسا شکوہ تقدیر میں تھا یہ جو پیش آتا
 اوس چشم منوں گرنے مارا جادو نے مجھے بجان کیا

نہنہ

زیارت اونکی کرنا بولنا ہننا چلے آنا
 دل دیوانہ کا شکل ہوا ہے، ہکو سمجھانا
 ہے او سپر طرفہ تر اوس شوخ کا بھیڑی تم
 نہ تھا ہکو مناسب محفل اعیان میں جانا
 ذرا سی بات پر لے مل لقا تیرا چل جانا
 ذرا سا بیٹھ جانا بولنا ہننا چلے جانا
 جو سنتا گوش دل سے ناصح مشفق کا فرمانا
 کیسا وصل کی شب دھڑکھڑ کو چلے جانا
 سنا داغ دینا قتل کرنا دل کو تر پانا
 محبت میں ہر جلنا اور جگر خاک ہو جانا
 غنیمت ہو کسی ہمدرد کا غربت میں مل جانا
 ذرا میرے دل شوریدہ کو بھی آکے سمجھانا

ہے میرا مشغلہ دن رات کو یار میں جانا
 نہیں سنتا کسی کی کوئی اپنا ہو کہ بیکانا
 تعجب ہے کہ کتنا اور بچہ کمر کمر جانا
 نہ پوچھو کچھ وہاں جا کر کرشمے بنے کیا دیکھے
 قیامت ہے غصہ ہا شوق دلدادہ کو حقیر
 ابھی جلدی ہو گیا آخر تو گھر جانا ہی ہو کمر
 دل عمدہ تیری حالت ایسی آج کیوں ہوئی
 مصیبت ہی مصیبت تھی ذیت ہی ذیت تھی
 جفا و جور کا اون کے تو یہ ادنیٰ کرشمہ ہے
 سبق آموز ہے طرز عمل دنیٰ تنگیوں کا
 رفاقت کی جو کانٹوں نے تو چھال دیو کمرے
 بہت سمجھو تو فحاش کی آکر قتلے ای ناصح

<p>لیگا کس طرح، ہکو نہ وقت کا جو دانا نہ بچا بیگا وہ حق کو نہ جس نے خود کو بچانا نہ آگے انھیں دو بھر ہوا میری بیان آنا بہت میں سے تیرا ہو حضرت دعا کا فرمانا</p>	<p>دیا اوسنے زہر سرخ حال کا اسکی شکایت کیا کلید معرفت ہے آپ کو بچا نہا پہلے اگر ہو بھیر شمت کا تو اسکو نہ کیا کر کوئی وہ محبوب خیالی حور کے ہیں عاشق و شیدا</p>
<p>۱۰</p>	<p>منبر کسی محبوب کو ای نطق ہم دل دے نہیں سکتے کریں کیوں کام ایسا جس سے ہوا خیر کو بچھٹانا</p>
<p>مردوں کو ذرا زہ لے ماہ لقا کرنا لیکن حق الفت بھی لے یار ادا کرنا جب باد نہیں رہتا وعدہ کا دفا کرنا بیمار محبت کی کچھ آ کے دوا کرنا جان و دل مضطر کو فی الفور خدا کرنا ایسا نہ کہیں ہرگز لے میرے خدا کرنا کچھ تو ہی بتانا صبح اب ہکو ہو کیا کرنا بے پردہ کھڑے ہو کر سرتن ہو جودا کرنا ان حسن کے بتلوں کو پا بند حیا کرنا</p>	<p>آواز سے گھنگر وکی اک حشر بپا کرنا دل کو حدت تیسرا انداز ادا کرنا مجھو نہ تھے تم کچھ کیوں تھے زباں دی تھی جان آگئی ہو لب پہلے میرے سجا اب ہر مشہد طر محبت یہ اس حور لقا پر سے درجہ ہو کر ادس بت کا جاو میں سو کعبہ دل جاکے ملا اوس سے جو دست تھا دشمن ہو منع نہ کچھ مجھ کو دیدار کا لے قاتل شوخی و شرارت جب پر ہوں تو ریل ہو</p>
<p>۶</p>	<p>منبر برسوں کا چکا بھگڑا صرت اسکی عنایت قاتل کے ذرا حق میں لے نطق دعا کرنا</p>
<p>کردں میں کس کس سے جا کے شکوہ کہ تیغ ناز ادا لے مارا وہ سب سے کہہ دینگے بے مہابا کہ اسکو دست نضائے مارا وہ چاہے لاکھوں کریں بہانے مگر خدا ہی یہ جانتا ہے کہ مجھ کو اُن کی جفا نے مارا کہ مجھ کو اُنکی جفا نے مارا</p>	

تھارے دل لے تو بہن تجھ نہ رحم تم میں ہے خس برابر
 جمنوں نے ٹکودے دل اکثر انھیں کو تیغ جھانے مارا
 وفا کا کیا نام لے گا کوئی وفا کے بدلے جفا ہی ہوتی
 کسی کو تیغ ادا نے مارا کسی کو تیغ جھانے مارا
 ہے تیری بچی نگاہ قابل کہ جس سے بچنا ہو سخت مشکل
 اسی نے مجھ کو کیا ہے سبیل تمھاری صرف اسل دا لے مارا

نمبر ۲	کروں میں مطعون اوس پر ی کو بید ہو شرط عاشقی سے تھیں میں ای نطق کیا تباؤں کہ کسی تیغ ادا نے مارا	۱۷
--------	--	----

قدوہ بولسا ترا ہم کو بہت یاد آیا تیرے کچے سے جو میں اوتھم ایسا لایا دل میں مچھنے کیلئے نشتر فساد آیا چونکہ مونس نہ وہاں تھا نہ کوئی در شریک غمگنہ صل علی صل علی کا ادھکا خنجر ابرو دیر مژہ و تیغ نظر بولے ہنکو نہ ملا عاشق صادق یسا جسم خاک کی سے نکلتی نہ کبھی جان خریں ان پر دیوں کے جلے میں جو میں جا ہونچا تیری تصویر تراکت سے بھری گھنچہ رسی قید خانہ ہے جسے کہتے ہیں دنیا انسان بات اتنی تو ہے لے یار تری محفل میں نہ تو اقرار تھا آنے کا نہ تھا کچھ مذکور	ہجر میں سامنے آنکھوں کے جو شمشاد آیا خوشچکاں گر یہ کنال بادل ناشاد آیا قصہ وصل شب ہجر اگر یاد آیا دشت غربت میں مجھ کو قیس بہت یاد آیا محفل غیب میں جدم وہ پر زاد آیا اٹھ لے کے یہ محفل میں وہ جلا دیا اوسنے جب تذکرہ وامق و فراداد آیا قابض روح مگر ایک ہریر زاد آیا یک زباں ہو کے کہا حق کا نقاد آیا تنگ کوشش میں بہت خامہ ہزاد آیا ہر کوئی کاٹنے اس گھر میں ہی میا د آیا شاد وہ ہو کے گیا جو کوئی ناشاد آیا وہ پری کج مرے گھر میں خدا داد آیا
--	---

<p>فائدہ قصر و عمارات کی تعمیر کا کیا پاؤں خود سیر بڑھے شوقین زنجیروں کے جان لی نطق کی گو تھادہ بہت زار و زلزلہ</p>	<p>کام شہاد کے کب گلشن شہداد آیا بیڑیاں بھسکے پہنائے کو جو حداد آیا رحم مطلق نہ تجھے اسے ستم ایجاد آیا</p>
<p>نمبر ۲</p>	<p>نطق جہوت کہ بزم شعرا میں پہونچا متفق ہوئے کہا بے کرم اُستاد آکا</p>
<p>کسی گلرو کا میں دیوانہ ہوتا دل اوس سفاک پر آیا نہ ہوتا پری کے رخ کا میں ہوتا نہ عاشق نہ دیتا طعن مجھ کو شیخ - اگر وہ کبھی تو چھیدتے اس تیرے دل اگر کرتے بھی تم سو بار و عدد میں مرجاتا لگانا دل نہ لیکن میسا ہو گئے تھے سخت عاجز تھارا چہرہ پر دراک بار وہ جا کر پہلو دشمن میں بیٹھیں خدا یا مہربانی ایسی کرنا - جو ہوتا کوئی مست جام لفت میں دل کی دلدھی گولاکھ کرتا تمھاری آنکھ سے لیلے شمائل نہ کبھی کی چلتے چال اگر تم - اگر ہوتی نہ اس میں کبر و نفرت</p>	<p>تو میرے رخ میں پا چھانہ ہوتا تو میں ایسا کبھی رسوا نہ ہوتا اگر ہوتا ترا دیوانہ ہوتا قتیل ابرو جانا نہ ہوتا کبھی تو غم نہ ترکانہ ہوتا یقین تھا وہ کبھی ایفانہ ہوتا وہ ہو جانا اگر ایسا نہ ہوتا نہ تم آتے تو میں اچھا نہ ہوتا جو زائد دیکھتے ابرو نہ ہوتا مری آنکھوں نے یہ دیکھا نہ ہوتا کہ طسہ ہند آزادانہ ہوتا تو شوق ساغر صہبانہ ہوتا بجز میرے کبھی میرا نہ ہوتا جو مجنوں دیکھتا دیوانہ ہوتا مری جاں حشر پھر یہ نہ ہوتا تو انسان عرش کا تارا نہ ہوتا</p>

منبتہ ۲۹	فنائی اللہ ہو جاتا اگر نطق غم عقبے غم دنیا نہ ہوتا	۱۴
جلوہ فرور کون تھا کس کا وہ نور تھا کل شبِ گلِ حال کیا کہوں کیسا وہ حور تھا تھا کون رات نالکناں کیا بتاؤں میں ہے آج جو کہ کا سہ سائل بنا ہوا کھنکھ پر آبِ غیروں کے تاقِ گردِ آٹھے ستہاڑپ ٹرپ کے رہا میں شبِ افاق اگلے بھی کو مجھ سے الفت بنا دیا باتیں جوتے مجھ سے ہو میں ناش ہو گئیں کہنا حد و کام نے بھی سچ مان ہی لیا اونکا گذر جو گورِ غریباں میں ہو گیا شوقی کی بے جھک بھی آتی تھیں چمکیاں کیا قیس مجھ سے عشق میں کرتا مقابلہ اگلے نہ عمر بھر بھی کبھی اپنے ہوش میں	غش کھا یا جس سے موسے نے بالائے طور تھا محمود تھا جوانی کے نشہ میں چور تھا میرا ہی بے تسرار دل نا صبور تھا کل تک یہی کسی کا سر پر غور تھا فرمایے تو کچھ بھی ہمارا قصور تھا کوئی نہ اس باس نہ نزدیک دور تھا دل تم نے لے لیا تو وہ کس کا قصور تھا کوئی چھپا ہوا پس پردہ ضرور تھا الفت کہاں کی کیسی محبت وہ زور تھا ہنگامہ تھا کہ دائمی شورِ نشور تھا میں نے جو یہ کہا کہ ابھی ذکرِ حور تھا تھا طفلِ مکتب اور ابھی بے شور تھا جامِ الست کا ہمیں اتنا سرور تھا	
منبتہ ۳۰	افسوس تھے قدر نہ کی ایسے شخص کی الفت کا پاس نطق کے تھو ضرور تھا	۸
یہ سہ شغلہ ہمارا کبھی اوس کا نام لینا چلو جانے دو میں اب بھی جوہر کا ذکر چیر لینا جو نہ یونانی کرتے تو ہر ایک جان دینا کے ظلم نے جتنے مارجی ہی جانتا ہے	کبھی دل سے کہ کرنا کبھی دل کو تھا لینا نہ کلام مجھ سے کرنا نہ مرا سلام لینا ذرا عقل سے تھا تھو مگر بیانِ کام لینا کبھی یہ سہلے پھر نہ وفا کا نام لینا	

<p>جودل آئے بھی کسی پر تو بلا سے نہ رکھانا سہیں عمر بھر جھائیں بھی عدد کو کینہ کش کی فقط اے ہمارے قاصد یہ خط اُنکے آگے رکھنا</p>	<p>مگر اپنی زندگی بھر نہ بتوں کا نام لینا نہ پسند آیا مجھ کو کبھی استقام لینا نہ کوئی پیغام دینا نہ ہمارا نام لینا</p>
<p>نمبر ۳۱</p>	<p>نہ وفا ہو نطق ان میں نہ ہو رحم انکے دلبیں کبھی بھول کر بھی ناداں نہ بتوں کا نام لینا</p>
<p>عشق یوں بیجان بھگو کر گیا آتے ہیں وہ غصہ میں خنجر بکفت بول بھی تو گھر پر وہ اکا کیا تھو دل نہیں لگتا کسی ہندو میں اب قتل ناحق کا یہی دے گا ثبوت اب سبکدوشی تو حاصل ہو گئی جو ہوا کشتہ نگاہ ناز کا تابع فرماں رہا میں عسکرِ کھر غیر کو اوس نے دیا حب جامے ان پر دیو کی الفت اور میں کچھ نہیں معلوم خود حیران ہوں بزم دینا ہے سراسر سنج و غم پیچی نفروں سے مراد دل تاکنا</p>	<p>حق تو یہ ہے جیتے جی میں مر گیا زندگی کا جام کس کے بھر گیا نامہ پر سوار تو در پر گیا کون جادو مجھ پر ایسا کر گیا خون داس میں تمھارے بھر گیا خوب شد میں خوش ہوا جو سر گیا جی گیا گو دیکھنے میں مر گیا مجھ سے ناحق وہ پریر و ڈر گیا رفک سے میں جیتے ہی جی مر گیا دل اب اُنکی دوستی کو بھر گیا آپ کی میں کس ادا پر مر گیا جو کوئی آیا بیان ششدر گیا میں تمھاری ماس اوپر مر گیا</p>
<p>نمبر ۳۲</p>	<p>نطق نے اک بے وفا پر جان دی عاشقوں میں نام پیدا کر گیا</p>
<p>جو تیری جستجو میں مٹا خاک ہو گیا</p>	<p>وہ عاشقوں میں صاحبِ دراک ہو گیا</p>

<p>سب سے نقابہ بُت میاں ہو گیا آمادہ قتل پر جودہ سفاک ہو گیا جھک کر خدایتوں کی جیسے بل گیا بزمِ خاک کیا ملا نہیں تباہ تو سہی بوجھانے اُسے یہ بھی کہ کس عالمیں ہوں ہم اوڑھ کر برفنازی لفت میں جاہ میں اوس سے نہ گفتگو کی نہ پہچان ہی سکے</p>	<p>دامان صبر عاشقوں کا چاک ہو گیا سو سو جگہ سے قلب مرا چاک ہو گیا ناپاک ہو رہا تھا مگر پاک ہو گیا فرقتیں میں تو جل ہی چکا خاک ہو گیا میں مرٹا کیسے لئے خاک ہو گیا کیا کچھ نہ بھیر اُت نہ افلاک ہو گیا سو بار اس غلی سے وہ چلاک ہو گیا</p>
<p>نمبر ۲۳</p>	<p>ہستی کا تم لباس بدلنا لو نطق اب آلودہ لگنا ہے ناپاک ہو گیا</p>
<p>دعا دیجئے گا جفا کیسے گئے گا میں تیار ہوں دیکھ دینے کو لیکن عبادت پر او شیخ ناحق ہو غرور ہے ناز و نعم کا پلا دل ہمارا اگر نامِ الفت میں لوں مرتے دم تک تب ہجرتِ خب مجھ کو ستا یا پس از مرگ تو میری زبنت پر آکر میں دیتا ہوں اس شرط پر آجہو دل کسی سے ذرا مشورہ کر کے مشفق یہ کیونکر مجھے ہو پتیں آپ میرا لگاؤ میں آپ اپنی آنکھوں میں کھلیں اب نہ ختم فرماؤ کرنے نہ بادیں</p>	<p>ملاسے کے دل کب دفائیے گئے گا اسے لیکے سکے تو کیا کیے گئے گا نہ بخشے اگر وہ تو کیا کیے گئے گا نہ پا مال بہر حسد ا کیے گئے گا تو بھر آپ میری نرا کیے گئے گا میرا مری کب دوا کیے گئے گا مری مغفرت کی دعا کیے گئے گا کہ نازیت مجھ سے دفائیے گئے گا کوئی کام اچھا برا کیے گئے گا کہا ماننے گا نہ کہا کیے گئے گا کوئی آج فتنہ بپا کیے گئے گا ذرا اوسکے منہ سی دیا کیے گئے گا</p>

<p>بڑا کب سے گا بڑا کب سے گا</p>	<p>بتوں کو اگر نطق دل دیکھا گا</p>
<p>۱۱</p>	<p>ذرا حضرت نطق یہ یاد رکھیے بتوں سے نہ کچھ التجا کیجئے گا</p>
<p>لاکھوں طرح سے ہمو گونے اڑایا مرد کا میسے کرنے او کو بتایا سو نکر ہو کہ اُسے یہ دن مجھ دکھایا قصے کے نام سے سب اُن کو کُٹنایا عشق اوس پری کا دیکھو کیا خوشگایا اوس کا بھلا ہو یا رب جو مجھے بنایا کہنت آسماں کو افسوس نہ بھایا دیکھو تھکی میخ دشمن کو یوں سلایا کہنتک کھینچ رہی تھی وہ مجھے یوں خدایا کام آئیگا نہ کوئی اپنا ہوا پرایا</p>	<p>راہ و فاسے ہرگز ڈگنا ہوا نہ پایا ٹھوکر لگا لگا کر اسکا نشان مٹایا اُسے وہ گھر ہلے تقدیر ہی جاگی سننے نہ تھے کبھی وہ حال ل پریشان وہ دہنیں میرا چہرہ جو زعفران آسا لاکھوں میں گو مصیبت کرنا نہیں کایت ادوں کا پیش میرا کانٹوں کی طرح کھٹکا یہ کہیا کہ عاشق انکا نہیں ہیں ہرگز تدبیر لاکھ سوچی کچھ راس ہی نہ آئی جب وقت آئیڑیگا کر بیٹھنے کے سارا</p>
<p>۱۰</p>	<p>دل کیو کر راندن میں اب انگبار کھینچیں الفت کا نطق میں نے ابھا مٹنایا</p>
<p>کہا دوں جواب حضرت وعظ کی بات کا خالق کوئی ضرور ہے اس کائنات کا بیڑا اوٹھا رہے ہیں سبوں کی نجات کا بیمار خواہنگار رہے آب حیات کا دفر ہو پڑے پڑے ابھی کائنات کا دید کیجئے جواب ذرا میری بات کا</p>	<p>جھگڑا نکال بیٹھے حیات و ممات کا منکر ہو کوئی کیسے تری پاک ذات کا کب تک بکے واعظوں کی مرے کان بھر گئے اسے جان بھگو شربت دیدار چاہئے آجائے بھگو غصہ جو ہے چرخ کج ہنار ہاں ہو نہیں ہو کچھ ہو مگر بول دیکھے</p>

<p>کہا دے سکے جواب کوئی ضد کی بات کا پتھر سے دہل جواب تری سخت بات کا شاید دہن تمہارا ہے کوڑہ نبات کا بیا سا ہوں مدتوں سے میں آب حیات کا کیا ہو یقین اوسکی دغا کی ثبات کا ہے ذرہ ذرہ حمد سرا کا ثبات کا سرکش رہا ہے روز و رات پانچ سات کا غم آج کر رہے ہیں وہ کسی وفات کا ناحق خیال کرتے ہو لوگوں کی بات کا کیا نذر دے گا کوئی مری کا ثبات کا</p>	<p>کہتے ہیں دشمنوں ہی کو ہم دینگے اپنا دل بان اسے رقیب پہنے ارادہ یہ کر لیا یوں بدتمیزی باتوں میں شیرینی ہتھ منہ میں زبان دون کہ جو کچھ رخصت فتنی حد سے زیادہ جو متلون وہ مدت تیری عذبات ہو کہ ہیں سب کچھ مرچ گو آنکھی گلی میں لے دل تاندا نہ ہائیو بال اُنکے ہیں کھلے ہو زور پڑے ہو بچلے جو طفل اشک سے کہیں خفا ہو دل کے سوا بتائیے اسے سہ لقا کچھ اور</p>
---	--

۱۰	کوتر کی ہو دھلی ہوئی میری زبانی بھلی ساکن اگر چہ ہوں میں گیا کے دہات کا	نمبر ۳
----	--	--------

<p>آپ اور خیر سے انکار کوئی مانے گا ہونہ دشمن سے سروکار کوئی مانے گا تم کرو ترک جنا یا کوئی مانے گا ہونہ مشوق تنگوار کوئی مانے گا اوسکی صورت سے ہو نیزار کوئی مانے گا اوس کا کیا وعدہ واقرار کوئی مانے گا کوئی کافر ہمیں دیندار کوئی مانے گا بیری یہ بات ستمگار کوئی مانے گا وہ تہوں کو نہ کرے پیار کوئی مانے گا</p>	<p>یار سانی کا یہ اٹھار کوئی مانے گا آپ کی بات یہ اسے یار کوئی مانے گا ماننے کی جو نہ ہو بات کوئی مانے گا دل لہو ہو کے بیسہ اور کلیجہ پانی تم بنا سے جوئے ہو بار گھلے کا جس کو سکھنے کرنے کا نہیں جسکے ٹھکانا صاحب عمر بھر کرتے رہے نیک و حرم کی سیر کاٹ کر ہی نہیں سکتی جو تری تیغ نظر فتنی بچپن جو مشہور زان میں پست</p>
--	--

۱۶	منبر ۳۲
<p> بُرا سمجھا بُرا سوچا بُرا سوچا بُرا سمجھا ذرا بتلائے تو آپ اگر سمجھا تو کیا سمجھا غمزدل دیکھے اب خبریں میں سمجھا تو کیا سمجھا لگانا دل ہوں سے عاشقوں نے کھیل کیا سمجھا نصیحت کو مرنے لے دل کبھی تو کچھ سنا سمجھا غضب کرتے ہو صاحبِ پنہ عاشق کو گدگد سمجھا بتوں کو جنے پتھر اور خدا کو نا خدا سمجھا بتوں کے دل لگانا تو نے لے زاہد بُرا سمجھا غنیمت جو کہ اب بھی اے دل درد سنا سمجھا اگر ایسا سمجھنا ہے تو پھر کس کام کا سمجھا کہ جسکو اُس پر پیہر نے اپنا بتلا سمجھا تماشا دیکھئے اوس بُت کو سب سے کیا سمجھا غضب کو بات ہوتے عدد کو با وفا سمجھا تو فرمانے لگے ہنس کر کہ مطلب آپ کا سمجھا ہمیشہ میں نے اس مرد خدا کو پارا سمجھا </p>	<p> غضب میں نے کیا اک بی وفا کو با وفا سمجھا جو کہ دیتے ہیں فورا میں نے مطلب آپ کا سمجھا غلط ٹھہرا جو اُس رشک پری کو با وفا سمجھا چلنا ہوتے ہیں ہر وقت لوہے کے چنے ہیں اسی باعث تو میں عشقِ تباہ سے منع کرنا تھا زکوۃ مرنے کے سائل کو کہ دیتے ہو پھر مانگو اوس کا پار پڑا ہو گیا دریاے الفت میں اسے نادان بھی عشقِ حقیقی کا تو زینہ ہے یقین تھا کہ ہو گا ایک دن پامال الفت میں سمجھتا ہوں مجھے تو با وفا اور ظلم کرنا ہے نہ پوچھو پھر کہ اُس کسبت پر کیا لکھی آفت بری سمجھا کسی نے اور کسی سے حورِ جنت کی ابھی کہن ہو نہ رنگِ ناز سے نہیں وقف بغل میں اُنکے ٹیکے بیٹھے انگڑائی جلی میں نے یہ کیا میں سُن رہا ہوں لطف اور الفت حینوں کی </p>
۱۷	منبر ۳۳
<p> غلطی کی کہ جو دشوار کر آسان سمجھا میرے لئے اک کافرِ بدین کو مسلماں سمجھا رازِ ظاہر وہ ہوا جس کو کہ پنہاں سمجھا </p>	<p> وصل آسان تر اسے نہ تاباں سمجھا کر دیا کسبِ دل ہائے حوالے اور رکھے جو عیاں تھا وہ نہاں دیدہ دشمن سے رہا </p>

<p>دل میں اندیشہ فرقت جو لگا تھا میرے توڑ ڈالی رگ گردن بھی جنوں میں میرے یار کی آنکھوں کی، جو کونسی خوبی تجھ میں عقل میں تجھ سے سنا اپہ نہیں نادان نہیں کئی کیا جانے کہ کیوں شہم غایت وہ پیری واہ بے جوش جنوں پھوٹے جو چھاو میرے کتے ہیں حور میں جنت کی تھیں کیا معلوم خون ہو کر توبہ لاکھ معیبت جھیلے لے لیا اور دیا بیٹھے نہ ڈرے نہ ہراس محو انوار تجلی ہے یہاں تک یہ دل وقت ہی وقت جو مندوں ہی سے ہو پھرنے لگے کیا تماشا یہ ہوار است جو آیا وہ بہت نطق کے مرنے پر تاج کھلے بال کوئی</p>	<p>شادی وصل و غم ہجر کو یکساں سمجھا جسم لاغر میں اسے تار گر یہاں سمجھا تو ہی کچھ بھکھو ذرا زکس حیراں سمجھا دوسرے لوگوں کو جانا صبح ناداں سمجھا کون اتنا سبب گردش دوراں سمجھا دشت صحرا میں انھیں بن گل خداں سمجھا تینے بھک مارا ہو جھکو اگر انسان سمجھا دہراں ہونگے نہ وہ سلسلہ ناداں سمجھا مال مردے کا کسی کا دل بریاں سمجھا بجلی بجلی تو اسے جلوہ جاناں سمجھا پہلے اپنے کو قوا سے صبح ناداں سمجھا داغ پنہاں کو چراغ تہ دامان سمجھا سبب اسدم سبب سوزش پنہاں سمجھا</p>
--	---

۱۵	اُڑتے ہیں ہمیں دل و جاں جگر کے ٹکڑے نطق کیا عشق تیاں آپنے آساں سمجھا	نہو سر
----	---	--------

<p>رخسار کے گلوں کا بیل بنا کے چھوڑا اس گد گدی نے آخر بھکو رلا کے چھوڑا دور زماں نے اون کو اتنا ٹٹا کے چھوڑا بھکو گھلا گھلا کے اسنے ٹٹا کے چھوڑا تقتے ہی کے بہانے انکو سنا کے چھوڑا دشمن کو آج میں نے ایسا دبا کے چھوڑا</p>	<p>کیا سبب ریاغ اسنے بھکو دکھا کے چھوڑا الفت نے تیری اسے گل جنوں بنا کے چھوڑا شاہوں کی قبر تک کا باقی بتا نہیں ہے فرقت نے اس پر کی آخر یہ دن دکھایا احوال درد فرقت سننے نہ تھے کبھی وہ اپنا سامنے وہ لیسکر خاموش ہو کر بیٹھا</p>
---	--

<p>رندوں نے آج اوسکو آٹو بنا کے چھوڑا خوب آج رقص لیل اُنکو دکھا کے چھوڑا لاکھوں طرح کے صدمے دلپر اٹھا کے چھوڑا پیر منان کا بندہ آخر بنا کے چھوڑا مخصوص بیچ میں جب بیم دھا کر چھوڑا چپکے ہی چپکے اوسنے یہ گل کھلا کر چھوڑا مٹی میں نئے آخر نمک ملا کے چھوڑا اگر دونوں کو دیکھو آخر ملا کے چھوڑا</p>	<p>کرنے لگا مذمت واعظ جو دخت رزکی جاتے تھے قتل کر کے ٹھہرایا ترب کر مدت کے بعد میں نے عشق تباں دلجو رندوں نے یہ قیامت کیا کی کہ شیخ جی کو ناپاک مار ہستی میں دل لگے تو کیونکر تیغ نظر سے دل کو چرنگ کر ہی ڈالا ناہرا بنیوں سے اور کج ادائیوں سے کہتے نہ تھے کہ نالے میرے بہت بڑی ہیں</p>
---	---

منبتہ

وہ ماننے کے گب بھولے نطق پر تو یہ جو

جادو کیا کہ تم نے اون کو منا کے چھوڑا

<p>خود در ایک دن یا رعد دم ہوگا ستاتے ہیں تھک جو غیر دیکھ آگے نہ عرض تمنا کا ملتا ہے موقع یہ کیا جانتا تھا کہ ویرانہ بھسک نہ ہنس پڑے گا آپ دریا کناسے ابھی جاؤ بیٹھو بھی بزم طرب میں مردنگا کسی بے محبت کے پیچھے پچھائے ہوئے ہیں وہ گیسو کا پھندا تلوں سے لگانا ہو دل کوئی آساں ہیں زمرگ بولے کہ کیا جانتے تھے یہ نطق حزیں ہو کے تیرا ہی بندہ</p>	<p>جوانی جو جا بلی معلوم ہوگا دل جنیب کچھ تو منہ موم ہوگا یہ فی النار کب دشمن شوم ہوگا پسند ایک دن صورت بوم ہوگا نجل سپ میں در مکتیم ہوگا تمہیں کیا پڑی کوئی منہ موم ہوگا مقدر میں میسر یہ مرقوم ہوگا گرفتار کوئی تو معصوم ہوگا ابھی کیا ہے آگے کو معلوم ہوگا جدا جلد اتنا وہ مرحوم ہوگا ترے فیض رحمت سے محروم ہوگا</p>
---	---

۱۶	منسلہ
<p>خود تو میں اچھا تھا لیکن دل مرا بیمار تھا ادس کا کوچہ فی الحقیقت مصر کا بازار تھا بک دیا مقصود صرف اظہار حال زار تھا جانتا تھا میں زمانہ برسرِ بچپا رہتا آپ کی الفت سے میں اوسہ لقا پا رہتا ہر بن کا کل مرے حق میں دہان مار تھا اوسے پہچانا جب اپنے کو وہ ہمارا تھا جبکہ شبنم کا دو پہلہ انکے سر پر بار تھا گو وہ مدت تک ہمارے در پہ آزار تھا دیدہ گوہر نشان ہر وقت گوہر بار تھا جو چھپا جھلی میں مشک نافذ تار تھا جان دینے کے لئے اپنی تو میں نیا رہتا وہ جس کل تک تو میری شکل سے بیزار تھا کیا ہی تھا قول صاحب کیا ہی اقرار تھا موجد گرداب آفت ہائے انکا پیار تھا</p>	<p>میں جو کیا آپ کے گھر سے یہ کیا ہمارا تھا آج وہ مجمع خریداروں کا زیدار تھا تھا نہ دیوانہ نہ کچھ نشہ میں میں ہمارا تھا کہا ہوس کرتا حسینوں کی نگاہ ہر کی آج میں بچا دکھا دیتا عدد کو کیا کروں خون اگلا میں نے منہ چھو کر گیسو شرم کون کہتا ہو کہ دیوانوں میں تھا منصوبہ بھی لے نہیں سکتے تھے گردن پر وہ خونِ ریشاں دوست تھا اپنا مقدر آسمان کرتا تو کیا اجرم تھا یا رہا دل پر مرے فرقت کی شب یہ نہالت کس کی زلف مشکبوسے بھی اُسے تیغ قابل کونہ تھا منظور میرا قتل آپ آج کیا ہو کچھ نہیں کہتا ہو کوئی میراں لے کے دل اب ہو فانی کرے ہو جسے تم دوستی ادنیٰ صر سٹھا دشمنی ثابت ہوئی</p>
<p>دلکے دینے پر نہ ہم اسے نطق خود راضی ہو دہشہ حق یوں ہو کہ اُن کا تو بہت اصرار تھا</p>	<p>منسلہ</p>
<p>تو فوراً ہی نطقِ حزن سرد ہو گا اگر درد ہو گا زار درد ہو گا حسین کوئی ہوا دس کا پاگرد ہو گا</p>	<p>اگر دل میں اک بار پھر درد ہو گا مرے دل میں گنجائشِ غیر تو بہ کہاں وہ کہاں حورِ لاجول بھیجو</p>

<p>ازل ہی سے لکھا تھا میری جہیں پر قیامت کے میدان میں بیاہم ورجاتے بُرا جو کے عشق و الفت کو کوئی</p>	<p>محبت کے میدان کا یہ مرد ہوگا کوئی سُرخ ہوگا کوئی نرد ہوگا وہ کبخت مردود نا مرد ہوگا</p>
<p>نمبر ۲۳</p>	<p>ذرا جانچ کر نطق کو دیکھئے گا محبت کے دفتر میں یہ فرد ہوگا</p>
<p>یہ سمجھو کہ خود وہ خدا ہو گیا لو اب نطق بھی با خدا ہو گیا غم و رنج میں مبتلا ہو گیا محبت میں دیدی یہ جان حزن لے بیمار الفت ترا چل بسا ہوا خاک مرکب الفت میں ہیں جودہ ہنس دیئے ایک بکلی گری جدہر کی نظر زلزلہ آگیا اکو یہ کیا ہوا انقلاب جس نے ہمنے بالا تھا سوزا سے ارطاطا لرزنگ پھرے سے یون کہاں چھوڑ کر جائے گا یہ قدم کیا تو نے دل وصل سے شاد کام؟ نہ میری خطا تھی نہ تقصیر بھی میں عاشق تھا اب خود وہ عاشق ہوا یہ حشت ہو کوئی لطف کچھ تو بتا</p>	<p>بشر جو خدا میں فنا ہو گیا ابھی کیا تھا ادب کیاتے کیا ہو گیا جسے عشق زلف دو نا ہو گیا میں آج اپنے حق سے ادا ہو گیا تپ غم سے مرکر رہا ہو گیا تو بس تر گیا کیسا ہو گیا جو ہم روئے طوفاں بپا ہو گیا چلے وہ تو عیشہ بپا ہو گیا کہ نا آشنا آخشا ہو گیا وہ دل آج مشق جنا ہو گیا کہ اڑ کر وہ بال ہما ہو گیا یہ بندہ غلام آپ کا ہو گیا وفا وعدہ لے بے وفا ہو گیا وہ بے وجہ مجھ سے خفا ہو گیا عجب مُصر یہ ماجرا ہو گیا تجھے بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہو گیا</p>

<p>۱۱</p> <p>جو جستجو کرے کوئی تو کیا نہیں ملتا خودی کے ساتھ کسی کو خدا نہیں ملتا فنا کا لطف بقا کا مزا نہیں ملتا فنا کا لطف بقا کا مزا نہیں ملتا مگر کہیں بھی ٹھکانا ترا نہیں ملتا خدا ہی جانے کہ اب کیوں مرا نہیں ملتا کہ کوئی شخص بھی اب با وفا نہیں ملتا کرے جو کوششیں کوئی تو کیا نہیں ملتا مگر حسین کوئی با وفا نہیں ملتا کہ ایک آدمی بھی کام کا نہیں ملتا</p>	<p>منشیہ</p> <p>غلط یہ ہے کہ کسی کو خدا نہیں ملتا خودی کے قید سے آزاد ہو خدا ہو جا جہاں میں تو حسیں میں ہیں لیکن نہیت ہوتے اگر راہ میں محبت کی کلاش تجھ کو کیا کبہ و کلیسا میں حفاظ و حور میں پہلے جو لطف ملتا تھا یہ انقلاب زمانے میں آگیا کیا کسی کے دل میں طلب بھی تو پہلے ملوث ہو ہے جد و جہد سے ممکن خدا کا مل جانا پہاڑے ملک میں قحط ال جال ایسا ہی</p>
<p>۲۰</p>	<p>منشیہ</p> <p>جنم نہ لیتے جو شاعر جہاں میں لے اُٹھتے تو زندگی کا کسی کو مزا نہیں ملتا</p>
<p>قیامت ہر بھری نعل میں وہ بت بڑنقاب آیا ہوا میں بانی بانی شرم سے ایسا حجاب آیا تو انداز تسمکاری بھی اسکے ہر کاب آیا اک آفت آگئی اک قمر آگیا اک غلبہ آیا تو اپنے جہم کے سایہ سے بھی اُلگو حجاب آیا فقط دو چار لمحے کیلئے میرا شباب آیا ہزاروں ناز سے انداز سے اتکا شباب آیا جوانی اس غضب کی اس قیامت کا شباب آیا</p>	<p>منشیہ</p> <p>دیا آئی نہ شرم آئی نہ کھاد و سکو حجاب آیا اھرے میدان بخشش پر وہ جفت تاب آیا کسی غارتگر ایمان کا جب عہد شباب آیا عجب قفسہ اوٹھاتا یار کا عہد شباب آیا وہ کرا بیباک تھے جیلے مگر جہم شباب آیا اکون کیا بیچ یہ ہے یہ یوفا شل شباب آیا کسی کی جان لینے کو جلا کر خاک کرنے کو وہ جیکے سامنے آئے کلچر تمام کر شباب آیا</p>

گلی کو چوں میں ہر سو شور ہو اللہ حافظ کا
 ذرا دیکھیں کہ کیا کیا فتنے اٹھتے ہیں مانے میں
 کلچر ہاتھوں سے پکڑے ہو سب لکھو رو تہیں
 خدا جانے کہ کیا گزری ہاں بچا کر کیا دیکھا
 جو میں نے پیچھے پیچھے آنکے دیکھا انکے سایہ کو
 نہ آئی نیند بھکو رات بھر بدلا کے لکھو رو
 نہرا دوسرے دار مانے قبضہ کر لیا دل پر
 شباب پنا گیا اب عہد بیری کا تسلط ہے
 جو میں نے آنکھ بھجا ایک خطا اظہار الفت کا
 جوانی کی ہو نیند ایسی ہو غفلت یار پرکاری
 یکے کیسے اُس کا فریاد نہکا کیا وعدہ

نہیں اور نطق کیوں کر یاد بھکو خواب کی باتیں
 نہیں معلوم اتنا کب گیا اور کب شباب آیا

۱۰

منسلک

میرے ہوش مرے دلدار ترا کیا کنا
 دیکھنے کو نہ بہت دیکھے ہیں دنیا میں جس
 قبر پر آکے وہ کہتے ہیں کہ دی جان آخر
 سبے بیگانہ مجھے کر کے شرف پہنچنا
 پس ڈالا مجھے مار محبت تو نے
 شتری حضرت پوسٹ کی زلفا ہی ہوئی
 گھر تر اخلاہ بریں اور تو ہو جو رہشت
 رحم مقتول پر آئے نہ مجھے ذرہ بھر

شوخ بیباک طر حدار ترا کیا کنا
 تجھسا لیکن بت طار ترا کیا کنا
 واہے عاشق بیمار ترا کیا کنا
 کر دیا محرم اسرار ترا کیا کنا
 اسے مرے طوق گراندار ترا کیا کنا
 تیرا عالم ہے خریدار ترا کیا کنا
 صحن فروس کا گلزار ترا کیا کنا
 تودہ ہے ترک ستمگار ترا کیا کنا

نارِ آفت ہوستم غم و غصہ ہو انداز	قرشونی، بڑی یار ترا کیا کہنا
نہیں	گوئی میدانِ محبت ترے ہاتھوں میں رہا نطق اور عشق کے بیمار ترا کیا کہنا
<p>دل لگانا گلرخوں سے آفت جاں ہو گیا ہائے یہ بیٹھے بٹھائے رگ کیا لگ گیا شام سے وعدہ کی شب اختر شمار ہیں کٹی سارے ظلم نار داہوتے رہو اور آفت نہ کی بھر کی تاریک شب میں یہ ہوا اسکو عروج جسکو تا کا تنے اُسپر سحر جادو چل گیا ہائے وہ کیسی گھڑی تھی جبکہ دیکھا آپ کو کیا سمجھتے تھے محبت جان لیگی ابکہ دن کر دیا جس نے رہ الفت میں اپنے کو خراب گھر سے آوارہ جو کوئی ہو تو پہونچا اوج پر</p>	<p>ہو گیا بھین دل میرا پریشاں ہو گیا بلبل دل کس گلِ خوبی کا قرباں ہو گیا ذبحِ حسرت ہو گئی اور خونِ ارماں ہو گیا صبر و استقلال پر بسکہ وہ حیراں ہو گیا دایہ جِ رماں رفتہ رفتہ ماہِ تاباں ہو گیا مُنبلا و عاشقِ جشماں قتاں ہو گیا جان کے لالے پڑے ششدر پریشاں ہو گیا دُور بھانسی کے لے گیسو جاناں ہو گیا خسروِ افیم نامحدود عرفان ہو گیا انک آ نکھوں سے بھگکر در غلطاں ہو گیا</p>
نہیں	دیکھ خط کہنا یہ فاصداں پری خسارے دیر آنے میں اگر کی نطق بجاں ہو گیا
<p>دل بے تاب ترا کیا کہنا کر دیا انک سے سیلاب رواں بوسہ روئے حسین لینا ہے سب حسینوں سے بنگلہ ہے تو رات بھر در کی طرف مکتی ہے جند ہے نا طہ گھر دیوں کا</p>	<p>چشمِ خوناں ترا کیا کہنا چشمِ برب آب ترا کیا کہنا دُرِ خوش آب ترا کیا کہنا واہ کخواب ترا کیا کہنا چشمِ بے خواب ترا کیا کہنا رعب اور داب ترا کیا کہنا</p>

سیب ہے تیرا زخماں ظالم	لب ہیں غائب تر کیا کہنا
نہایت	بڑھ گیا فطرہ سیاب سے بھی نطق بے تاب تر کیا کہنا
۲۱	
<p>صید افگن جب ترا تر نظر ہو جائے گا مہرباں ہم پر اگر وہ سیم بر ہو جائیگا بات رہ جائے گی لیکن عمر بھر کیواسطے ذبح کر کے سینہ بسل سے اب اٹھ جائے کلمہ گواہ کے ہوئے جانے ہیں سب پر وچوں ادا چلے گا کنگھی چونٹی سے ترا حسن اور بھی چال نشانہ چلا اے گل ادھر تو لطف میں دہری قہقہے پہنچ گئے نہ ان تک خط شوق رہنمائی کیا ضرورت رہی روان عشق کو تیغ ابرو سے تھارے دل اگر نچ بھی گیا میریجاں اتنا کہا مانو نہ بھلوئے نقاب لاغرا بیا ہو رہا ہوں میں مرا جسم خفیف دیکھنا کیا کیا جھکاتی ہو کونیں فرنگی شب رکھد میں اس لئے بستر لگا بیٹھے ہیں ہم آرزو حسرت تنہا ہے وطن ہو جائیں گی خود دکھڑے ہو کر کریں گے عاشق تو قتل حب یہ نہ کہئے قتل پر تیرے کر کہتے ہیں آج منہ نہ دکھائیں گے چہرہ گز نہیں چوچاں</p>	<p>سب پہلے نطق کا سینہ سپر ہو جائیگا اختر طالع ہمارا اوج پر ہو جائیگا رات بھی کٹ جائیگی دن بھی بسر ہو جائیگا ورنہ دامان قیاس خون میں نہر ہو جائیگا رفتہ رفتہ کعبہ اس کا سنگ در ہو جائیگا ناز یا نہ یہ سمنہ حسن پر ہو جائیگا دل یہ پامال خرام ناز ادھر ہو جائیگا راہ میں عنقا ہمارا نامہ بر ہو جائیگا جذب الفت عاشقوں کا راہ بر ہو جائیگا مائل صید افگنی نسیب نظر ہو جائیگا ورنہ اک عالم ابھی زیر و زبر ہو جائیگا گھلنے گھلنے ایک دن مٹے کر ہو جائیگا ایک لحظہ بھر میں اک اک پر ہو جائیگا بھولے بھٹکے تو کبھی تیرا گزر ہو جائیگا خانہ دل میں اگر تیرا گزر ہو جائیگا رقص بسل دیکھنا مٹے کر ہو جائیگا شکے لوگوں کو ابھی وہم کر ہو جائیگا فرق قول فصول میں جو بال بھر ہو جائیگا</p>

<p>اک گھڑی کے بدلے اب اک اک پہر ہو جائیگا رہرو راہ حقیقت ہر شے ہو جائیگا</p>	<p>سر ہیا آنخوش میں تے تو ہوش آنا ہوا نیکل دکھلائے جو وہ تو مار کر دنیا کو لات</p>
<p>۱۶</p>	<p>دو دنوں عالم کے بھیرے کو اک ہو جاؤنگا نطق مچھو اس بری کا وصل اگر ہو جاؤنگا</p>
<p>نہ میر ہی کی خبر مچھو نہ بانی ہوش ہر تن کا مرید تیغ بن بیٹھا کبھی چیلہ رہمن کا ہے ایسا شور عالم میں ہمارے شور و ثن کا کلیجہ آپٹے پایا ہے تھکے کا آہن کا اتر واتے ہیں یہ زنا ترک دوش بہمن کا کہ جو ہر پانی پانی موس ہے شمشیر آہن کا ٹھکانا آتیں ہی کار ہا نہ جیب امن کا دھب یاد آگئے اسدم نہ پھیر ذکر گلشن کا خدا حافظ ہوا کلیوں کا اور بھوؤں کے فرمن کا نہ پھر ادبے شکایت ہونے کچھ شکوہ ہوشمن کا میر قاتل کی پری ہوں تیری چشم سامری فن کا یہ عالم ہو کسی ابرو کماں کی بانگی چوں کا تو فوراً استعارہ مچھو سوچھا سانچے بھن کا ہمارا پاؤں تواب ہو گیا ہو سیکر دن من کا گئے اٹھکر ادھر تم اور ادھر میرا دھلا من کا</p>	<p>یہ جادو چل گیا مجھ پر کسی کی چشم پر فن کا تھاری جستجو میں دیر و کتبہ تک بھی ہو آیا ہمارے نالہ و انھاس بیل تک بھی حیراں ہو کسی کی آہ و زاری کا اثر تک کچھ نہیں ہوا بتوں کی ہی خلائی ہے جدھر دیکھو جہاں جاؤ تھاری تیغ ابرو نے غضب کا ٹاپا ہو ہمارے دشت و شتے اڑھیں دھیاں سب کی وہ میر گل وہ جلسے باغ کے پر یونکا وہ گھٹ تھکے آتش رخسارے گلزار جل اٹھا نہ آنا تھا آگے وہ مقصد کی یہ خوبی ہے دو عالم کو کیا زیر و زبران دو نون کھوں نے ہزاروں کو شہید ناز کر دیتی ہے یہ فوراً جو دیکھا میں نے ہوڑا فی زلف مسلسل کا تھاری در سے اٹھکر سطح جائیں کہاں نہیں نہیں نکو یقیں اس کا تو اسکو آدما دیکھو</p>
<p>۱۳</p>	<p>کہوں کیا نطق رو دیتا ہوں جسم یاد کرنا ہوں وہ بفکری کا موسم اور وہ عالم لڑا کین کا</p>

دنیا میں بول بالا یا رب رہے سخی کا
بدنام کر رہے ہو کیوں نام عاشقی کا
ہے کیا جو اب سکے انکی سنگری کا
نظروں میں بھر رہا ہے نقشہ وہ بیکسی کا
پہلو چین نہوں وہ کیا لطف میکشی کا
یا رب دکھا کسی کو تو منہ نہ بے بسی کا
یہ بھی تو کدے سانی مقروض ہوں بھی کا
یہ لطف بندہ پرور رہے دور میکشی کا
دکھلا دیا تما شا کیا سحر سامری کا
سرخ ہی چہرا ہوا ہے اس سمت کو بھی کا
رہنے ہوئے تمھارے میں نام لوں بری کا
یہ لطف ہی مری جاں و دودن کی زندگی کا

کیا عشق نے دیا ہے سامان بخودی کا
کرتے ہو نطق شکوہ کس کی سنگری کا
گھائل کیا کسی کو دم لے لیا کسی کا
محشر کے دن وہ تمکا اک اک کا منہ کیسا
لا حول کھینچ ساتی میں اور جام گلوں
وہ ظلم کر رہے ہیں بٹھا ہوا ہوں چپکا
اغماض کر رہا ہے کیوں جلد جام بھرے
تم جام دو کسی کو کوئی دے جام تنکو
لاکھوں کی جان لے لی اک پر فسون نظروں
جن وبری ملا نک سب گھورتے ہیں تنکو
تم چاہو یا نہ چاہو میں تنکو چاہتا ہوں
تم جان دو کسی پر کوئی دے جان تم پر

پہلو میں جب تمھارے وہ آج آکے بیٹھے
بیر نطقی بے کسا موقع پر یہ خوشی کا

نہیں

یہ چہرہ چاند سا جھکو جو دکھلاتے تو کیا ہوتا
نوازش نطق پر اکدن جو فرماتے تو کیا ہوتا
گھڑی بھر ہم بھی اگر بیٹھ ہی جاتے تو کیا ہوتا
اکیلے میں اگر تم جھکو یا جاتے تو کیا ہوتا
مجھی کو ایک خط لکھ کر جو بلواتے تو کیا ہوتا
تم اپنے چاہنے والوں سے مل آتے تو کیا ہوتا
جو تم اک بات میری مان ہی بلاتے تو کیا ہوتا

اگر پردے کے باہر آپ آ جاتے تو کیا ہوتا
کس دن آپ سے گھر اگر آتے تو کیا ہوتا
بھرے غفل میں تیری رات دن غبار تہے ہیں
وہ کہنے میں بھری غفل میں جلتی ٹھٹائی ہے
یہ مانا آپ کو عادت نہیں گھر سے نکلنے کی
نہ منہدی پاؤں کی گھستی نہ کوئی کشاں ہوتی
محبت اور الفت میں مری جاں کہا نہیں کرتے

وہ آرزو ہمیشہ اک تو یوں ہی مجھے رہتی تھی

جو لب تک کوئی حرف نہ دے لائے تو کیا ہوتا

منبر ۵۳

تمہارا نطق عاشق تھا تمہارا نطق شید تھا
ذرا سی بات اسکی مان ہی جلتے تو کیا ہوتا

۱۳

مفطر و بیتاب آیا ششدر و رسوا گیا
بے کہا بن سے اب اسکے جی مرا اکتا گیا
عمر بھر کے واسطے اب اعتبار رکھا گیا
ہر چکا اب استحاں لے مہراں دکھا گیا
جو گیا اس دار فانی سے بہت اچھا گیا
پایا جس شخص نے اسکو وہ بکھر گیا
حال بیمار تپ غم آپ سے دکھا گیا
اگر غم کا میرے دل پر یک بیک کیوں چھا گیا
کر دیا رسوا مجھے کبخت تیرا کیا گیا
ان کی الفت میں مرا نقصان کچھ تھوڑا گیا
پیارا پیارا انکا کھڑا مجھ کو ایسا بھا گیا
غم تو میں کھا یا کیا اور غم ہی مجھ کو کھا گیا

جو کوئی محفل میں تیری اسے پری آیا گیا
اک پری پری یہ دل کبخت میرا آ گیا
لاکھ سمجھایا مگر دل اس پری پر آ گیا
صرت باتیں تھیں کہ ہم بھی مرد ہو ہیں آپر
سیکڑوں صدے ہزاروں بیخ لاکھ لائقین
کیا ہو پس دنیا کی اُس کو کیا تمنادین کی
ہے نہیں پھر کلجہ آپ کا تو کس طرح
یا د کس کی آگئی کسکا بندھا مجھ کو خال
کر کے الفت اسے تو نے اور دل خانہ خراب
دل تو پہلے ہی گیا تھا جان بھی جاتی رہی
دلکشی باز سے ہوئے دیکھا کیا میں مڑوب
پھیر ہو قسمت یہ یہ الٹی بلٹی بات ہے

منبر ۵۴

انتہا ہے انکی کج خلقی کی بدنامی ہے یہ
حال دل کا نطق کے اُسے نہ کچھ پوچھا گیا

۱۵

نامہ برکون دیاں جائیگا
حال دل ان سے کہا جائیگا
اور کہیں بھی تو نہ جائے گا
غم کلیجا مرا کھا جائے گا

لامکاں کی جو خبر لائے گا
حُسن کا رعب اگر آئے گا
حال دل ہم سے کہا جائیگا
بے یقین مجھ کو تپ فرقت میں

<p>بڑھ کے کر لینے دو اسکو باتیں ہم کسے دیتے ہیں اے دل تجھے دل جو کرتا ہے محبت ان سے دل شوریدہ یہ اچھی خوش ہے سامنا ان کا ہوا مان بھی لو لاکھ منصوبے ہوں دل میں لیکن وعدہ کرتے ہوں یہ بھی کدو کشت اُمید جو ہوگی سرسبز بہکی باتیں جو کرے گا اونطق</p>	<p>آپ ہی مخمف کی عدو کھا لیگا عشق کرتا ہے تو بچھتا ہے گا ضد کی اپنی یہ سزا پائے گا مرے گا تو جہاں جائے گا حال دل ہم سے کہا جائیگا وقت پر کچھ نہ کیا جائے گا کبھی ایسا بھی کیا جائیگا ابر رحمت بھی کوئی آئیگا سب میں دیوانہ کہا جائیگا</p>	
<p>منبر</p>	<p>ہو اگر سچی محبت دل میں نطق پھر اسکو تو پا جائیگا</p>	<p>۱۶</p>
<p>نازاؤ انداز اُن کا بھا گیا عشق میں رسوا ہوا رسوا گیا آنکھ کے ملتے ہی کچھ یاد آ گیا ہائے ظالم کیا قیامت ڈھا گیا سیکڑوں آنسو سے چھوٹا بعد مرگ غم کو ہم کھا بیٹھے کیا طرفہ ہے اے دل ناداں محبت کر کے تو دولت کو زمین اسکو مل گئی، دفترا پر دسے سے باہر آ گئے اب قسم ہے خطا کا لکھنا بھی نہیں</p>	<p>پیارا اُن کو کر لیا پیار آ گیا دل لگانے کی سزا میں پا گیا دیکھ کر جھکو جو وہ شرم آ گیا اک جھلک دکھلا سکد لڑا گیا جو گیا اس دہرے اچھا گیا رفتہ رفتہ غم ہمیں کو کھا گیا خود ہو اے چین مسید کیا گیا جو کوئی اُس ناز نہیں کو پا گیا میرا فقرہ اُن پر ایسا بھا گیا ایک تو آنا گیا جانا گیا</p>	

<p> ان بتوں کا سر سے اب سودا گیا ایسا دل کا قافلہ لوٹا گیا کوچہ قاتل میں دل ایسا گیا آپ کے جانے کا کیا وقت آ گیا آپ کو بے وجہ غصہ آ گیا </p>	<p> شکر ہے جاتا رہا وہ دلولہ ہو گیا میری تمنائوں کا خون پھر کے صورت تک دکھلائی ہیں چرتیاں کیوں دھونڈتی جاتی ہیں ابھی کی شکایت کچھ نہ کچھ میں نے کہا </p>
<p>۱۷</p>	<p> اِس اداسے منہ پر آجکل رکھ دیا نطق ہکو پارِ اُپنر آگیا </p>
<p> یا حوصلہ ستم کا ستِ مگر نہیں رہا صد شکر دامن آسوسے اب تر نہیں رہا اب بھیجوں کس کو کوئی جیس نہیں رہا حق یوں ہے اعتبار کسی پر نہیں رہا قابو میں بھر مراد دل مضطرب نہیں رہا پہلو میں ایک لمحہ شکر نہیں رہا جھکوث فراق کا اب ڈر نہیں رہا دل لے کے وہ کرشمہ دلبہ نہیں رہا کس کا ہے دم جو ان میں الجھ کر نہیں رہا بڑھ کر نہیں رہا تو یہ گھٹ کر نہیں رہا کیا ان کی تیج تیر میں جو ہر نہیں رہا محفل میں تیری خوش کوئی اکثر نہیں رہا بڑھ کر نہیں رہا بھی تو گھٹ کر نہیں رہا وہ اضطراب دیکھئے مرکز نہیں رہا </p>	<p> قابلِ جفا کے یا دل مضطرب نہیں رہا تم بل گئے تو دل وہ مکدر نہیں رہا ناراض نامہ بر ہے تو بیک صبا خفا دل ساریق بھرنے لگا دم جو غیر کا دیکھی جو اک جھلک تری بزمِ خیال میں دل لے لیا تو آنکھیں بدل دیں چلا گیا مونسِ تمھاری یاد ہے نہانی میں ہی کیا کیا نہ تھیں ادائیں جب کیا تھا دل پر پیچ گیسوؤں سے تمھاری خدا پناہ نالہ مراد با نہیں ناقوسِ صورت تاخیر کر رہے ہیں وہ کیوں سحرِ قتل میں تقدیر کا دھنی ہو کوئی اور بات ہو طولِ شب فراق تری لابی زلف سے اُپنر جو مر رہے تھے تو یچین تھے بہت </p>

<p>انہوں دو گڑی بھی وہ منتظر نہیں رہا قول و قرار یا دودہ کیوں کر نہیں رہا</p>	<p>انگوٹائی میں کچھ اور ہی عالم تھا آپ پر محکم تھا وعدہ آپ نے تمہیں بھی کھائی تھیں</p>
<p>۹</p>	<p>نمبہ رسوا نہیں ذلیل ہوں جو کچھ کہ اب نہوا جب لفظ اختیار ہی دل پر نہیں رہا</p>
<p>ہم نے اس قابل عالم کا قدم چوم لیا میں یہ سمجھا کہ رُخ حور ارم چوم لیا اور کبھی ادس بت کا فر کا قدم چوم لیا غیسٹ بڑھکے تریار قدم چوم لیا بہنے تب بڑھکے ترانقش قدم چوم لیا اس کو لپٹا لیا سرتا بقدم چوم لیا میں نے منہ آپ ہی کے سر کی چوم لیا اسکا ہاتھ اور لب شمشیر دو دم چوم لیا</p>	<p>وہ بڑھا قتل کو تو دست تم چوم لیا تیرا منہ میں نے جوسے بھر کر مچوم لیا رکھ دیا میں نے سرخیز بھی پاؤں پر سرنہ ٹپکے ترا عاشق تو کرے اور وہ کیا جبکہ جرات نہ ہوئی تیرے قدم لینے کی کیا کوں پیار جو اس حور پر آیا مجھ کو فیند میں آپ تھے کیا آپ کو ہوا سکی خبر ہاے کس ناز سے تلو اور اٹھائی اُسے</p>
<p>۵</p>	<p>نمبہ کوئی مصعب نہیں رخسار کتابی ابو نطق تم نے کیا جان کے رخسار ضم چوم لیا</p>
<h2>باب البائی موصوہ</h2>	
<p>کھول کر دل خوب میں پی شراب آج زاہد کو بلا سانی شراب ہو گئی کیوں اس قدر منجھلی شراب داروے دیدار کی جلدی شراب ختم میں باقی ہو اگو کچھ بھی سراپا</p>	<p>اپنے ہاتھوں سے جوئے دی شراب میکشوں کو رذوق کرنا ہے یہ مختب پیتا چوچپ کر کیا عجیب ہجے کے پیار کو دے دیکھے دے دے اے ساقی نہ تر سا نطق کو</p>

۱۲	منبتہ
<p>کچھ عجیب درد ہے طرز بیان عندلیب ہو رہے ہیں ہم بھی اب تو ہر بان عندلیب داستان غم ہے بالکل داستان عندلیب ایک سوکھی شاخ اب جو تیان عندلیب بھول اب دو چار دن ہیں مہمان عندلیب فصل گل میں آئے دیکھ کوئی شان عندلیب بار بار ہم نے کیا ہے امتحان عندلیب سبے ہائے الفت گل نقد جان عندلیب دھونڈھنے سے بھی نہیں ملتا نشان عندلیب ہے بہار فصل گل ہی صفت جان عندلیب ہے بجا رشک رقابت میں گمان عندلیب</p>	<p>بارش میں جا کر ذرا سنے فغان عندلیب گلزاران بہان سے ناکش ہم گل سودہ دست جو راغبں دل ہر اسکا پاش پاش جل اٹھا گلشن سرا سر اس کے سوزاہ سے آگئی فتنس خزاں چلنے لگی بار موم نقشہ سخی کر رہی ہے شاخ گل پر کس طرح بھول اک گلچیں نے توڑا جو جھٹی صد کردہ صد تے ہوتی بھرتی جو ہر غنچہ گل پر سے اڑ رہی ہے خاک گلشن میں گل ترکہ عرض بھول کھلائے جو گلشن میں توجان اسکی گئی کچھ کہا بھولوں سے کا نہیں نیم صبح نے</p>

۱۵	منبتہ	منبتہ
	<p>کہہ رہی ہے غم کا قہقہہ جو دل پر درد کے انطق کی وہ داستان جو ہر تان عندلیب</p>	

باب تائے

<p>ہو گئی زندگی خراب بہت کھا رہے ہیں پوچھ و تاب بہت یوں تو ہر شے کے ہیں جواب بہت ایسے دیکھے ہیں ہم نے خوب بہت آج ہیں برسر عتاب بہت</p>	<p>دے گیا غم مجھے شباب بہت میری اک بات پردہ بگڑی ہیں تیری صورت کا ہی جواب کہان نہ سنا ذکر حور و جنت کا برسبسی کا سبب ہو کیا آخر</p>
--	---

<p>حالت دل ہوئی خراب بہت پی گئے ہیں وہ یا خراب بہت نقد دل ہے مرا حجاب بہت دل مرا غم سے ہے کباب بہت عافیت تھوڑی ہو عذاب بہت شرم از حد ہے اور حجاب بہت دون کی کیوں نہ لی حجاب بہت قفسے میں انکے ہر کا ب بہت تکنت میں ہو عجب و اب بہت</p>	<p>تیری الفت میں ای پری پیکر ان کو یہ نشہ جوانی ہے ٹھیس لگتے ہی ٹوٹ جائے گا کیا عجب ہو کہ جان سے بیٹھوں باغ دنیا میں آہ کیوں آیا بات مجھ سے کریں تو وہ کیوں کر ان کی مسی سے کچھ مشابہ ہے شوخ و شرم اور ناز و ادا عرض کچھ حال کر نہیں سکتا</p>	
۱۰	<p>آج ہر بار نطق نکلیں کو یاد کیوں کرتے ہیں جناب بہت</p>	منسلہ
<p>ہیں ہلال عید عاشق کعبہ ابرو کی دست ہو وہیں حلقہ گوش حلقہ گیسو کی دست سجدہ زیر طاق و محراب خم ابرو کی دست ہم نہیں ہیں چھوڑ کر جانے کو ہرگز کوئی دست اک نظر دیکھے اگر وہ قامت لچو کی دست حور و غلام بھی افضل میں گان کوئی دست یونٹام جاں میں میر بس ہی رہے دست قبلہ سماجات میں یہ کعبہ ابرو کی دست اپنی قیمت کہاں ہو تکیہ زانو کی دست دیکھیں جب غیار کو محفل میں ہم پہلو کی دست</p>	<p>ریشک سب خلد اگر ہو عارض لچو کی دست اک نظر دیکھے اگر یوسف بھی اگر کوئی دست مقصود کون وہ مکان عاشق جانا زہے ہو مبارک تنہا زارہ سیر باغ خلد کی فتنہ و مشرب بھی جوئے کے اسکے پاؤں کو ساکنان خلد سے کیا مجھ سے دیوانہ کو کام مجھ کو ہر شے میں نہکت بار کی ملو لگی عاشقوں کے سر چھکیں کیونکر ان کے سامنے سنگ پر سر پہنے لے مارا و فور ریشک میں صورت شمع شبستاں ریشک سے ہم مل نہ جائیں</p>	

ہو قروں نازک خیالی سے بھی نازک خود دوست
 ہو گئے مثل یک ہی دواریں بازو دوست
 جان خود صد تو کرے بر خنجر ابروئے دوست
 تا کمر آنے لگی ہو سیلی گیسوئے دوست
 غیر کا سر اور وہ ہو بر سر زانوئے دوست
 مشہد عشاق کہتے ہیں جسے ہو گئے دوست
 دیکھ لے عارض اگر یہ وہ قد جو دوست
 مرجھا صد مرجھا بر قوت بازوئے دوست
 باز تا ہے لات ابھر گئے کوئے دوست

ہے عجب مشکل میں عارض مدعا کیونکر کروں
 آرزو سے قل میں میں دیر تک بیٹھا رہا
 پھینک دے ترک فلک تیغ ہلالی ہاتھ سے
 رات دن ہونے لگے شاید برابر اندونوں
 دست حسرت میں نے مارا زانوؤں پر زور سے
 سیکڑوں لاشے پڑے ہیں لاکھوں گھائل ہیں ہاں
 بھول جائے سر کو قمری گلوں کو عندلیب
 ایک ہی تلوار میں کیتوں کو بچا کر دیا
 دولت داریں سے اسد بہت غنی ہو وہ

نطق تھے کس ابرع کے مولیٰ کہ بچتے رہے
 اک جہاں ہے کشتہ تیغ خم ابروئے دوست

منہ بستر

ہائے اسدن سے عجب ہو گئی میری صورت
 کھب گئی، جو میری آنکھوں میں اک ایسی صورت
 اور کیا اس سے کہیں ہو گی اب بھی صورت
 کیا سے کیا جا رہی دن میں ہوئی میری صورت
 دیکھتے رہنے کے قابل ہو تھاری صورت
 ولیم لکھ لینے کے قابل ہو تھاری صورت
 بھولی بھولی وہ کسی شوخ کی پیاری صورت
 یاد مرقد میں بھی آتی ہے وہ بھولی صورت
 بانگی جتوں نے اندازہ پیاری صورت

دیکھ لی میں نے جو بھولی سی کسی کی صورت
 دیکھ سکتا میں نہیں حوروں کی صورت
 قد وہ بوٹا سا دہن غنچہ بریلی آنکھیں
 سوزش عشق کی ایذا کوئی مجھ سے بڑھے
 حسن ہمیشہ یا صانع قدرت نے انھیں
 لکھ لی باندھ کے سب محو نہ کر رہا میں
 یاد آتی ہے تو بسل سارٹ جاتا ہوں
 مرنے پر بھی مرنے دل نے بھلایا اُسکو
 دل میں شخص کے کیونکر نہ کر رہا گریب

نطق کیا کیجئے ہر طرح سے ہم ہار گئے
 اُس سے ہٹنے کی بھلتی نہیں کوئی صورت

منبر	باب الشی	۹
اقرار وصل پر تمھیں ہر رات بے عبت مجھ سے جو وہ پھرے ہیں یہ تقدیر کا ہر پیر ہیں بے وفا نیاں تو بتوں کی شرت میں کنے دوا سکو حور کہاں ہری کہاں بے فیض ہیں جہاں میں جاہل مال ہیں دیکھو کہ کتنے آتے ہیں بازار تو چلو اس حور کو صبح وہ کتاب ہے میں طبع جب تک نفل میں اپنے نہ ہو کوئی گلدن	لے لطف اپنے حال کا اظہار ہو عبت شکوہ فلک کا یا گلہ یار ہو عبت اس بارے میں نکایت اختیار ہو عبت زام سے اس خصوص میں تکرار ہو عبت اسے بوالہوس خوشامد زردار ہو عبت کونے میں بیٹھے ذکر خریدار ہو عبت میسرہ صد کی لفظ کی تکرار ہو عبت پھر سیر باغ و تختہ گلزار ہو عبت	
حضرت سکے اہل بال پکے بوڑھے ہو گئے اب نطق سیر کو چہ بوا زار بے عبت		
منبر	باب ایم	۹
کھول دے راہ خدا ساتی دریا نہ آج دوڑے آتے ہیں چلے بسخار بتا نہ آج شکر ہے زاہد بھی پہنچا تا دریا نہ آج اے پری دکھلائے لطف گردش ہما نہ آج بتولیں چاندی کی ہیں سونے کا ہی چاند آج دخت رز ہو گی گلے کا ہار ہر بخار کے دھڑھکیں و دی گھٹائیں و چلی ٹھنڈی ہوا	جھومتا آتا ہے بادل ہر طرف تازہ آج بیر میخانہ سے ہو گی بیعت رندانہ آج ہو گیا رندانہ دل کو و جب سجدہ شکر نہ آج دیکے سرسہ آنکھوں میں کونہ ترکانہ آج منہ پر کو دیکھی ہے سطوت شاہانہ آج نقشہ جنت بنے گا نقشہ مینا نہ آج دے بھی دے اندوں کو ساتی قہر خفا آج	

<p>آنریں گی شیشے میں پراں سواداؤ ناز سے ابر سے باراں ہے پہلو میں ملا دلدار ہے بیت پر مغاں کو آ رہی ہیں سب کے سب کچھ زالی ہے ادا اس کا فرخود کام کی لال دُور سے آنکھ میں ہیں شرم نخت ہوئی کچھ پلا زندوں کو ورنہ لوٹ لینے میکدہ</p>	<p>ریشم رقص حور ہوگی گردش پیمانہ آج یہ سماں پیر مغاں اور ایک دُوپیمانہ آج دو گئے خالی کشت و کبہ و تہانہ آج ہر قدم پر سیکڑوں ہیں لغزش مشاد آج زند و سک بلنا ہو وہ بد کنش میا کا نہ آج ابر و باراں میں ہے انکو صبر کیا رانہ آج</p>
<p>نمبر ۶۵</p>	<p>خوب بنتی شیخ کی درگت در سیمانہ پر خیر گذری نطق سیکش خود ہاں پر تھانہ آج</p>
<p>جبکو مرض ہو عشق کا اس ٹیلا کا کیا علاج دعدہ کی شب آئے بھی شب بھر بیاں پہنچو افسوس زہر سانب کا جاتا ہوا درد اس کو بھی کمرٹنے کو سو جتن کریں بہر وصال یا رہم جاتی ہو گلستاں میں یہ تہا جو گل جہاں مرا صدتے کروں میں جان و دل جبرہ جبر ہے فکر طبیب کو نہ دو اسے چارہ ساز و دستور</p>	<p>بسل تیغ غمزہ و ناز و ادا کا کیا علاج لیکن رہو الگ تھلاک شرم و حیا کا کیا علاج لیکن یہ زہر فنی زلفت و دنا کا کیا علاج ہو جائے جب یہ نار سا آہ رسا کا کیا علاج لاقی نہیں شمیم گل باد صبا کا کیا علاج جھولے سے لے نہ جو خبر اس بیوفا کا کیا علاج بسل تیغ غمزہ و ناز و ادا کا کیا علاج</p>
<p>مجنوں ہوا ہو عشق میں کتنے میں نطق جبکو ب</p>	<p>مستقا نہیں کیکی اس مرد خدا کا کیا علاج</p>
<p>نمبر ۶۶</p>	<p>باب الحامی حطی</p>
<p>گٹھی اب صل کی رات آگئی صبح اگر روئے میں کٹتی ہو مری غلام</p>	<p>اٹھو اسے نطق دیکھو ہو چلی صبح تو بیچینی میں کٹتی ہے مری صبح</p>

<p>جو ترکا ہو گیا وہ گھر مدھا ہے شب فرقت مزا کیا کیا نہ آیا جو کیسو سے ترے خرمندہ ہو شام مبارک اس پری کی وصل کی رات خدائی میں نہ ایسی رات ہوگی شب فرقت کہیں جلدی بھی ہو ختم بسر کینو مکر ہوئی ہو ہجر کی شب اُسے جلدی پڑی ہو وصل کی رات اجو دیکھا چہرہ اور کسی کا اکٹی عیش و طرب میں رات ساری</p>	<p>قیامت اسے مجھ پر ڈھا گئی صبح نہ ہوتی یا خدا اس رات کی صبح نخل چہرے سے تیرے ہو گئی صبح ہے میوں اس شب مسعود کی صبح نہ ایسی خوشنما ہوگی کبھی صبح خدا بھگو دکھائے وصل کی صبح کہوں کیا کس طرح غم کی کمی صبح شب فرقت نہ فوراً آگئی صبح کہوں کیا شرم سے کیا کیا کٹی صبح خوشی میں کٹ رہی ہو آج کی صبح</p>
--	--

منبر	ابھی سے اس قدر گھبرائے نطق۔	۱۲
------	-----------------------------	----

<p>رہم تم مجھ پر کر دے با وفاؤں کی طرح دوست سے کراغ دنیا میں بھلیں اچھی طرح بد دعا اس کے سوا نکو نہ دو نگاہیں کبھی آبرو کا پاس اگر ہے تو مری میت کیساتھ دیکھ تو اگر رخ دلدار کو اور عند لیب نقد دل میں بیچتا ہوں اک نگاہ ناز پر آپ پائیں گے مجھے ہر امر میں ثابت قدم جب زیارت میں گل رخسار کی پائیں ہو غور میں کرنے لگا کہ حقیقت کو</p>	<p>جانتا ہوں میں نصیب جان جہاں اچھی طرح میرے دشمن ہوں ہر ایک بکیر غم کی طرح تم بھی بات نہ کرو کسی سے میرے جان پری طرح بائیے گا پیچھے پیچھے آپ غیروں کی طرح لہلہا اسے گل عارض گل زر کی طرح آپ کو لینا اگر ہو دیکھئے اچھی طرح یوفا۔ بزدل نہیں ہوں یا غیروں کی طرح جیتا ہوں کوئے دلبر میں میں بلبل کی طرح ایسا چکر میں فوراً چنی گرداں کی طرح</p>
---	--

خلق کی کوئی نہ جانے جان تھیری
شکد لے تو حنیناں جہاں ہیں بے سبب

نمبتہ
فانیہ لہتا نہیں لے نطق و شواری ہو
کبا لکھوں اشعار اس میں ہو بہت بھکی طرح

باب نچائے

میری اب ہو گئی ہے زندگی تلخ
تھیں لگتی ہے سچی بات بھی تلخ
کبھی ہوتی ہے میٹھی اور کبھی تلخ
تھیں لگتی ہے اچھی بات بھی تلخ
ہیں سب باتیں دل ناسخ کی تلخ
نہیں ہوتی جو جس سے زندگی تلخ
غضب ہو میری اچھی بات بھی تلخ
میری تو زندگی ہو گئی تلخ
تو ہو جاتی جہاں میں زندگی تلخ
بہت زائد ہے غفلت سے جی تلخ
نہوں وہ بھر تو ہے بادہ کشی تلخ

ہیں ایسی باتیں آپ کی تلخ
میراں جھوٹ تو بھر جھوٹ ہی ہو
عجب ہی بات کا انداز تیرا
بری باتیں کہوں تو میں خطا دار
نہیں بھاتیں مجھے اسکی ادائیں
محبت ہی وہ نعمت جو جہاں میں
تھاری تو بری باتیں بھی میٹھی
تغافل کی بھی کوئی انتہا ہے
محبت کو خدا پیدا نہ کرتا
میں پی جاؤں تھاری بات کیونکر
ہے جام بادہ جام نہ ہر گھسکو

نمبتہ
ٹھکانے دل نہیں ہوتا جو اسے نطق
تو ہو جاتی ہے اچھی بات بھی تلخ

نہ ہو ایسا کوئی انسان گستاخ
عدو چھوٹا ہے تیرے گیسوؤں کو

ہے جیسا آپ کا دریاں گستاخ
نہایت ہی ہے وہ شیطان گستاخ

<p>تو کیوں ہوتا وہ بے ایمان گستاخ نہیں ہوں تھکے ای جان گستاخ شہرِ دہرے بے ایمان گستاخ بہت ہی آچکے دربان گستاخ</p>	<p>عدو پر تم کرم اتنا نہ کرتے تلوں میں آپکے تلوں میں ہندی نہ مافوق عدو کی بات وہ ہے بھلا مانس کوئی آئے گا کیونکر</p>
<p>۹</p>	<p>منبتہ سوال وصل وہ تم سے کرے گا، نہیں بیاہو نطق ایجان گستاخ</p>
<p>بیکار مجھ سے برسرِ چکار ہے وہ شیخ عاشق کی جان لینے کو تیار ہے وہ شیخ ستے ہیں ایک ہفتے سے یار ہے وہ شیخ بچ تو یہ ہے کہ اک عجب سرا ہے وہ شیخ ستے ہیں گج مال گنتار ہے وہ شیخ اس طرح کا مقررہ طار ہے وہ شیخ کیوں بے نقاب برسرِ بازار ہے وہ شیخ یہ لوگ سادہ لوح ہیں عیار ہے وہ شیخ</p>	<p>بدخوبہ یو فاقہ شہکار ہے وہ شیخ تیر نظر سے خنجر ابرو کی بارہ سے کس کی گئی ہے حسن دلاور کو نظر کھلتا نہیں کہ حد ہے یاقات کی پری عقدہ کھلے گا بے دہنی کا ابھی ابھی نادوم ہزار طوطی شکر فشاں خیل کیا آج قتل عام چائے گا شہر میں عشاق اُس کے دام میں نہیں نہ کس طرح</p>
<p>۱۶</p>	<p>منبتہ کیونکر خدا سے نارضا ہے نطق ہو جائے ہیں غنایب ہم گل زردار ہے وہ شیخ</p>
<p>جکھ تو لے می کا کچھ مڑا ہے شیخ دل نہ آئے کہیں ترا ہے شیخ بڑھکے ہیں یا نہیں بنا ہے شیخ اپنی عزت ذرا بچا ہے شیخ تو جہاں جا رہا ہے جا ہے شیخ</p>	<p>ارنگ کو ادھر بڑا بھلا ہے شیخ دشمنہ رز بہت ہی بانگی ہے حورِ جنت سے حور دنیاوی چھوٹے رندوں سے کچھ نہیں بہتر دیر و کعبہ کی ایک ہی پوراہ</p>

<p>ہے جو بجا و صرف دم تباں الفت جو روح عشق مرویاں وقت بے وقت تیرا سمجھانا تیرے کہنے سے چھوڑیں عشق تباں ہمیں تو دونوں شراب ہی آخر آج رندوں میں تو ہوا دغل بھول جائے تو جو رحمت کو نشر میں بُستکدہ کو جا پہنچوں دور کی ڈھول بس سہاویں ہے بے سبب کی مذمت سے سے</p>	<p>تیری سب باتیں ہیں بجا اسے شیخ دونوں میں فرق ہی ہو کیا لے شیخ دل کو بھاتا نہیں نہ اسے شیخ ہم نہیں ایسے یوفا اسے شیخ اک حلال اک حرام کیا او شیخ مرحبا تم مرحبا اسے شیخ یہ حسین ہے وہ دریا لے شیخ تو جو ہو جائے رہنما اسے شیخ صفت حور پر نہ جا اسے شیخ کیا تجھے فائدہ ہوا اسے شیخ</p>
---	---

نمبر	دشمن سے تھے ایک حضرت نطق تو نیکل آیا دوسرے شیخ	۱
------	---	---

باب الدال

<p>کس غضب کا ہے مہ جبین صیاد ہمیں گل کے شور و آہ و فغاں پھول سے گال نہ لگیں آنکھیں ہجر گل میں نفس میں جان نہ لے چھپاتی ہے بارغ میں بلبل جان ہے بلبلوں کی آفت میں جا لے لے نہ مار تیر نظر</p>	<p>ہے زمانے میں کیا خیس صیاد کرتی ہے بلبل حزیں صیاد کس قدر ہے مرا حسین صیاد بلبل بے جگر کہیں صیاد چھپ کے بٹھیا نہ ہو کہیں صیاد ہے جو گلچیں کہیں کہیں صیاد میسرے ہوش مرے حسین صیاد</p>
--	---

جان کیوں کر بچائے اب کوئی	جس جگہ دیکھو ہیں وہیں متیاد
نمبر ۳۲	جان بھنی ہے سخت مشکل نطق ۱۸ ہیں کمیں میں جس جس متیاد
<p>روئے آخر کو وہ بھی دفن فرمائیکے بعد پر وہ واجب تھا تھیں پہلے ہی اب جان ہماں عقل سے معذور ہوں دیوانگی سے ربط ہی بھول جاؤ گے ابھی اس مگر سے جاتی ہی ہو زندگی میں قدر میری آپنے مطلق نہ کی مانع مطلب نہ ہو جائے حیا یہ خوف تھا دل میں کیا کیا تھے نہ منصوبے کیسے سطح مجھ سے کیا باتیں بناتے ہو نہیں بھکھو نہیں غوب بیہوشی ہی تھی آزاد تھے ہر بات سے وحدہ فردا کے کیا معنی ذرا سمجھائیے دل ہمارا اس پری پر تو ابھی کو ہر شار اک جھلک میں کردیا بیہوش پہلے آپنے زندگی ہی میں نکلتا کام ہو انسان سے میں تو خوش ہوں زندگی بھر بھی نہ دھجھیں بل نہیں سکتا کبھی مجھسا کوئی اہل وفا آپ عاشق میری ہیں یا اسکے ہیں فرمائیے</p>	<p>رحم عاشق بر اگر آیا تو مرجانے کے بعد منہ چھپانا کیا کسی سے جاؤ دکھلائیکے بعد آدمیت میں نہیں ہوں عشق ہو جائیکے بعد یاد تم مجھ کو کر دے اور گھر جانے کے بعد وجہ کیا ہو دور ہے ہر آپ مرجانے کے بعد بے تکلف ہو گئے کچھ دیر فرمائیکے بعد یاد لیکن کچھ نہ آیا اور اسکے لمجائیکے بعد پھر بھی تم آکر ملو گے مجھ کو گھر جانے کے بعد ذمہ داری لیلی سرور ہوش آجائیکے بعد کیا مجھے دیدار دینگے آپ مرجانے کے بعد اور کیا ہونا ہے دیکھیں سکو جائیکے بعد اور اب تڑپا رہے ہیں ہوشیں لائیکے بعد کام کیا آؤ گے صاحب سیرر جائیکے بعد لذت فرقت کہاں پھر وصل ہو جائیکے بعد دیکھئے پچھتاہے گا میرے مرجانے کے بعد پوچھتے ہیں مجھے تصویر اپنی دکھلائیکے بعد</p>
نطق نے پہلے نہ کچھ سوچا مال عاشقی	ترک الفت کی جواب لاکوں نر لائیکے بعد

۱۱	باب لذل	منشیہ
<p>جیسے ہیں یاد کے ب فکر فشاں لذیذ تلخی ہجر وصل سے ہے بیگیاں لذیذ ہے زندگی سے موت ہی ملے مرہاں لذیذ ایسی ہے دلکو لذت آرد و قفاں لذیذ ایسی ہے دلکو لذت زخم سناں لذیذ شاید کہ تیغ یار کو ہے استخاں لذیذ خوش ہو جئے گا ایسی ہے پلاستاں لذیذ تلخی ہجر وصل سے ہے بیگیاں لذیذ ایسا ہوا ہما کو مرا استخاں لذیذ شایدے یار کا بھی ہو کیا استخاں لذیذ</p>		<p>مصری نبات قد ہیں ایسے کہاں لذیذ دل ہی سے پوچھو لذت درد فراق کو تیغ جفا سے آج مجھے قتل مجھے دن مات اسکو نالا و کس سے کام ہو بیجا کی طرح تیر سے لپٹا ہوا جو یہ ترک ترک کے پھر رہی ہے جو حلقہ ہر فرما ہے تو جبر کا قصہ سنائیں ہم درد و فراق بڑھکے ہے حیش وصال سے چن چن کے اُسے کھا لیا جھوڑا استخاں لے اسکو کھا کے اے سگے لدا رو کھلے</p>
۱۱	<p>کیونکر نہیں نہ غور سے وہ نطق کی غزل ترکیب اکلی پیادی ہے طرز بیاں لذیذ</p>	منشیہ
<p>ہر بات آپ کی ہو مری جان کیا لذیذ میں کیا کہوں کہ آپ کی باتیں ہیں کیا لذیذ ہے یہ تر العاب لب جا لفر الدنیز برطعت تیرا شکوہ ہے تیرا گلا لذیذ تیری دعا لذیذ ہے تیری دو اللذیذ ایسی زندگی سے ہے مجھ کو قضا لذیذ کتنا ہے میری جان ستم آپ کا لذیذ</p>		<p>برطعت ناز آپ کے ہر ہر اذ لذیذ قد و نبات سے بھی ہیں شیریں زیادہ تر بڑھ کر فرسے میں خمد مصفا سے بھی سوا کرنا ہوں اسلئے کہ یہ ہے جلتے ہیں مزہ ہوتا ہوں بار بار میں بیاں اس لئے وہ تلخ زمیت اکی محبت میں ہو گئی لذت جو مل رہی ہو مرد دل سے پوچھئے</p>

کیا پوچھنا کر مکاری جان سے ہے
آجاتا ہے فرات سے ظلم شدید میں
یونکر نہ جان جائے تری آن بان پر
جھکو ہیں آپ کے ستم ناروا لذیذ
ہیں تیرے لطف سے ترچہ دجنا لذیذ
ہر بات تیری پیاری ہے ہر میرا لذیذ

وقت ہمدول ہی نطق کا اسکے فریے خوب
ہیں میری جاں جو آپ کے ناز و اولاذیذ

۱۰

باب لراو

منبتہ

مہرباں ہیں وہ مرا حال پر شاں دیکھ کر
زخم پھر آئے ہوسے زنگ تختاں دیکھ کر
ہوں میں کا نکلیا لگاؤں ان پر زاد دیکھ کر
میرے رہتے تھے اسکی کیا ضرورت ہم میں
دہر فانی ہے یہ ملتا جو سبق ہو فساد کو
اس قدر چاروں طرف حسرت برستی تھی ہاں
حاجت جیونہ باہر جاؤ حکم بار سے
ژرکے طاؤس در کبک درسی کٹ گئی
بے مصیبت کے نہیں ملتی ہواحت دہر میں
بے ثباتی دہر کی آنکھوں کے نیچے پھر گئی
بھولتی جاتی ہے دنیا سحر کو اعجاز کو
جسم خاکی میں مجھے شان خداؤ نظر
نقد جاں صدے کیا مار خوشی کے مرگیا
ہے شل مار گر تیرہ ڈرتے ہیں رستی بھی

میں اٹھا ہوں آج کس کا رخسار دیکھ کر
گل کو خداں دیکھ کر بلبل کو نااں دیکھ کر
پھر گیا الفت سے جی طر حیناں دیکھ کر
وہ یہ فرمانے لگے شمع مشبتاں دیکھ کر
انکے بوبن دیکھ کر شمع سبستاں دیکھ کر
رود با جلاں بھی گور فر پیاں دیکھ کر
ہوش میں آؤ ذرا انجام شیطاں دیکھ کر
باش میں اس قند فاست کو خزاں دیکھ کر
پہونچے یوسف ہادشا ہی کس تھے زناں دیکھ کر
ملک روماد دیکھ کر تخت سلیمان دیکھ کر
اسے گل خوبی چھاری خیم قساں دیکھ کر
ایک دن اس نور کے بقعہ کو عرواں دیکھ کر
اس پری کو آج اپنے گھر میں نہاں دیکھ کر
سایہ سے ڈرتا ہوں میں گریو چھاں دیکھ کر

<p>سحر جو جادو ہو افسوس ہو کہ توفیق عمل اپنے رونے کا سماں کس طرح دکھلا دین</p>	<p>سامری بھجولہ تیری چشم قنار دیکھ کر سہم جاؤ گے تم ایسا سخت طوفان دیکھ کر</p>
<p>نسبتہ</p>	<p>۱۲</p>
<p>ہے کہیں نگہ کی سیئہ میں نہ انگر ہو کر ہو جو منت کش قاصد ہو اس بہتر اسکے کاٹے کا نہ منتر نہ کوئی انوس یہ دہشت نہیں دھونے سے جو ہو کا من خلوت خاص میں بتلائے کھٹکا کیسا بکے مصوم مریجان لیا دل تم نے خوب کام آئے مریخ کہیں جو کی شب دیکھ کر اس گل خوبی کو ہوا یہ عالم سج ہو پوچھو تحقیقت میں خدائی آج اس ادا سے سرخسروہ پر زادا دیوان آ یا جو گناہوں کا ڈبویا جھکو تیغ جی رز جو آتے ہیں نصبت کرنے تم کو دھوکا نہ دے ہو تو میرا دم</p>	<p>آنکھ میں نور کہیں عقل میں جو ہر ہو کر طاؤز روح ہی اڑ جائے کبوتر ہو کر کا کل یار نے کاٹا مجھے اڑ در ہو کر صاف دلی ہو نہیں سکتا ہے کدہ ہو کر ہر طرف تاکتے ہیں آپ جو ششدر ہو کر اب تم ڈھانے لگے ہائے سنگ ہو کر کر دیا رات کو دن ہر منور ہو کر پھیل گیندے کا بنا گل متغی ہو کر کر رہے ہیں یہ منم دہر میں تیر ہو کر رہ گیا داؤر محشر متعجب ہو کر عرق شرم و ندامت نے سمندر ہو کر آپ کیا آئے ہیں دنیا میں پیہر ہو کر جو میں کہتا ہوں رہے گا وہ مقبر ہو کر</p>
<p>نسبتہ</p>	<p>۹</p>
<p>کوششیں کر ایدل نا شاد تو مکان بھرا جان جا لے لے جائے سخت جانی سوری</p>	<p>صنط کر لے نالہ و فریاد تو مکان بھرا کے کوشش لے مرے جلاؤ تو مکان بھرا</p>

اب نفس میں قید ہو گز اسے بلبل ہے دو
درحقیقت زندگانی بھی خوشی کا نام ہو
کل نہ تو ہو گانہ ہو گی تیری شادی بہشت
آہ میں تیری اثر آجائے شاید ایک من
لاغری کی میری گو تصور کھینچنا ہو حال
مخلص تیری نفس سے ہونو لے عنذ لیب

رنج سے اسکو نہ اسے صیاد تو کہاں بھر
رکھ ہمیشہ اپنے دل کو شاد تو امکان بھر
آج کرے پیش لے شاد تو امکان بھر
کرے نالہ عاشق ناخدا تو امکان بھر
کرے کوشش پھر بھی ای نہ تو امکان بھر
کرے آہ نالہ و فریاد تو امکان بھر

نمبشہ
نواہش و ملبت خیر ادا میں جدہ جہد
نطق کرے صورت فریاد تو امکان بھر

آیا ترس کبھی نہ مرے حال زار پر
بارخ جوانی یار کا آیا ہزار پر
سمجھ کہ ان کما نون پر اب چلے چوٹ لگے
دیکھا تھیں ملا کے حنینان دھرے
جور اور جفا ٹیک ٹھ پہر ہو رہا ہیں اب
اپنوں کے طعنے ان کی جفا غیر کا ستم
باتیں جوان کی مان لیں تو کیا بُرا کیا
یکشتہ ادا ہے کسی مست ناز کا
مرنے چلے ہیں اس بیت بے ہر چنوب
یکلی ہے یا ہوا ہے ہمارا سمندر
کتا ہے کوئی سبب کوئی کوزہ نبات
اے سوز عشق مجھ کو جلا کر بنا دے خاک
کیسی حسین صورتیں اسنے بنائی ہیں

تلاؤ دل تھیں دل تو کس اعتبار پر
مرنے لگی خدائی اب اس کلمہ ابر
دیکھ جو بل پڑے ہوئے ایرٹے یا پر
دنش بین پڑے تو کیا ہو میج ہزار پر
تسے لیا تھا دل اسی قول و قرار پر
سوطح کے عذاب میں اک جان ناز پر
دنیا کے کام چل رہے ہیں اعتبار پر
کنندہ یہ کچھو مرے لوج فرار پر
آئے مہنسی نہ کیوں دل نا کردہ کار پر
سرعت سے جا رہے ہیں ہم آواز پر
قربان ہر کوئی ہے زرخشاں یا پر
مر جانے پر بھی بارہنوں و دوش یا پر
ہر وقت کے کیا رہیں صفت پر درد گزار پر

<p>آتے ہی اسکے دشتِ دل اور بڑھکائی خائل نے بھی جو کھینکے آئے ہوا یا ہر عبارتِ آباغِ حیاتِ ہستم شمار مقصود نہیں کسی کے لئے فیضِ عام ہے چہ چاہے میرے عشقِ رحمت کا ہر جگہ ملے کر رہا ہوں راہِ عدم ہو کے میں ہوں مجھ پر بھی آج ایک نظر انکی بڑھکائی</p>	<p>لغتِ خدا کی بھیجے ایسی ہمار پر حسرتِ برس رہی ہے یہ کس کے غبار پر مرنے کے بعد آئے گا کیا وہ مزار پر کیساں ہے تیرا فضلِ صفا و کیا پر ہے ذکر یہ زبانِ صفا و کیا پر مثل ہوا اس ابلقِ بیل و ہمار پر آیا پیامِ موت نکلا ہوں کے تار پر</p>
---	--

<p>نہیں</p>	<p>کیوں رشک سے نہ قطع کا دل راغِ ہوا وہ گل چڑھا رہے ہیں عددِ جسکے مزار پر</p>	<p>۱۵</p>
-------------	---	-----------

<p>بکلی گرائی دل پر جلوہ دکھا دکھا کر بے پردہ دشمنوں سے ظالم تو لا کر تیرے سے پہلے زخمی کیا جگر کو دعا کا اُس پری کے کل ہی فاکا دن بے دام اسے پر دجہ تیرے ہی ہیں جسکے غیر دل سے میرا فکرو کرا نہیں جو ریا اس جو برد سے اچھی اور جو توبہ ہو لاکھ ان سے اچھی جو رشتہ تیری کس ناز اور ادا سے فکرائی لاش تیری اک خاص طلع اس میں بھی ریا چھو کیا ظلم کر رہے ہو کیا تو سہہ طار چھو جادو وہ کر رہے ہیں بندہ بنا ہو میں</p>	<p>اچھن میں دل کو ڈالنا زلفین بنا بنا کر بے خرم آبرو کا کچھ پاس بھی کیا کر اب دل کو چھیدتے ہیں زک زک گرا کر اسے میری زندگی تو لے لے کر الطاف کی نظر کرنا جو راہِ رجسٹا کر جو کچھ شکایتیں ہوں وہ تجھ سے رلا کر دعا کی سب بیاتیں بیٹھا ہوا سنا کر میں چھوڑ دوں ہوں کو ناہ خدا خدا کر اسے یار مار ڈالنا تم نے مجھے جلا کر سو بار دم سے روٹھو لے آئیے بنا کر بکھوٹا رہے ہو زلفین بنا بنا کر ہر شخص کو وہ اپنی آنکھیں دکھا دکھا کر</p>
---	---

<p>میں اور ترک الفت ان حشرش پری کی تیغ ادا سے مارا الفت سے چلا یا</p>	<p>زاد خدا خدا اگر خدا خدا خدا سو بار مار ڈالا ہم کو جلا جلا کر</p>
<p>نسبتہ</p>	<p>وہ مہرباں نہونگے کبتک یہ دیکھنا ہے ۱۲ لے نطق آہ و نالہ دن رات تو کیا کر</p>
<p>سوز فرقت کا فسانہ میں سناؤں کیونکر مجھ سے روٹھے تھے بیٹھے ہیں سناؤں کیونکر یہ لگی دل کی خدا یا میں بھلاؤں کیونکر الفت خال پری چہرہ بلا ہو سہم ہو نہ تو سر مسہوں نہ میں گرد و غبار ہوں خاک پر گر کے کبھر جاتے ہیں یہ دوسرے شک شیخ چیشمی سے دو لہیے ہیں شاق کا دل پائے نازک میں نہ چبھ جائیں کہیں نوک شرو جب ملاقات نہ تنہائی میں ہونے پائے راز افشا کئے دیتا ہے و فور گر یہ آتے آتے مرے گھر چھ گئے الٹے پاؤں</p>	<p>آتش دل سے زباں اپنی جلاؤں کیونکر اے بگولی ہوئی تقدیر بناؤں کیونکر دل ہے بچپن گئے انکو لگاؤں کیونکر سخت مشکل ہو کہ میں نہ رہ رہ کھاؤں کیونکر ان پر ریلوں کی نظروں میں سناؤں کیونکر ہاں میں موتیوں کا ان کو بچاؤں کیونکر اُنکی نظروں سے میں دل اپنا بچاؤں کیونکر راہ میں اُنکی میں آنکھوں کو بچھاؤں کیونکر راہ پر اس بت گلغام کو لاؤں کیونکر الفت اُس ماہ لٹاکی میں چھپاؤں کیونکر اپنی تقدیر کا لکھا میں شادوں کیونکر</p>
<p>نسبتہ</p>	<p>جلوہ طور نظر آ گیا اک بام پر آج ۱۱ نطق فر لے بھر ہوش میں آؤں کیونکر</p>
<p>یہ بے وفائیاں مرے دلدار یوں نہ کر منہ پر نقاب ڈال کے خیر نہ تو پھرا دل لے لیا تو خوب کیا اس کا نام نہیں دو بیسے نوشتہ تو تو یقیں آئے کچھ نہ</p>	<p>دل لیکے میرا مفت میں تکراریوں نہ کر کر ذبح لیکن اسے بت عیاد یوں نہ کر دل لے کے اب تو جان سے تیرا یوں نہ کر وعدہ وصال کا مرے دلدار یوں نہ کر</p>

<p>تیر نکسے مار نہ بھتری چھری پھرا کھا کر قسم یہ کدے کہ آج آئیں ضرور رکھ دے قدم پر ان کے سر پر کاٹ کر کہنا بھلا بُرا کھنچے غیروں کے سامنے قرباں جان و مال کو کر اکی راہ میں اپنا یو جاری مجھ کو بنا سلتے تورہ</p>	<p>کر فوج لیکن لے بت عیار یوں نہ کر اقرار وصل جھوٹوں کے سوار یوں نہ کر عذر خطا زباں سے گنہگار یوں نہ کر کچھ کو خفیف اسے مرے دلدار یوں نہ کر خواہش و گرنہ وصل کی بیگاریوں نہ کر ورنہ مجھے تو بستہ زنا ریوں نہ کر</p>
--	--

<p>نہیں گے</p>	<p>وہ دیں زبان وصل تو پھر کیا مضافہ لے نطق ورنہ حال دل اظہار یوں نہ کر</p>	<p>۱۱</p>
----------------	---	-----------

<p>جو آئے باغ عالم میں تو آئے جہیں نہ کر تم آئے ہو جہاں میں میر جاں کن جو ہیں نہ کر مہر تم عاشقوں کے قتل پر ناحق کہتے ہو جدا جسکو نہ پہلو سے کیا اس دلو کیا کئے نہوتا شک اگر اس میں تو میں نصرت کہتا سنہل کر وصل کا اقرار لب تک کئے آئے تمہاری شکل صورت پر کسی کا کوئی دل کئے خدائی کی خدائی اب تو نسل ہوتی جاتی ہے ترسے دیدار کی مجھ کو تمنا کیجئے لائی تھی تمہارے نو سے ہر ہر جگہ پر جاؤنی چھپکے</p>	<p>کیس کا بھی نہ رکھا تھے عالم کو جس نہ کر غضب اٹھاو گے نکلو گے اگر گھر سے کیس نہ کر کر دے قتل کیونکر یہ تو کہہ دنا ز نہیں نہ کر وہی اٹس رہا ہے مجھ کو مار ستیں نہ کر تیری صورت میں خود آیا ہو صورت آفرین نہ کر نکلیاے نہ عجلت میں کیس ہاں بھی نہیں نہ کر کہو انصاف سے جان جاں منصف تھیں نہ کر غضب عالم میں تم ڈھلنے لگے ایجاں جس نہ کر ترسے کوچ میں پوسنے تھے گدا ایجاں جس نہ کر دکھاتے چھاؤں بھی مجھ کو نہیں تم مہجیں نہ کر</p>
---	--

<p>نہیں گے</p>	<p>کیا ہو وصل کا وعدہ تو ایسا بھی ضرور ہی بگڑ جائے نہ قسمت نطق کی دیکھو کیس نہ کر</p>	<p>۲۳</p>
----------------	--	-----------

<p>نہیں لگتا ہمارا دل کیس پر</p>	<p>یہ آیا جسے ہو اک مہجیں پر</p>
----------------------------------	----------------------------------

جو دشت میں میں جا پہنچا کہیں پر
 اگر کہدوں تو تم مجھ کو بھوگے
 نہ کھلاؤ زباں کہہ دیتے ہیں ہم
 غلط تہمت اگر میں دی رہا ہوں
 اسی انداز پر میں مر رہا ہوں
 مجھے حیرت ہوئی اُن کو جو دیکھا
 چلے اُنکھیلیوں کی چال حیب وہ
 جواں اب ہو گیا وہ فتنہ قامت
 غورِ حسن ان کو اس قدر ہے
 نظر میں کھلب گیا وہ عرشِ رفعت
 فدا ہوں خالِ رخِ برآکچے میں
 دنیا کس طرح زیرِ وزر ہو
 دو عالم پڑھ رہا ہے اسکا کلمہ
 گرا چاہِ محبت میں جو اسے دل
 اگر شامت نہیں تو اور کیا ہو
 چھپاتے کیا ہو میں بجاتا ہوں
 تم اچھے یا تمہارا حُسن اچھا
 کہوں کس طرح میں کیونکر تباؤں
 جو میں بیتاب ہو کر اس سے پلٹا
 نہراؤں پسگئے ہیں مرٹے ہیں
 وہ اچھے ان کی یا تصویر اچھی

مجھے جنت کا لطف آیا زمیں پر
 نہیں دیکھا تھا کل میں کہیں پر
 جو کچھ دیکھا تھا کل میں کہیں پر
 عرقِ کیوں آگیا تیری جبین پر
 فدا ہوں میں نگاہِ شکر گیس پر
 کہ کیوں کر حورِ آہو بونچی زمیں پر
 قیامت ہو گئی برپا زمیں پر
 نیا فتنہ اب اٹھے گا زمیں پر
 قدم رکھتے نہیں ہیں وہ زمیں پر
 میں نازاں ہوں نگاہِ دور میں پر
 ہوں قراں آپ کی چین جبین پر
 جوانی پھٹ پڑی ہو اک میں پر
 خدائی مر رہی ہو اس حسین پر
 ٹھکانا اب نہیں تیرا کہیں پر
 دل آیا ہو مرا اک سہ میں پر
 جہاں پر تم تھے میں بھی تھا وہیں پر
 اب اسکا فیصلہ چھوڑا تمہیں پر
 جو کھائی چوٹ ہو قلبِ خریں پر
 تمہارا شک ہو اتھا حور عین پر
 تمہاری شوخ چشمِ شرر گیس پر
 اب اسکا فیصلہ چھوڑا تمہیں پر

۱۵	عش کیا پوچھتے ہو نطق مجھے کہوں کیا مر رہا ہوں کس ہیں پر	منبتہ
ہونے لگے وہ ہم سے خفا بات بات پر اور ناز ہے صفات کو بھی تیری ذات پر لاٹنگے گھات پر ابھی ہم ایک بات پر روٹھے ہوئے جو بیٹھے ہو ادنیٰ اسی بات پر پہونچا ہوں اس نتیجہ کو میں یک بات پر سب کو ہے اختیار فقط اپنی ذات پر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں ہم تیری ذات پر سکہ جما ہوا ہے ترا کائنات پر کرنا نہیں میں بحث کبھی ممکنات پر قریص ہونے لگتی ہے انکی ممت پر کیا جانیں کیا نصیب میں ہو گامات پر پہونچیکا کون میرے سرواں نکات پر قربان جائے نگہ التفات پر کرنے چلے ہیں عشق اسی کائنات پر	موقوف کچھ نہیں ہے یہ دن اور رات پر ہے مخرب تیری ذات کو تیسے صفات پر کہتا ہے کون آپ نہ آئیں گے گھات پر کوئی اگر سنے گا تو کس کو منہ گا دہ دعدہ و فاکر گے نہ گھر میرے آؤ گے دل آ گیا تو آ گیا مسہ انصور کیا کچھ خویش و قریبا کا بھر دما نہیں ہیں وہ کون ہے جو والہ و شیدا نہیں ترا مجھ کو یقین ہے کہ نہ آؤ گے تم کبھی ، جینے میں انکی قدر ہو کم ایسے لوگ ہیں ہم زندگی کو عشق دست میں کاٹ دیں رہز دکنایہ آپ کے میں ب سمجھ گیا صدتے ہو جائے کرم بحساب کے اک کر کے ٹکڑے دل ہر فقط یاس نظر کے	
	اہل زباں وہی ہے جو بولے صحیح نطق موقوف شہر ہے نہ یہ ہے دہات پر	
۱۷	باب لڑائی	منبتہ
ہو جائے اس میں جلوہ جانا نہ ایک دہ		ر دشن ہو کاش میرا سہ خانہ ایک دہ

بارے دو مجھ کو زہر کا پیمانہ ایک روز
ایجان پھر وہ لطف قد پیمانہ ایک روز
کرنے بھی ساتی دعوت پیمانہ ایک روز
ورنہ سنا تے ہجر کا افسانہ ایک روز
کا کل میں انکے ہم جو کریشانہ ایک روز
دکھلا دو سیر غمزدہ ترکانہ ایک روز
کر شیخ آکے سیر صنم خانہ ایک روز
تکلو سنائیں ہجر کا افسانہ ایک روز
ہو جائے گرم صحبت رندانہ ایک روز
تو دیکھ لے جو صورت جانانہ ایک روز
ہو جائے بکتے بکتے نہ دیوانہ ایک روز
ہونے کے عزیز و خویش بھی بیگانہ ایک روز
دکھلا یا تنے چاند سا مکھڑانہ ایک روز
طوفان نوح کا شہر پر پیمانہ ایک روز
بھٹ جائے قدیموں کا کلیہ ایک روز

گردش میں لاؤ زکس متانہ ایک روز
رشتک جاناں ہو پھر مرا کاشانہ ایک روز
ہو جائے گرم صحبت رندانہ ایک روز
ممکن نہیں کہ آپ ذرا بھی سن سکیں
ابھن ہو کم ہمارے دل نا صبور کی
ہو جائے شیخی شیخ کی بھی کر کری ذرا
حور و قصور خلد کو تو بھول جائے گا
دکھلائیں تکو بلو تو وہ دھڑاں سین
ساتی لندھا دیو کھول کے جی خم کھم اگر
اسے شیخ تجھ کو شان خدا یاد آئے گی
آٹھوں بہر کی رٹ سی جو غلطی خوف یہ
ان سب کا ساتھ صرف ہی عمر عزیز تک
راہ صدم دکھائی تو عشاق کو مگر
ہے میری اشک بیزی سے دوزخ کی بیڑ
آہ و فغاں عاشق دلیگیر ہے کہ تیر

۱۳	لے نطق رنج دکوفت سے جی چاہتا ہے یہ پنی لوں اٹھا کے زہر کا پیمانہ ایک روز	منبر
ہو حسنین جہاں سے بھی نرالا انداز مجھ کو بھاتا ہی نہیں اور کسی کا انداز ہمنے دیکھا ہی نہیں اسی بلا کا انداز بات کرنے کا ہو اس طرح کا پیارا انداز		کیون بھا جائے مجھے دل سے تمھارا انداز جب سے دیکھا ہے مری جان تمھارا انداز جس قیامت کا ہو اُس حور نے پایا انداز نقد جان و دل عشاق وہ لے لیتے ہیں

<p>اسکی کس بات کا میں فکر کروں کیا بولوں مسکرا دینا کبھی چھپکے کر چُپ ہو جانا مہ جہنیاں جہاں اور ہیں جہیز ہے اور پہلے یہ طور نہ تھا آچلے ایجاں کس سے نعمتیں تیری ہیں بیرونِ رقیاس بشری اکبک طلاس نے گو کوشتین ہنیر اکیں کئی بچپن کی ادا اب ہیں جوانی کے رنگ ہیں جدا سارے حینان جفا پیشہ سے</p>	<p>ہے مجسم وہ شہرارت تو سراپا انداز اس پری کے بھی خدار کھی ہیں کیا کیا انداز کسی محبوب سے ملتا نہیں اس کا انداز باتوں باتوں میں بگڑ جائیگا یکھا انداز کر سکے گا کوئی کیا تیرے کرم کا انداز چال کا تیری نہ آتا تھا نہ آیا انداز پہلے یہ طور کہاں تھا یہ کہاں تھا انداز ان کی شوخی وحیا۔ طور طریقہ۔ انداز</p>
--	---

حضرت نطق نے کیا خوب غزل لکھی ہے
آپ کے زور سخن کا نہ کیا تھا انداز

۱۲

منبتہ باب السین

<p>اب تک گلاب کی ہی ہوائے بد نہیں باس ہوتا نہیں ہے انکو کسی بات کا ہراس اپنے ہی نفس پر اسے کرتے ہیں بقیاس ممکن نہیں ادا ہو ترا شکر اور پاس بٹھے ہوئے غریزہ قارب ہیں سب اس تلوار ٹوٹی لاکھ گئی ٹوٹ میری اس عہد شباب آیا نہ امنوس مجھ کو راس جیسے کہ دیکھنے میں ہو دھنکی ہوئی کہاں فرقتیں اس بری کی ہیں بھوک ہونے پاس</p>	<p>برسوں پہ لکھئے تھے اک گلبند کے باس جکو خدا کا ڈر ہے جنہیں آبرو کا باس کتنا ہی خوبیوں سے بھرا ہو کوئی بزرگ گنتی سے بھی فردں ہیں توی مہربانیاں یار غم کی دیکھ کے حالت بہت خراب سمجھا تھا آج قتل کروں گے مجھے ضرور الفت میں گلرخوں کی مری جان پر بنی گور ہے اسقدر بدن اس گلخوار کا سٹھے ہیں ہاتھ دوئے ہوئے اکل شراب سے</p>
---	--

ہم ان بتوں سے خاک کہ پتھر لگائیں دل	لڑکا ہے پاؤں قبر میں ہی زندگی سے واپس
میری یہی دعا ہے خدا کی جناب میں	دشمن جو ہو مرا کوئی ہو جائے متیا ناس

منبر	لے نطق کب ہو فعل فیجہ کامر کب	۱۱
	جو شخص ہو جہاں میں خدائے متی شناس	

کیا مسافر تیر رو ہو آئے جب منزل کے پاس ناز و انداز و ادا کی تیغ ہی قاتل کو پاس مرنے کیوں جاتا شہید از خود قاتل کے پاس دل کرے گنا مذ کیا دل ہی نہیں بیل کو پاس دیکھئے کرتا ہے یہ جان و جگر کیونکر شمار اپنے پہلو میں بٹھاتے کیوں نہیں عشاق کو اک جھلک دکھلائے بیل طالب دیدار کو کون اس میں جلوہ گر ہے کسی تعظیم ہے دلوں کیسا کہاں کا جوش پیری آگئی انکی آنکھوں سے جو دو تیر نگہ ہیسم چلے	تیز چلتی ہی نہیں کشتی کبھی ساحل کے پاس تیر آہ نار سا اک صرف ہی بیل کو پاس آگیا تیر نگاہ ناز ہی گھائل کے پاس اک خدا کا نام ہو صرف بیل کو پاس ایک شب ہے تو اگر عاشق بیل کے پاس کیا نہیں رہتا کبھی ہالہ مکمل کے پاس گرتے پڑتے آگیا مجنون و مجمل کے پاس اُٹھ رہا ہے در در رہ کر جو میر دگر پاس کشتی عمر رواں اب آگئی ساحل کے پاس رہ گیا اک دل کو اندر اک جگر میں دگر پاس
--	---

نطق ہم خج درخشاں ہو کے چکیں کیا عجب	جہت اپنی ہو اکثر اس مکمل کو پاس
-------------------------------------	---------------------------------

منبر	باب الشین	۱۶
------	-----------	----

جانتا کوئی نہ تھا نام و نشان میفروش زند میکش لے لے ہے ہاں باری باری قدم سلطنت کرتا ہی بیٹھا صاحب میخانہ آج	صورت سانی نے چکا دی دوکان میفروش پھول کر بیٹھا ہو وہ اللہ سے شان میفروش زند ہیں حلقہ بگوش غر و شان میفروش
--	---

ایک خلقت جمع ہو آئی درمیخانہ پر
 ہوش لے لیتے ہیں اپنی آنکھ کو ساغرِ یہ
 دندبعیت کو چلے آتے ہیں پیہم فوج فوج
 میں وہ دریاؤں ہوں غالی سبوج ہو گیا
 ایسی خوشبو ہے نہ گلشن میں نہ باغِ خلد میں
 جہہ سا اگر درمیخانہ پر مینوار ہیں
 بٹھے ہیں تیار ہو کر رند دریاؤں سب
 آگے آگے پر میخانہ نہ ہے پیچے رند ہیں
 گو نہیں اگلی شغل بادِ غوارِ ی ندوں
 کیوں وہ ہو چیں جہیں ندوں کے کھلنے ہیں
 یہ کہن دخت رز کو میکشوں سے ہو لگاؤ
 ناچ بریوں کا دکھائیں تلواریں جاں جاں

اسکے آجانیسے کیا چکی دوکان میسر و ش
 کیا غضب عالم میں ٹھاتی ہیں تان می فروش
 چو متا ہر دست دبا کوئی وہاں می فروش
 بلی تسکیں کے لئے منہ میں نہاں می فروش
 جیسی خوشبو میں بسا پایا مکان می فروش
 آستان کبہ ٹھہرا آستان می فروش
 آج ہے دریا دلی میں امتحان می فروش
 جارہا ہے کس چشم سے کاروان می فروش
 آج بھی کچھ کم نہیں ہیں قدر داں می فروش
 کھینچتی ہے باد کشوں پر کیوں کہاں می فروش
 ہے بجا اپنی جگہ پر یہ گمان می فروش
 ایک دن تم ہو جو آکر میاں می فروش

نمبر ۹۱
 بیچ کر کوئے بناں میں صبح سے ناتمام نطق
 دلفروشی کر رہا ہوں میں بساں می فروش

سے ہیں مصنی اسے یار چہ خوش
 چہ خوش لے خرچ ستمگار چہ خوش
 جان دینا بھی بہت مشکل ہے
 ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے
 آپ بکنے سر بازار آئیں
 حلت و حرمت کے نسبت
 پاکدامنی کا اپنی صاحب

ہم نے اپنے ہوں اغیار چہ خوش
 حضرت یوسف و بازار چہ خوش
 ہو جو آسان وہ دشوار چہ خوش
 کوئی کافر کوئی دیندار چہ خوش
 ادد پونچیں نہ خریدار چہ خوش
 زاہد و رند میں تکرار چہ خوش
 میری سانسے اظہار چہ خوش

ایک قسم کے میں عدو کے تم نے ہم کریں جاں و جگر تک مدد سے تجہ دیکھی تو نزاکت بولی کو چہ نہ لطف میں رہے گا آپ غیبت کے حق میں مسما ہوں آپ	کر لیا وصل کا اقرار چہ خوش آپ صورت کی بھی نیر چہ خوش آپ سے اٹھ گئی تلوار چہ خوش یہ تمنا دل بیمار چہ خوش آنکھیں اپنی رہیں بیمار چہ خوش
وہ تو ہے گوشہ نشین ہی مشہور نطق اور کو چہ و بازار چہ خوش	
منبہ	باب لصاد
گفتار میں خلوص ہو کر دار میں خلوص یہ آپ کا خیال ہے ستر با پا غلط ہے صن بھی حیا بھی نزاکت بھی ناز بھی اخلاص آشتی میں جو بڑا تو کیا فرو تر جاتے آج دہریں سب شیخ و برہمن سب کچھ دیا خدا نے مری جان آپ کو یا پاک بے نیاز یہ کیا انقلاب ہے دل کر کسی سے خاک ہو خوشی دل خیز	انسان کے ہو قول میں اقرار میں خلوص قدرت خدا کی آپ کے اغیار میں خلوص سب کچھ سہی نہیں ہو مگر یا میں خلوص ہے لطف یہ دکھائیے تکرار میں خلوص ہوتا ذرا جو سبہ و زنا میں خلوص عشق ہے لیکن آپ کی برکار میں خلوص بے دین میں خلوص نہ دیندار میں خلوص اپنوں میں اتفاق نہ اغیار میں خلوص
منبہ ۹۳	مجھ پر نہیں ہے صرف یہ اسے نطق مختصر میرے یہاں تو ہے درو دیار میں خلوص
لے جانے میں ہے خبر نظر بار خلوص ہر کھڑے کوٹے کی پہچان کا معیار ہے یہ	چھوٹنے پاس نہ بھول رہے بھی نہ مار خلوص ایک ہی چیز ہے انسان میں ابرار خلوص

ہو نہ منظور جو ملنا تو نہ ملے لیکن
 روک کر بھگو گئے بات ترک پر کرنے
 منہ صرحت بھی پر نہیں ای جاں جہاں
 ملے لوگوں سے تو دکھلائیے ای یا خلوص
 خوب دکھلانے لگے برسر بازار خلوص
 ہیں محکم مرے گھر کے در و دیوار خلوص

ایسے انخاص سے جکی ہو منافق کی رویت
 نطق بے سود ہے بے فائدہ بیکار خلوص

۱۱

باب الضاد

نمبر ۹

بوسہ مصحف اگر ہے یا فرض
 آپ کی آنکھوں کا ہو دیدار فرض
 عاشق بنت العنب کیو اسطے
 روز تیرا آستانہ چو منا
 آپ کے عاشق کو لے لیلیٰ حصال
 تم نہیں آتے عیادت کو مری
 کیوں خوشامد اہل زور کی کیجئے
 ان تہان سنگدل کے عشق میں
 لطف اپنوں پر اعانت غیر کی
 داسے دیوٹی مریض عشق کی
 چو منا ہے آپ کے رخسار فرض
 ہے جہاں میں پیش بہار فرض
 ہے طواف خانہ خمار فرض
 اپنے ادب پر کر لیا اے یا فرض
 آپ کے سکتے کا ہے دیدار فرض
 کیا نہیں ہو پریش بیمار فرض
 کیوں سمجھئے خدمت زوردار فرض
 ہے پینا ہموک اب زنا فرض
 آدمی پر ہیں بھی دو چار فرض
 کچھ سمجھتے ہی نہیں غنوار فرض

۱۱

حم نہ کہو مگر ہو مستقیم نطق
 ہو بشر کو طاعت غفار فرض

نمبر ۹

گل سے غرض نہ تخیل گزار سے غرض
 جنت سے کام بھگو نہ حور و سک داسطے
 بھگو فقط ہے یا کے رخسار سے غرض
 ہے بھگو و صرف کو چہ دلدار سے غرض

<p>دنیا و دیں سے عشق کے بندے کو کام کیا تبار رہی ہے الفت گل عند لب کی آخر مر یض غم کی عیادت کو آ گئے الفت ہے مجھ کو گوہر دندان یار سے شیدائے خال خیم فسوں ساز یار کو کعبے کچھ غرض نہ کلیسا سے واسطہ خوشبوئے زلفت یار مجھے صرف جا ہیئے ستے ہی جب نہیں ہیں وہ افسانہ عشق کا</p>	<p>مجھ کو نہیں ہے سبب دوزخ سے غرض یعنی پرند کو بھی ہے زور دار سے غرض کیونکر نہ ہو طبیب کو بیلہ سے غرض موتی سے ہے نہ ابرگر بار سے غرض مشک ختن نہ آہوے تاتار سے غرض ہے کچھ غرض اگر تو در یار سے غرض مشک ختن نہ طبیب عطار سے غرض پھر ہکو درد چہ کے رانظار سے غرض</p>
---	---

لے نطق ہے کسی سے نہ دنیا میں واسطہ
مجھ کو فقط ہے اس بت عیار سے غرض

۱۰	باب الطاء	منبتہ
----	------------------	-------

<p>ہاتھ میں لیکر لگا پڑے مارجب یا خط پڑھکے دیدیتے تھے وہ اغیار کو ہر خط صاف آئینہ نہا لیکن بال اس میں آ گیا زخم دل بھرنے لگے مضمون پڑستی ہی ہیں دیکھنا دنیا اسی کے باتوں میں نامہ مرا میرا نہیں لکھتا ہوں کچھ ان تک پہنچتا ہو کچھ اور پچھاؤ کرجب بھینک دیتے ہیں وہ بڑ دیکھتے بنے کیون بچا ہے کے غرض رنجی جگر میں کھوں سوزش دل کے مضامین ہیں رقم نہرتا بیا</p>	<p>عکس روئے آتشیں سے ہو گیا گلنا خط بند لکھتا کر دیا میں نے انھیں ناچار خط آپ کے رخسار پر آیا بھل اسے یا خط ہو گیا حق میں ہمارے مرہم رنگار خط غیر کو دنیا نہ اسے قاصد مر از نہا خط راستے ہی میں بدل دیتے ہیں کیا اغیار خط کیا لکھوں انکو بحث بیفائدہ بیچار خط ایسے نہ جنوں کے لئے جو مرہم رنگار خط ہے مناسب لیکے جالے مرغ آئینہ خط</p>
---	--

رات دن لے لفظ میرا اب بھی ہر شغلہ
اضطراب دلیں لکھتا ہوں اسے سو بار خط

منبر

باب لظا

۱۲

ہے سراسر آپ کا بیجا لحاظ
ہے مگر مجھ کو فقط تیرا لحاظ
آپ رکھئے گا ذرا اس کا لحاظ
واہ اچھی شرم ہے اچھا لحاظ
پھر کہاں کی شرم اور کیسا لحاظ
بات کا ہو پاس عزت کا لحاظ
اور نہ دیکھا آج تک ایسا لحاظ
شرم یہ ہے نام ہی اس کا لحاظ
اس قدر ہے تمکو غیروں کا لحاظ
اب کو خلوت میں ہے کسا لحاظ
شرم کیا کیسی جیا کس کا لحاظ

یو فانی مجھ سے غیروں کا لحاظ
غیر کا کس بات کا کیسا لحاظ
جور ہو لیکن نہ خون آرزو
اپنے دلدادہ سے اتنا احتیاب
جب جوانی کے مزہ میں آگئے
آدمی ہو بس دہی جس شخص کو
شرم تو ایسی کبھی دیکھی نہیں
پاس بیٹھے ہیں عدو کے زینقاب
بات بھی مجھے نہیں کرتے ہو تم
بزم میں تو اک بہانہ تھا مگر
اک بہانا ہی بہانہ ہے یہ سب

خوب کل کھیلا نہیں ہر نطق اب
مر گیا وہ تمکو تھا جس کا لحاظ

منبر

باب العین

۱۰

کس کی طرف سے قنہ ہو اور ملا شروع
اُسن سے تو سنہ دکو جلانا کیا شروع

غیروں کے پاس بیٹھنا اٹھنا ہوا شروع
غیروں میں جبکہ بیٹھنا اٹھنا ہوا شروع

<p>باتیں فساد کی نہ کر لے ہو قاضی شروع بھگڑے کی باتیں کر ہی دیں چنانچہ شروع آنے لگا شباب ہیں شرم و حیا شروع نشرہ تر گیا جو بڑھاپا ہوا شروع خالی کا شاید آج مینا ہوا شروع میسے دل جگر میں یہ جھگڑا ہوا شروع اے جاں نہ کیجئے سخن نار و آتش شروع</p>	<p>دکھلا کے مجھ کو بیٹھ نہ پہلوئے غیر میں دودن بھی تو نے آہ بنا ہی نہ دوستی اب بھولی بسری باتیں لڑکپن کی گئیں تھی چار دن کے واسطے مستی شباب کی پہلو میں آج وہ سنم دلربا نہیں دونوں ہی چاہتے ہیں کہ ابرو کے ٹھکانے سوجان سے جو آپکا شیدا ہوا اسکے ساتھ</p>	
<p>۹</p>	<p>روئے ہو نطق کیا ابھی تو تمام کی جو صبح اُس نے ابھی تو کی ہی ہو شمس جفا شروع</p>	<p>منبتہ ۹۹</p>
<p>کچھ عجب ہے نالہ تنگبیر شمع رخک کے قابل ہوئی تقدیر شمع روتی رہتی ہے یہ ہو تقدیر شمع تیر خنجر کس لئے تویر شمع انکے پاؤں میں بڑی زنجیر شمع ایک دو ٹھوٹے ہی ہیں زنجیر شمع ہے جو روشن حسن عالمگیر شمع جل بجھے اب سہا ہی تدبیر شمع</p>	<p>گوش باطن سے منو تقریر شمع عکس عارض سے بنی تنویر شمع اپنے عاشق کو جلا کرات بھر کھینچتی ہے بے سبب پروانوں پر چھوڑ کر پروانے اجائیں کہاں لاکھوں پروانوں نے کیں جانیں زشار شہرہ آفاق پروانے بھی ہیں اپنے عاشق کو جلا کر آب بھی</p>	
	<p>سرکٹے اے نطق تو کچھ غم نہیں بڑھتی ہے سرکٹے سے تنویر شمع</p>	
<p>۱۰</p>	<p>باب الغین</p>	<p>منبتہ</p>
<p>ہے کرن ہی کی بدلت مہربان کو فروغ</p>	<p>آمد خط سے ہوا رخسار جاناں کو فروغ</p>	

<p>فصل گل میں صرف ہوتا ہو گلستان کو فروغ جو نہیں سکتا عدد و سر بن میرے سامنے داغ ہجران سے مراد الیٰس قدر ہو لالہ زار رطب یا بس یوں تو کہنے کو بھی ہی کہتے ہیں لاکھ جڑ کاٹے کیسی کوٹی وہ بڑھ جائیگا چڑھ نہی ہے اندرون زلف چلیبیا کی دیکھ کر تیغ ہلالی رشک سے کٹ کٹ گئی بول بالا ہو سچائی ہی کا خلق اللہ میں</p>	<p>داغ دل سے ہر گڑھی ہو طلب زان کو فروغ ہر کے آگے نہ ہو گا مہر تاباں کو فروغ اسکے آگے ہو نہیں سکتا گلستان کو فروغ طبع موزوں ہی سے ہوتا ہو خندل کو فروغ سر کٹا اور ہو گیا شمع شبستان کو فروغ ہو رہا ہو روز افزون سنبلستان کو فروغ کاٹ میں بسا ہوا برٹے جاناں کو فروغ راستی ہی سے ہو کر نا ہو انسان کو فروغ</p>
---	--

نطق پر موقوف کیا ہو سیکڑوں نہیں ہیں
 تیغ قاتل نے دیا شہر خوشاں کو فروغ

منسلک باب الف

<p>چاروں کی تھی شادمانی حیف لطف جیسے کا کچھ مجھے نہ ملا ہیں نہ کسری نہ قیصر و تغفور ایک دن ہو نیکو فنا سب ہیں کاش کرتا نہ میں قبول کبھی اُننے کچھ عرض حال کرنے سکا میں بُرا غیبر آج کے اچھے دل کی دل ہی میں رہی حسرت میں مردوں غیر پر خدا کی شان</p>	<p>چلے آ خر میری جوانی حیف حیف صد حیف زندگی حیف کیا ہوئی ان کی حکمرانی حیف آتش و باد خاک پانی حیف تیری اسے دہر مہمانی حیف حیف اے میری بیزبانی حیف حیف کی میری قدر دانی حیف حیف اے مرگ ناگمانی حیف بار مجھ سے یہ بدگمانی حیف</p>
--	---

ہاے رے میری ناتوانی جیف	جاسکی یارتک نہ خاک مری
ہاے ان گلرخوں کی الفت میں نطق کی ٹٹکسی جوانی جیف	
۱۳	منسلہ باب لقا
<p>ہمکو ہے حارض دلدار و قدیار سے عشق جس طرح ساغر کوئے کو لب میخوار سے عشق عند لبوں کو بھی ہو جائے رخ یا سے عشق اس قدر آبلہ پا کو ہے ہر خار سے عشق اس قدر ہے دل بیمار کو بیمار سے عشق کیوں برہن کو نہ ہو رشتہ زار سے عشق اس ہیبت جو مجھے تختہ گلزار سے عشق سیپیوں کو ہے اگر ابرگر بار سے عشق الفت بخت سہ اور شب تار سے عشق یار کے تیر نظر کو ہے دل زار سے عشق قیس کے پاؤں کو ہے وادی بخار سے عشق عند لبوں کو ہے کیوں تختہ گلزار سے عشق</p>	<p>سرفے قمری کو بلبل کو ہے گلزار سے عشق اس طرح تیر نظر سے ہے دل زار کو عشق دیکھ لیں اسکو تو پھر گل کی محبت کے عوض لٹنے پر جوش محبت میں یہ رودیتا ہے جان دیتا ہے ثری آنکھ پر لے ہو شرابا باندھنا رشتہ الفت کا ہے تجھے منظور تازہ ہو جاتی ہے اس سے رخ دلدار کی یاد میری شہان درفشوں کی زیارت کر لیں حاشق کا کل نیاں ہوں نہ کیوں ہو ٹھکوا لاکھ کھینچے کوئی تا حشر نہ نکالے گا یہ آبلے لاکھ پڑیں سیر باباں میں پریں جائیں وہ کوچہ دہریں جو ایسا ہی ہے</p>
۹	منسلہ گل سے بلبل کو نہ شمشاد سے آنری کو نطق جتنا ہو مجھے قد و رخسار سے عشق
یہ جان تو کیا چیز ہے ایمان تصدیق صد تے ہوستاں اور ہونکا لقی	اُس حور لقا پر ہے مری جان تصدیق دیکھے وہ اگر تو زترے تیر نظر کا

<p>اس تیغ ادا کے تری لے جان تصدق صدقے ہو اگر جان تو ایمان تصدق خود حسن ہی تجھ پر ہے مرید جان تصدق قربان ہوں یوسف تو سلیمان تصدق صدقے بنی آدم ہیں بنی جان تصدق میں کیا ہوں مرے ہو گئے ارباب تصدق</p>	<p>پتھی ہی نگاہیں ہیں عدد جان و جگر کی زاہد بھی تجھے دیکھے تو یہ حال ہوا سکا ادروس کا تو کیا پوچھنا طرفہ ہی تو یہ ہے دیکھیں جو تجھے خواب میں بھی اپری بکری وہ کون ہے جسکو نہیں سودا ہے تھارا اسے قاتل عالم تری ان تجھ سے کی</p>
---	---

ہے نطق کو عشق بت بدکیش بیان تک
ہر لحظہ یہ قربان ہے ہر آن تصدق

۱۰	باب کاف	منسبہ
<p>کرتاجوہوں میں آہ شہر بار ابھی تک ٹٹے ہی نہیں غصے کے آثار ابھی تک بے ہوش پڑا ہے ترا بیمار ابھی تک مجھ سے ہی کہنچا دہت طرار ابھی تک چھائے مجھے میخوار ہیں میخوار ابھی تک لے بت ہیں ترے بتہ زنا را ابھی تک شمشیر کعب ہے وہ ستمگارا ابھی تک اٹھے نہیں دروازہ سے غیار ابھی تک اس پر بھی ترا ہوں میں خیرا ابھی تک</p>	<p>حدت ہے تپ ہجر کی اے بار ابھی تک ہے چین بچیں مجھ سے مارا بار ابھی تک لے جلد خراساں کی تو اے عیسیٰ مریم گود بھی دیا جان بھی ایمان بھی اسکو برسات ہی باقی ہے نہ فصل گل و بلبل دیکھی تھی تری ایک جھلک ذرازل میں گو قتل سے باقی نہیں قتل میں کوئی بھی کس طرح قدمو ستی جاتاں ہو شیشیر گو خوب کئے توڑ ستم غم سے خار</p>	

ہو مشق کی لے نطق تجھے اور ضرورت
ہوتے اندر اپنے ترے اشار ابھی تک

<p>میں سہوں جو راور جفا کب تک لذت جو رد لب کب تک تسکوتِ آہ نارست کب تک ہجرتیں میری جان جانی ہے جلوہ صبرِ آزما اُن کا میری حالت سے ایسی ہجرتی اے دل داغدار اٹھائے گا دل میں آتا ہے زہر کھا جاؤں میں تری جان و مال کو روؤں ہائے ترسے گا تیری صورت کو</p>	<p>اور سے بے وفا کب تک ادول درد آشنا کب تک گلہ جو رِ ناروا کب تک آئے گی موت کی دوا کب تک میں نہ دیکھوں گا خدا کب تک کب تک او موجود جفا کب تک لذت دردِ لادوا کب تک ڈھوؤں فیست بچیا کب تک کب تک او کہ نارسا کب تک یہ دل کشتہ ادا کب تک</p>
منبت	<p>رحم آئے گا نطق پر تجھ کو کب تک اے باقی جفا کب تک</p>
<p>سنا یا اُسے عاشق کو یہاں تک یہ دہی سوزش نہاں کہاں تک جلائی آتش نہاں نے جاں تک وہ آہیں کیں شبِ فرقت میں ہیں نے تجلی ہے یہ کس ہوش کے رخ کی بتوں کے جو سے آیا خدا یا د بیکل جائے نہ کیونکر آہ دل سے کر گیا مجھ سے وہ یوں جو فانی کیا ہے سنا لاکھ آفتوں کا</p>	<p>کہ مے بیٹھا وہ آخر اپنی جاں تک جلے آخر زمین سے آسمان تک اگر وہ ضبطِ نفاں سکے کہاں تک بنے ہیں آسمان چند آسمان تک کہ روشن ہو زمین و آسمان تک اٹھائے ظلم اب کوئی کہاں تک ہی کوئی ضبط کی حد بھی کہاں تک نہ آیا تھا مرے دہم دگماں تک فسانہ ہجر کا کیے کہاں تک</p>

<p>سناؤ گے ہیں دکھیں کہاں تک ہی حاضر بندہ پروردگار تک رسائی تیری ہو کوئے تباہ تک نہ در ہے اور نہ کوئی سالباں تک چلے آتے جو تم میرے مکان تک ہو زندہ عاشق میری ہی جان تک</p>	<p>کہاں تک ظلم تم ہم پر کرو گے ہی دل کیا چیز جھکوں میں خدوں گا خدا کو یاد کرنا ہر ہنہ آساں وہ کالی کو ٹھہری ہی قبر جس میں نہ مہندی چھوٹی نہ پاؤں گھستے مرے دم تک ہے قائم رسم الفت</p>
	<p>یہ لیتا ہی نہیں اب نام الفت بتوں نے نطق کو چھینا یہاں تک</p>
۱۲	<p>منشیہ باب الکاف فارسی</p>
<p>لگت جائے آہ سوزاں سے تری محفل میں آگ آتش بائے خالی سے لگی ساحل میں آگ شعلہ سوز جگر سے لگت ہی جو دل میں آگ کیا دوا اسکی کرے کوئی لگے جب ل میں آگ لگت جائے سوزش دل ہے چہ بابل میں آگ قتل ہونے پر بھی روشن ہو دل کل میں آگ اسکے جو ہر قدم پر اور ہر منزل میں آگ لگت جائے آسمان میں درمیاں میں آگ آتش رخ سے لگی بھی کیا نہ کھلا دل میں آگ حدت خوئے لگائی خنجر قاتل میں آگ کیا تماشا ہو لگی ہے آج آب گل میں آگ</p>	<p>لگ رہی ہو آتش الفت میری دلیر آگ مہندی لکھ پاؤں جب مونے لگا دیا میں ہ جل رہی ہر طرف تن چمکنا جو سینہ رات دن حسبم جل جائے تو ہو سکتا ہے کچھ ہکا علاج کر دیا دل روت کو مجھوس کیا اچھا کیا آتش الفت نہ بجھتا تھی نہ مرنے سے بچھی جادۃ الفت کٹھن ہو اسکاٹے ہونا محال نالہ پرورد سائیت اور آہ نیم شب کیوں شب دیو کی ایسی سیاہی ہیں ہے خون سے مقول کے شعلہ بھیجھکا ہو گیا جل رہی ہیں روز و رات ہم دجان دل مرے</p>

آہ کرنا ہر گھڑی کا نطق کچھ اچھا نہیں
لگت جائے آپ کے محبوب کی منزل میں لگ

منبتہ

باب اللام

۱۸

قتل کے جتنے تھے دعویٰ تجھے حاصل قابل
لطف جینے کا نہیں بچ کے شامل قابل
مار دے تیر نہ کر غم نہ قابل قابل
صحیح گلشن میں اگر ذبح کرے تو ان کو
مرنے پر تانا نہ تڑپنے کی ہوس رہ جائے
کم کسی طرح نہیں تیغ کی جھینکاروں سے
صرف اک جان ہے وہ نذر تری کرتا ہوں
سے زخم نہیں نہک اپنی تبسم سے چھڑک
دہن زخم بھی پیتے ہیں دعائیں تجھ کو
آبِ شیشیر سے تر کر دے مرا خشک گلا
مر گیا حسرت دیدار سے لیلے کے وہ
دیکھے تیغ ادا مارتی ہے کس کس کو
ہے اُسے مَنظرِ مردم آبی کا شکار
تیری ہر تان سے دو چار کو بچان کسا
ایک ہی وار میں ہر روز کا جھگڑا چھوٹا
حسرتیں انکی مگر کرتی ہیں زیادہ دغاں
دو تنگواروں سے ہے جان بچا شکل

سخت جانی نے مری کر دئے باطل قابل
قتل ہی کر دئے تجھے چھوڑ نہ گھائل قابل
اتنی ہی بات کا ہوں تجھ کو سائل قابل
ہو کے خوش دے گی دعاروح عنادل قابل
لکھو دے بہر خدا بند سلاسل قابل
متیر دی زلف کو آواز سلاسل قابل
کوئی چیز اور نہیں ہے ترے قابل قابل
میرے دلدار میرے جو شامل قابل
خوش ہوا تجھے بہت آج مرادل قابل
میں مصیبت زدہ ہوں دم کے قابل قابل
حق میں مجنوں کے بنا پردہ مچل قابل
زیب زینت کی طرف آج ہو مایل قابل
جو کھلا دیر سے ہے بر سر ساعل قابل
مشہد خالق بنی رقص کی محفل قابل
خوش ہوا تجھے بہت آج مرادل قابل
آپ مقتول پڑے سوتے ہیں غافل قابل
عارض یا رہے سفاک تو ہو تیل قابل

نسبتہ	چھوڑ کر مجھ کو تڑپتا ہوا مقتل سے گیا نطق میں لاکھ بچا را کیا قاتل قاتل	۱۱
<p>کھنچ کر لائی جو قتل میں قضاے سہل مرنے دم تک انھیں بھائی نہ اٹائے سہل ایسی قیمت جو لے اسکو تو بھر کیا کتنا غل بیت بھی نہ افسوس ہوا انکو نصیب دیر تک خنجر خونخوار گلے سے لپٹا باز آئیں گے نہ وہ مشق جہاں ہرگز تین قاتل میں وہ لذت ہو کہ قرباں کرے تیسے دیدار کی رہ جائے جو حسرت باقی ادراک وار ترے ناز و ادا کے صدمے ان سے کہنے کو تھا کچھ پائے مگر کہ نہ سکا</p>	<p>حسرتیں روتی ہوئی آئیں فقائے سہل یاد اب کر کے وہ رہتے ہیں فائے سہل آپ کے ہاتھ سے پھل تیغ کا کھائے سہل بپنے ہی غول سے آخر کو نہائے سہل کون سی آئی پسند اسکو اداے سہل جان سے اپنی اگر جائے تو جائے سہل روزاک جان اگر خلق میں پائے سہل دیدہ دل سے نہ کیوں خون بہائے سہل دیکھ جاری ہے یہی لب سے صدمے سہل رک گئی خلق میں آا کے صدامے سہل</p>	
نسبتہ	نکلو قاتل بیدر وہ کیا کرتا نطق مقضی اسکی نہ تھی شرم و حجابے سہل	۱۹
<p>ہیں ہم جلیس آپ کے بیگانہ آجکل ہے دور جام زر گسستانہ آجکل کس شہر و کانطق ہو پروانہ آجکل الفت میں ہوں کیسی میں دیوانہ آجکل رنگ بہار خلد ہے کا شانہ آجکل اپنے تو بھولے بسے ہمے نرم یاریں بازار ہر حسین کا اب سرد ہو گیا</p>	<p>مجھ پر نہیں وہ لطف قدیا نہ آجکل خالی بڑا ہے رندوں سے میخانہ آجکل ہے کس پری کے حسن کا دیوانہ آجکل مسکن ہے میرا گوشہ ویرانہ آجکل حاصل ہے مجھ کو صحت جانا نہ آجکل ہیں سرفراز صرف تو بیگانہ آجکل جو کوئی ہے اسی کا ہو دیوانہ آجکل</p>	

جکی ہوئی ہے مجلس رندانہ آجکل
ہم اپنے دل کا کرتے ہیں بیانیہ آجکل
صوفی کی خانقاہ ہے مینخانہ آجکل
دکھلا رہے ہیں ہمت مردانہ آجکل
سمجھے ہوئے ہیں تیسہ حریفانہ آجکل
بدلا ہوا ہے رسم قدیمانہ آجکل
مسلم سے ہے ہنود کو یارانہ آجکل
چلتا نہیں ہے دار حریفانہ آجکل
فقرے میں اُنکے آئیں گے دانہ آجکل
آٹھوں پہرے ہاتھ میں اشیانہ آجکل
حالت میں اپنے ہے ترا دیوانہ آجکل

ہے سپ میکیدہ کا ستارہ عروج پر
لینا اگر ہو سیلجہ قیمت خفیف ہے
زندگیاں پاکباز کی قیمت تو دیکھئے
ہم اپنی جان دینے پر اُتے ہیں اندھوں
وہ شمع اپنے زخم میں ناصح کی بات کو
بزدل جو تھے وہ آج زمانہ میں خیر ہیں
حُب وطن میں ملک کی خدمت کی واسطے
نفرت بدل گئی ہے محبت سے اندھوں
چال اب سمجھ گئے ہیں حریفوں کی خوب ہے
ہی شوق زینت اس قدر اُس حسین کو
کھانے کی سدمہ اس کو نہ پینے کا کچھ حوس

تقدیر اس کی لڑا لگی آخر کو دیکھئے
ہو اس پری سے نطق کو یارانہ آجکل

نمبر ۱۱۱

۱۰

جان دیدینا ہے فرقت میں لڑا کا شغل
رات دن آہ و فغاں ہر تے بجا کا شغل
دل کے عاشق کو ہر لینا بت عیا کا شغل
صحبہ خبیثہ اور عیش جو دلدار کا شغل
دیکھئے جب ہی یہی چشم تنگوار کا شغل
آہ و نالہ ہی ہو اگر تباہ بیمار کا شغل
زیب و زینت کر سوا کچھ بھی نہیں بار کا شغل
شعر گوئی کو غلط کہتے ہیں پیکار کا شغل

جان کا دل کا ستارہ بادل آزار کا شغل
نہ تو کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ سوتا ہے وہ
زور سے مکر سے انداز واداسے اپنے
رات دن نالہ و فریاد سے ہے کام بچے
چھیدنا دل کو کلیجہ کو جگر کو سب کے
گریہ زاری کرے کیونکہ مریض فرقت
منہم دی ملتا ہے کبھی سمرہ لگتا ہے کبھی
ہم جلس اور انیس شب تنہائی ہے

یہ دیکھو کہ وہی علم ہیں جنہوں کے	سچ یہ ہے سب سے بہتر فن اشعار کا مشغل
حسرت دید میں ہو آنکھوں کو گھولے رہنا	شغلہ نطق کا اور زکریا جبار کا مشغل
۹	باب ۱۱
<p>تھیں جو کہتا ہے سارا جان نہیں معلوم یہ کس طرح کے ہیں رخ پر نشان نہیں معلوم کہ لیلوں کو رہ گلستان نہیں معلوم دکھائے کیا ہیں کوئے بتا نہیں معلوم پڑا ہے سینے میں یا نیم جا نہیں معلوم مگر کہاں ہو وہ جلوہ کناں نہیں معلوم کہاں کو جائے گایہ کارواں نہیں معلوم یہ کیسے جاتی ہے عمر رواں نہیں معلوم</p>	<p>بہت سی باتیں تھیں جان نہیں معلوم یہ زلفت بکھری ہوئی اور لعل لب خمی ہوا ہے قید نفس سے یہ انقلاب عظیم ابھی تو گلیوں کی ٹھوکر ہی کھاتے پھرتے ہیں تمہارے تیز نگہ سے ہوا ہو دل مردہ ہے نور اس کا تو کعبے میں دو کلیسا میں گلی میں لاشہ عشاق دیکھ کر بڑے کسی نے چلتے ہوئے آج تک نہیں دیکھا</p>
۱۲	<p>بتاؤ اس کو کوئی کس طرح سے دھو تہ نطق کہ جس حسین کا نام و نشان نہیں معلوم</p>
<p>دل کے ہاتھوں ہو گئے ناچار ہم کیا تعجب کھائیں جو تلوار ہم جان اب دیدیتے ہیں ناچار ہم آپ اگر چالاک ہیں ہیشیا رہم زندگی ہی سے ہیں اب بیزار ہم غم کے دریا سے ابھی ہوں پار ہم</p>	<p>آپ سے کرتے محبت یا رہم ہیں فدائے ابرو و خند ارہم تم نہ آئے صبح پیری آگئی آپ نے دل پہننے بوسہ لے لیا تم اگر بیزار ہو تہ سے تو کیا ہو اگر ہم پر زحمت کی نظر</p>

<p>لاغری پر بھی ہیں ایسے خار ہم چپ ہیں مثل نقش بر دیوار ہم مر رہے ہیں تشنہ دیدار ہم کیوں بسان زر گیس بیمار ہم جان دیدینے کو ہیں تیار ہم</p>	<p>بچھ رہو ہیں دشمنوں کی آنکھ میں انکی باتیں ملتر کی سنتے ہیں سب جان بچ جائے گی تم آؤ اگر رات دن ہیں ملٹکی باندھے ہوئے کھینچے شمشیر ابرو دیکھنیئے</p>	
<p>۱۰</p>	<p>نطق سچ ہے اپنی عزت اپنے ہاتھ دشمنوں سے کیا کریں تکرار ہم</p>	<p>منبر ۱۱</p>
<p>گراتی ہیں دلوں پر دھری ہری جلیاں ظالم اُڑادیں ہن دل کی ہیں میں دھجیاں ظالم تسل تو نے کیا دی بڑھ گئیں تیا بیاں ظالم سمجھتا خوبتے تیری یہ سٹ لاکیاں ظالم قیامت کی اداس ہیں غضب کی شویاں ظالم رسبتگی مجھے کتنا تیری بیروائیاں ظالم کماں سے لائینگے یہ ناز اور یہ شویاں ظالم بڑھادیں آکے تو نے اور بھی تیا بیاں ظالم کیسی جان لینگی تیری بے پروائیاں ظالم</p>	<p>زالی ہیں اداس اور تیری شویاں ظالم تری زخمیں وشت بڑھ گئی ہو ہتھد رمیری ارے ظالم تجھے غمخواریاں میری نہ کرنا تھیں نگا وٹ کی یہ باتیں ہیں بل نیو کی گھاتیں ہیں فدا تیری ادا کر اور تری شونجی کے ہم صدے کر گچا مجھے ٹھنڈی گرمیاں کتنا تباہ کر حسین کھلانے کو یوں تو بھر دی خلق میں بڑی یہ اچھا تھا کہ فرقت میں تری ہمیں مضطر تھے نہ اتنا بیوفا بن گئے ادا ملی یہ نہیں اچھی</p>	
<p>۹</p>	<p>محبت میں تری گھر بار چھوڑا دستیں پہو کر بے باب یہ نطق مضطر اور ہیں دیوان ظالم</p>	<p>منبر ۱۱</p>
<p>۹</p>	<p>باب النون</p>	<p>منبر ۱۱</p>
<p>بے بلائے وہ مگر غیر کے گھر جاتے ہیں</p>	<p>مجھ سے تو وعدہ بھی فرما کے کر جاتے ہیں</p>	

<p>دو قدم چلتے ہیں کچھ دیر ٹھہر جاتے ہیں دل دیوانہ ہے کیا چیز جب اکدن لوگ نقشہ آمیز نگاہوں کا تری کیا کہنا کس طرح کٹتے ہیں یہ سحر کے دن رات نہ بوجھ لاکھ کوششیں بھی ای شوخ تری جو کس تک سامنا لاکھ ہو آفت کا مصیبت کچھ ہو کبھی اکدن بھی نہ گذرا کسی ہوش کے بغیر</p>	<p>ضعف ہیں سطح اس شوخ کے گھر جاتے ہیں ٹھوکریں کھا ہی کے آخر کو سہر چلتے ہیں جنگے لو پر یہ پڑیں پڑتے ہی مچ جاتے ہیں روتے روتے ہی بجھے آٹھ پہر جاتے ہیں ضعف جانیں سکتے ہیں مگر جاتے ہیں کرنے والے جو ہیں جس کام کی کر جاتے ہیں سالہا سال مگر اب تو گذر جاتے ہیں</p>
---	---

<p>نمبر ۱۱۶</p>	<p>استخوان آپ نے سوار کیا ہے اس کا حضرت نطق جو کہہ جاتے ہیں کر جاتے ہیں</p>	<p>۱۵</p>
-----------------	---	-----------

<p>کیا کہیں ہجر میں ہم کیسے بسر کرتے ہیں سرمہ سا آنکھوں کی گردش سے تباہ ہوش دیکھ کر اٹھتی جوانی تری ای ہوشربا لاکھ اندوہ و مصیبت سے نکل جاتے ہیں جور و جنات و ملائک سے وہ ہونا معلوم یہ حیسب کو بنالیتے ہیں اپنا بندہ ہوڑا ضعف کا پاؤں کو بکڑ لیتا ہے سحر کرنے ہیں کہ تسخیر کہ جادو کیا ہے اپنے دانتوں کو دکھایتے ہیں نہ ہنس نہ ہر ڈر ہے ہو جلائے نہ عالم تہ و بالا اک دن غافل و حیف کی جا ہے کہ ہو تم غافل اچھی باتوں میں گئے جاتے ہیں پیش عقلا</p>	<p>نہ تو جیتے ہیں نہ دنیا سے سفر کرتے ہیں نظم عالم کو غضب زیر و زبر کرتے ہیں صبر ہم کرتے نہیں سکتے ہیں مگر کرتے ہیں خوب کرتے ہیں عدم کا جو سفر کرتے ہیں کام جو حضرت آدم کے پسر کرتے ہیں آج دنیا میں خدا ہی یہ بشر کرتے ہیں عزم ہم یار کے کو پیچے کا اگر کرتے ہیں ہوشان دل میں جو ہر شخص کے گھر کرتے ہیں سامنے انکے اگر ذکر گئے کرتے ہیں روز طوفاں پادید ہڑت کرتے ہیں ذکر رب برگ شجر شام و سحر کرتے ہیں عجب کے کام بھی گواہی ہنر کرتے ہیں</p>
--	--

رہر د جادہ حق کو نہیں پر دئے جہاں
اپنے دل ہی میں نہاں اپنے ہیں ہر وقت کو
بات جو ملی ہے وہ بخیر و خیر کرتے ہیں
ہم اگر دیدہ باطن سے نظر کرتے ہیں

نہیں
اسلئے اخیر کی صحبت سے حذر کرتے ہیں
ناطق باقی نہیں دنیا میں بے خلاص کی رو
۱۶

غشی میں ہیں مگر رہ سگے صرف کٹاہ کرتے ہیں
یہی ہو حال انکا ای پری نگہ جو مرنے ہیں
نتیجہ کیا نصیحت کا بتا دو ناصح مشفق
سمہ ایوت نا آشنا یہ حل نہیں ہوتا
تکون خود مزاج یار میں اس پر یہ طرہ ہے
وصال یار تہ آم جائے تا پاس ہمارے پر
خدا سب کو چاہے بکرا لنت کی توج سے
ہیں ڈر ہو چراغ قبر شاید گل نہو جائے
ہے خیم سرمہ ساقی قیامت کا کہ جس شمع
قیامت قیامت اُس کا تھا ہوا اب دیر طرہ
رقیب دن ہمت کب ہائے سامنے آتا
ہسینان جفا پیشہ نے مسکن خوب پایا ہے
مری دلجوئی کا ان کو خیال آتا پس مردن
بتان جو خاکو نام سے میرے مدد و دستہ
ذباشتہ پستی و پیری پیری ہیں ہمت نہ نہیں
نکھناز و مشورہ و شوق و بیباکی
جناب نطق کو سوار آئے آگیا ہے۔

مریض عشق فی الواقع نہ جیتے ہیں مرنے ہیں
بڑے کوئی رسکے ہیں کوئی سرد آہنگ ہیں
بیا بان محبت کے بھی آوارہ ہوتے ہیں
کہ ناوید سبھی تجھ بے وفا کیسے مڑے ہیں
عدو بیٹھے تلے و نرات انکے کان گھٹنے ہیں
مریض جھرم کی زندگی کو تیر کرنے ہیں
قیامت تک کہیں ڈوبے آگیا بھرتے ہیں
ہم انکی سرسہرلوں سے آہ سرد بھرتے ہیں
کتابہ ہستی انسان کے خبر انکے بھرتے ہیں
لو بے بارہ برس تک جو تھکے تھکے بھرتے ہیں
شغالی اس جا بھرتے ہیں سچ چاہتے ہیں
کبھی آنکھوں میں نہو ہیں کہیں لمبے کھرتے ہیں
نکس کیلئے سینے کے اوپر ہاتھ دھرتے ہیں
جو ذکر آیا کبھی کا توں کے اوپر ہاتھ دھرتے ہیں
تو وہ لڑتی ہوئی پتلیوں کی بال دھرتے ہیں
یہ جتنے تیر رہے ہیں یہ سید عورتوں ہیں
کہ چاہو جان جائے پھر بھی جو کہیں ہیں کتے ہیں

کیجے پر مے دیکھو تو کیا وہ منگ لے رہی ہیں
 تپتے تپتے ای جان بہاں دزات جلتے ہیں
 تمھاری نیرنگاں ہوئے عاشق جبکہ جلتے ہیں
 جوانی کی آسنگوں میں جو وہ اٹھلا کے چلتی ہیں
 کیجے سے لگاؤں کیوں نہ طفل عشق و الفت کو
 خدا لا جذب الفت تو ہی اب کر کچھ درد میری
 مری جان سے تحفہ بھیجتے ہیں راز لینے کو
 نہاں راز محبت چاروں بھی ہونہیں سکتا
 بتان ماہوش کی کوئی بیباکی ذرا دیکھے
 بہت اُسے ستایا ہو اسے اب ہم نہکھیں گے
 یہ چوری اور اُسپہ سینہ زوری اسے عاذا اللہ
 نہال آرزو ہی صرف میرا بے فکر نکلا
 سماں برسات کا دکھلا رہی ہو میری چھپنی
 سنا ہو جبکہ وہ خنجر کفقتل میں آئیں گے
 خدا جانے نگاہِ ناز میں انکی اثر کیا ہے
 نکال پٹ پٹ پاؤں جو دشمن نے تو کیا غم ہو
 لگا لگا آگ ایسی آتش عشق و محبت نے
 خدا جانے کہ کیسا نہ ہراس مار سکا ہے
 اسے گھوڑا سے تاکا اور دیکھا اُدھر بھانکا
 خدا یا جان کی ہو خیراب دشوار جینا ہو
 خبر لے جلد آکر اپنے دیوانہ کی اوطالم

دفات غیر بر بچھے کف افسوس ملتے ہیں
 مثال شمع مومی غلط غلط ہم پھلتے ہیں
 و نور جوش میں دل انکے دو دو گر پھلتی ہیں
 خرام ناز سے ہر ہر قدم پر دل مسلتے ہیں
 بچے خون دل خون جاگڑی پی کے پلتے ہیں
 قدم راہ محبت میں سر کیچے آپ بھلتے ہیں
 مری دشمن قیامت کی غضب کی جال چلتے ہیں
 اگر ہو ضبط گرے آہ کے شعلے نکلتے ہیں
 دل عشاق میں رہ کر کیجے کو مسلتے ہیں
 کوئی بدلے تو ہم فوراً خوشی ہو لیتے ہیں
 چرا یا آئینے دل آپ ہی آنکھیں بدلتے ہیں
 دگر سال میں اکثر شجر کیبار پھلتے ہیں
 کبھی آہوں کے جھونکے ہیں کبھی آنسو نکلتے ہیں
 کیجے عاشقوں کے آج دو دو گر پھلتے ہیں
 نکلتے ہیں جوان کی نرم سے بسن نکلتے ہیں
 پیامِ رگ ہو جب جو بیٹوں کے پر نکلتے ہیں
 مثال شمع مومی اتھوان کس سیر جلتے ہیں
 تمھارے عاشق کیسے پاپے خون اُگتے ہیں
 حسینو کی لگی میں تیر دیزہ خوب جلتے ہیں
 تپتے تپتے مبرے دل جگر و نون ہی جلتے ہیں
 تر سے خوشی گریباں پھاؤ کر گھر سے نکلتے ہیں

۱۹	<p>ہر نطق ہے وہی اک چال چلتے ہیں</p> <p>مرچے آپ کی محبت میں وصل و لب نہیں جو قیمت میں پسیر نور ہو حقیقت میں یہ تو ہوتا ہی ہے محبت میں لٹ گئے ہم تری محبت میں منہ دکھاؤ گے کیا قیامت میں جان کا خوف ہے محبت میں دیر کیا ہے سری شہادت میں ہم تو مارے گئے مُردت میں شک ہے کیا آپ کی کرامت میں ساتھ دیتا نہیں مصیبت میں دارغ لے جاؤں گا یہ تربت میں پیش کرتا ہوں تیری خدمت میں یہ تو کئے رکھا ہے نیت میں جاں ہے جسکے دست قدرت میں یہ بھی داخل ہے اب طبیعت میں پھوٹ کر رو دیا ہو غربت میں ہو کھلے ال بزم عشرت میں</p>
۱۸	<p>کہتے ہیں وہ کہ نطق دیوانہ بڑھ گیا قیاس سے بھی شہرت میں</p>
نہایت	

مرد وہ شخص ہے حقیقت میں
 فرق علت میں اور حست میں
 آپ بمثل ہیں نزاکت میں
 ہنس سکتے ہیں یہ دنیایت ہے
 دقت بڑ جانے پر کسی کو شریک
 جان کا خوف ابرو کا ڈر
 غن ناعی جو ہو گا دہنگیر
 ہائے افسوس وصل کی شب بھی
 تم اگر آپ آ نہیں سکتے
 سیکڑ دل کرتے ہو ستم ایجاد
 توڑ دیں لاکھ بار زنجیریں
 کیا مناسب ہو نامناسب کیا
 بیکھ لیگا بڑا یاں انسان
 اس ہری کا جواب کوئی نہیں
 تا دم مرگ جا نہیں سکتی
 کسی اہل وطن کا دل جانا
 اس پر پرو سے دوستی کر کے

جو ہوتا بت قدم مصیبت میں
 آدمی کیا کرے ضرورت میں
 ناز و انداز میں شرارت میں
 شکوہ کرنا کسی کی غیبت میں
 ہنسنے دیکھا نہیں مصیبت میں
 ہے دل بوقوت الفت میں
 کیا بتاؤ گے تم قیامت میں
 کٹ گئی جھٹ و حکایت میں
 کوئی پرزہ ہی کھد و فرست میں
 یار بے مثل ہو ذہانت میں
 جوش و خروش ہو یہ طبیعت میں
 کچھ نہیں سوچتا محبت میں
 جب رہیگا بروں کی محبت میں
 ناز میں شوخی و فخر و ست میں
 جو بڑائی ہے جسکی طبیعت میں
 اک غنیمت ہو دشت غربت میں
 پڑ گئی جان کیسی آمت میں

نمبر ۱۳۱

چھوٹی اسے نطق میری شوق سخن

۱۵

آگیا فرق جیب سے صفت میں

رہے درد دل کی دوا کچھ نہیں
 مجھے پاس عزت رہا کچھ نہیں

علاج دل مبتلا کچھ نہیں
 محبت میں شرم چاہ کچھ نہیں

دکھا دو ذرہ شکل وقت ہیں محبت کا بحرِ اگہے تو دل جواں ہوتے ہی حسن پر مر گئے لحاظ محبت نہ پاس زباں جوانی پر اتنا نہ مفرد ہو عدد و ختم انداز ہونے رہے ہے انسانیت کا تقاضا یہی عدد ہے مرے سامنے گفتگو یہ ہے جان بھی اور ایمان بھی یہ ہے تیسرے ہی حسن کا قصور تھیں جو تہوں پر ہے اتنا ضرور	بجز اس کے اور التجا کچھ نہیں جو دیکھو تو میری خطا کچھ نہیں مزا زندگی کا ملا کچھ نہیں وفا کچھ میں لے یوفا کچھ نہیں مری جان اسکو بقا کچھ نہیں دل مبتلا کا ہوا کچھ نہیں نوحس میں مر و وفا کچھ نہیں حبا کچھ میں اسے بیجا کچھ نہیں محبت سے بڑھ کر ملا کچھ نہیں محبت میں میری خطا کچھ نہیں جباہوں کو لے جاں بقا کچھ نہیں	
نمبر ۱۲۲	ہزاروں ہیں لے نطق شیدا کی یاد تھیں اس پری پر فدا کچھ نہیں	۷
لگا ہوں ہی میں راز دل کھولتے ہیں اشارہ کنایہ نہ کچھ بولتے ہیں مرے باجئے کوئی کیا بھیجے پروا چروہ اپنے رخ سے بھاتی ہیں برقع کیا عرض حال پریشاں تو بولے لب سکریں اور یہ تاخباتیں	نہ ہم بولتے ہیں نہ وہ بولتے ہیں نظر ہی میں اسکو ابھی تو لے ہیں وہ کچھ بولتے ہیں تو یہ بولتے ہیں فرشتوں کے ایمان تک دے لے ہیں سمجھتا نہیں آپ کیا بولتے ہیں دھمیری کر کوڑ میں تم گھونے ہیں	
نمبر ۱۲۳	خدا جانے کیا نطق کو ہو گیا جو کسی سے نہ سنتے نہ کچھ بولتے ہیں	۱۸

افسوس کیوں میں آیا اس دار پر جن میں
 پھولا نہیں سماتا میں اپنے پرہیز میں
 بخود ہے جو کوئی ہے ساتی کی انجن میں
 رکھا ہے اور کیا اسل فسانہ کہن میں
 مصری کھلی ہوئی ہے تیرے سخن سخن میں
 ہوئے نظیر بیشک تم دلبری کے فن میں
 جادو بھرا ہے گویا جہنماں سحر فن میں
 نارنگاہ ہے اک مردہ نہیں کفن میں
 اگتا نہیں کوئی گل جز خاراں میں
 گرہیں پڑی ہوئی ہیں گیسوے پر شکن میں
 کیا بات ہے خدایا اس معبد کہن میں
 کیا بھول بھل سکیگا انسان بس جن میں
 پہلو ہے کوئی مضمرا ظہار حسن ظن میں
 چاہے رہوں سفر میں جاؤں وہ وطن میں
 گرتے جو آکے یوسف تیرے سپہ ذفن میں
 اس واسطے ہے جھگڑا شیخ اور بہن میں
 اقرب ہیں میں عشق کی ادا لگے وطن میں

خالص خوشی نہ پائی دنیا کی انجن میں
 ہوتا گزر جو اپنا ساتی کی انجن میں
 اک سنسنی ہو پیدا شخص کے بدن میں
 مقصود ذکر ہمت ہے ذکر کو کہن میں
 کوڑہ نبات کا ہے گویا ترے دہن میں
 بیدل پڑے ہیں لاکھوں اور انجن میں
 جس جس طرف کو تاکا لوگوں کو مار ڈالا
 دیکھی جو نقش عاشق رو کر کہا یہ اس نے
 ویران حسرت آگیاں گزرا عاشقی ہو
 دل عاشقوں کے شاید باندھے ہیں ہمیں
 مشرک کا تھا جو کعبہ مومن کا ہو قبیلہ
 ہوئے وفا نہیں ہے دنیا کے بلغم میں کچھ
 کیوں ہو رہی ہے میری تعریف استغراق
 ہر حال ہر جگہ میں غربت ہو میری مونس
 ہوتے نہ اس سے باہر تدبیریں کھتو ہیں
 مطلوب ایک ہی ہو دونوں میں چر قابت
 جھگڑا فساد گھر میں غربت سفر میں حاصل

محرومت دہر دونوں اور لطف ہو رہی ہیں
 مشہور میں سخن میں وہ حور باکبین میں

نمبر ۱۲۴

تجھ میں نہایت اور شیریں ادا کچھ بھی نہیں
 زندگی کا لطف اور شیریں ادا کچھ بھی نہیں

باس الفت کچھ نہیں پاس وفا کچھ بھی نہیں
 چاہے خلوت ہو کہ جلوت ہو مگر تیرے بغیر

<p>تم اگر میری عیادت کو نہ آئے کیا ہوا بھول کر بھی نہ دے ان نازنینوں کو کوئی تذکرہ پر وصل کے پہلے تو شرمائے لگے کبر و نخوت مال و دولت پر نہیں نیا کبھی ارحم کہنے میں کسکتی نہیں میری زبان</p>	<p>مجھ کو لے جان جہاں اسکا گھر کچھ بھی نہیں ظلم کے پہلے ہیں پان میں فال کچھ بھی نہیں ہنسکے پھر کہنے لگے میں سنا کچھ بھی نہیں عالم فانی ہے یہ اسکو بچا کچھ بھی نہیں ہاں جی اں کچھ بھی نہیں تم میں فال کچھ بھی نہیں</p>
---	---

نمبر ۱۲۵

کیا مرض کا ہو جناب نطق کے کوئی علاج
 سچ ہو بیمار محبت کی دوا کچھ بھی نہیں

۲۰

<p>ترے تیر نظر سے اتنے روزان ہو گئے دل میں سلتا ہو کلیجہ کو کوئی ہر بار رہ رہ کر خدا سب کو بچائے ان پر زادوں کی الفت سے تمھاری واسطے آراستہ نہ دونوں ہی گھر ہیں کہے دیتا ہوں صاحب کائنات اکدن بلا لنگھا میریجاں بات کا دل میں نگار کھنا نہیں اچھا زبان سے مان لو کہ کوئی نہ تم کو کچھ کہے لیکن ہے خلق اللہ کیوں آب و دم شیر کی مایہی خاک کا رنگ اتنا شوق یہ ہو ہی نہیں سکتا بھجوا جائے عبت پر تو کچھ شامیل کو دیتے تھے چہرہ الفت میں ان زہر جینوں کے جو گر جائے فغان عاشق دل گیر اگر لے لے ہر باں سن نو میریجاں لب تک تے آئے منہ میں گہلیں باتیں خیال یا فرقت میں تو ہی اگر رفاقت کر</p>	<p>کسی کو ہوش تک باقی نہیں سار محفل میں میں ہو کون ای خالق ہمارے خانہ دل میں محبت کی ذرا تو تک صبر نہ کہے نہیں دل میں مری نہ کہو نہیں بیٹھو یار ہو اگر مکر دل میں تمھارا بے تکلف بیٹھنا غیر ذکی محفل میں ابھی کہہ ڈالے صاحب جو کچھ ہو چکے ہیں سمجھنا چاہیے آخر کے گا کوئی کیا دل میں بھرا ہو آب کوثر کیا لب شیر قاتل میں کسی کے خون کی رنگت جو دست پا تو قاتل میں ہر کنکول اب غصیل کا سہ سوت سا مل میں تو شک اسکو رہ گیا کچھ نہ سحر جاہل میں نہ لطف آئی بگیا کچھ نہ کو کبھی شور غدا مل میں کہو کیا آرزو میں کیا ہیں حسرت بھر دل میں اسی کو دست کتر ہیں جو کام آجائے شکل میں</p>
---	--

دہ ملتے بھی نہیں اور جان بھی پہنچے نہیں تھے
 نہ سینے میں جو درد انکے نہ کچھ نہم خلافت ہو
 زیارت کر کے جسکی خلق مجنوں ہوئی جاتی ہو
 سمجھ کر بوجھ کر اسے یار شانہ زلف میں کرنا
 ہمارا نصیق میں ہم ہر پڑی ہو جان شکل میں
 خدا کا خوف تک باتی حسینوں کے نہیں ملیں
 یہ تیری آنکھ میں تلی نہیں ملی ہو محل میں
 بہت سے دل مفید ہیں تمہاری انی ملاسل میں

نمبر ۱۲
 جو بوسہ زلف کایوں بے اجازت نطق لیتے ہو
 نہ بال آئے کہیں اس حور کے آئینہ دل میں

مبتلائے درد و لہفت ہوں انکار و نہیں ہوں
 لے خبر جلدی خدا را درد دل کا علاج
 میری روانی کا کرنا لے پری پیچھے خیال
 خواہنگار اپنا ہی مجھ کو جانتا ہو جسوں
 عذر تقصیر اور بھی بدتر ہے خود تقصیر سے
 میں ترا ہی بندہ درگاہ ہوں لے مہ لقا
 یہ کون کیونکر کہ تیرے ناز بردار و نہیں ہوں
 لے میجا رحم کر میں تیرے بیمار و نہیں ہوں
 سوچ لے پہلے کہ میں کس کے خریدار و نہیں ہوں
 خود نہیں معلوم میں کسکے طلبگار و نہیں ہوں
 بخشش و یا بے نرا تیرے گنگار و نہیں ہوں
 چاہی نیکو کار و نہیں چاہی بکار و نہیں ہوں

نمبر ۱۳
 عاشق رہے طبع یا ہوں یا نطق میں
 سن کی مر کا کے میں بھی نمک خوار و نہیں ہوں

پھولوں کا لطف خاک سے سیراغ میں
 جیسی شگفتگی ہے مرے دسکے داغ میں
 اکبر میں جستجو کی کلیسا کی راہ لی
 دیکھوں فلک کو کیوں تعجب کی آنکھ سے
 گل کھائے ہیں کسی گل خوبی کے عشق میں
 تشبیہ تمکو حور سے جو کوئی دے تو پھر
 بے مثل بے نظیر ہر عالم میں فرد ہیں
 بوئے تباہے یار بھری ہے دماغ میں
 ایسے ملیں گے پھول کہاں تکو داغ میں
 پہونچے کہاں کہاں نہ تمہاری سراغ میں
 گردش ہو صبح و شام اس الٹے ایلان میں
 بوئے گلاب سے لے جو دل کے داغ میں
 ہم تو کیسے ہو خل اُسکے دماغ میں
 یہ بات ہے گھسی ہوئی انکے دماغ میں

جو نور انکے سینے کے دونوں کنول میں ہے | یہ روشنی نہیں گہر شب چراغ میں
اس کا ہے نور مظہر انوار کبریا | اکب آئی تھی یہ بات کسی کے دماغ میں

منہجہ ۱۲۸

ای نطق گردش فلک کج مدار سے
ہے خون دل شراب کے بدلے ایلغ میں

۱۷

ساقیا کیونکر اٹھیں اب سیکہ کے دریاؤں
شیخ نے دھوئے وضو میں بادہ حمری پاؤں
چاہے انسان کو باہر نہوں چاہے پاؤں
کم نہیں کچھ آپ کے بھی فتنہ محشر سے پاؤں
کھول کر دل خوب موڑ بادہ حمری پاؤں
جھوٹا دشوار ہو شکل ہر اس اثر دے پاؤں
کا پتے ہیں بید کے مانہ سیر سے پاؤں
جوش فحش فر نکالے پھر ہمارے پاؤں
بڑھ گئے تیزی میں میرے طائر کے پاؤں
اک قدم جلنے کو صاف فوس نیر تر سے پاؤں
ہو کے سنگ شاں گرو گڑ گئے چھری پاؤں
دھوئیں فاسکدہ کیوں ہم آج آئیے پاؤں

شوق میں دس کے نکال میں اپنے گھر سے پاؤں
دیکھ کر ساقی کی آنکھیں مست ایسے ہو گئے
ہاں الو الفرمی بقدر استطاعت خوب ہے
ہو گئی برپا قیامت آپ کی رفتار سے
فیض ساقی سے بن آئی رند بدستون کی آج
ہوں میں پابند سلاسل کا کل دلدار کا
سائے انکے گھر کا سطح ہو نکاحا حشر میں
دیکھئے کن دشت صحراؤں کی اب ہوتی جویر
سیر کر آتا ہوں اک لحظہ میں دشت نجد کی
قیس تو دشت و بیاباں کی کر دین رات سیر
تیسے دربر کے ایسے جم گئے اٹھتے نہیں
یار کا خط لیکے آیا ہے یہ اک مدت کے بعد

منہجہ ۱۲۹

انطق گو جھالوں زخمی میر لموس ہو گئے
باز اس پر بھی نہیں آتے کبھی جاکے پاؤں

۱۸

مگر ہم لے پرورد نہ ہر کا پیمانہ کہتے ہیں
ہم اپنے ہی جیلے دل کا یہ اک افسانہ کہتے ہیں
کہ آئینہ ہو کیا شے اور کس کوشا نہ کہتے ہیں

تھاری مست آنکھوں کو بھی بخانا کہتے ہیں
نہ بلیں کا نہ کچھ ہم قصہ پردانہ کہتے ہیں
نہ آرائش سے واقف ہیں ابتکات تو ہیں وہ

بتاؤں کیا تھیں میں نام اپنا ہی پری سیکر
 برا سمجھے تمھارے طیش کو کوئی اگر سمجھے
 جو عاشق ہیں تری دلفن میں ہوں کھینچے
 نہیں میں خال یہ اس گلبدرنگ گوری گالوں پر
 نہ تم محمول کر لینا اسے اپنی ہی آنکھوں پر
 یہاں تک شوخ تینے کر دیا غور کو اور صاحب
 خبر اسکی بھی تھو جو ذرا اس سے بھی دلفن ہو
 مصیبت میں کسی کی کام آنا جاں یدرینا
 میں مست جام الفت ہوں جانا آج تک میں نے
 تو جل کر خاک ہو جاؤ دل داداں محبت میں
 برآمد کئے کشیشے سے بری قصاں جو ساغوریں
 کلیجہ دونوں ہاتھوں سے تم اپنا تھام لو پیلے
 لگا چرکا کوئی ایسا کر دل ڈوکرٹے ہو جائے

تمھاری ہمت آنکھوں کا مجھے دیوانہ کہتے ہیں
 اہم اسکو میری جاں انداز مشوقانہ کہتے ہیں
 کسے کہتے ہیں کعبہ اور کسے تنجا نہ کہتے ہیں
 مبصر حُسن کے خرمن کا ان کو دانہ کہتے ہیں
 سنو ہم داستان زرگس مستانہ کہتے ہیں
 کہ جو آتا ہے جی میں تھو مینا کا نہ کہتے ہیں
 مرجاں تھو کیا کچھ خویش اور گپا نہ کہتے ہیں
 اسی کو ہوش والے ہمت مردانہ کہتے ہیں
 کہ پیر میکہ کیا ہے کسے میخانہ کہتے ہیں
 کیسے آتش رخ کا تھو پروانہ کہتے ہیں
 اسی کو سب طلسم تازہ ہنجانہ کہتے ہیں
 کہ اک ناقابل برداشت ہم فہانہ کہتے ہیں
 تجھی کو دیکھ ہم اسے ابرو جانانہ کہتے ہیں

منبر ۱۳

جو پہونچا نطق انکی زم میں فرادہ بول اٹھے
 یہی دانا دہ ہے جسکو کہ سب دیوانہ کہتے ہیں

۱۹

یہ اثر ہے میرے تیر نالہ تنگسیر میں
 سیکڑوں ہی خوبیاں میں سبت بے پر ہیں
 لاکھ کوشش کھینچے ہوتا ہوا کچھ نہیں
 ہر کوئی ہے آستانے پر ایسے جہہ سا
 ہے کجی خلقت میں اسکی رہت سگنا نہیں
 دصل ہاتھ ڈینگا اسکا یا مرا ہو گا وصال

سیکڑوں رخنے میں دلوں آسمان پر ہیں
 پھول چھڑنے ہیں بوقت گفتگو تقریر میں
 پیش آتا ہے وہی جو کچھ کہہ ہر تقدیر میں
 کون سی ایسی صفت ہے اس سبت بے پر ہیں
 سیدھے پن کی خوب ہو کر آسمان پر ہیں
 کس پڑھواؤں لکھا ہے کیا خط تقدیر میں

فرق یہ ہے کاکل پر خم میں در زنجیر میں
 رنگ تو آہی چکا ہے حلقہ زنجیر میں
 حل عقد ہے تمھارے ناخن تدبیر میں
 کر نہیں سکتے ہیں پیدا آپ کی تصویر میں
 خون جم سکتا نہیں جو آپ کی خمیر میں
 موت کا ہر خوف دہ اویزی ناخیر میں
 غیر کی قیمت میں دوسرے خط تقدیر میں
 در بائی اسی جیسے آپ کی تصویر میں
 استخوان پوست ہو کچھ بھی نہیں زنجیر میں
 خشت بکر لگ گئی مینا نے کی تمیر میں
 ہیں اگرچہ ایک دو پر بھی نہیں اس تیر میں
 چوکن کوئی نہیں جو کوشش تدبیر میں

چھوٹے ہیں اسکے قیدی مخملی اسے نہیں
 جوش حشمت قیدی ناچار کا بڑھنے تو دو
 سخت مشکل میں بڑی ہو جان نا عاشق
 جواد اے دلر با ہے مانی و بہزاد بھی
 آب اسکی ایسی ہی دھویتی جو نور کے
 جلد آ جاؤ تو شاید جان عاشق کی بچے
 وصل حاصل اسکو میں محروم ہوں یہ فرق ہو
 حق تو یہ ہو آپ کی صورت کا بھر کیا بچنا
 سوچ لو خود کیا ہے اس صیقلی کا فائدہ
 میں ہونے بخوار مرنے پر بھی میری شست خاک
 سیدھی جاتی ہو ہماری آہ سوہی آسمان
 جو مقدر میں نہیں ہوتا نہیں ہوا بھی

۱۲

ایک ہی شے میں دیکھو راہ پر وہ آگیا
 واقعی جادو بھرا ہو نطق کی تقریر میں

منہ اس

کر غور و خوض شیخ ذرا خوب ترست میں
 دنیا کا لطف جب نہ لے گا بہشت میں
 کعبہ میں جو ہے جلوہ فلک ہو کشت فلک
 شاید یہی لکھا ہو مری سرنوشت میں
 ممکن نہیں بہار ہو ایسی بہشت میں
 ہیں یو فائیاں تو بنو کی شربت میں
 کیا کہے میں ہے رکھا ہوا کشت میں

دنیا کو ترک کر نہ امید بہشت میں
 کھلجا ٹیگیا ہو فرق جو کچھ خوب شت میں
 دونوں ہیں ایک ضرورت سمجھ کا ہو سیر بھی
 ناوک کسی کے تیز نگہ کا بنوں گائیں
 وہ بات تیری بزم میں ہو محبت خ
 کیونکر کسی کے ساتھ یہ عہد و فاکر میں
 دیر و حرم کو چھوڑ کے لے راہ میسکہ

<p>خون جگر سے سینچے اسکو رہے مدام بزمِ تباہ میں آ کے قیل ادا ہوا زامہ تو لطفِ صحبت یا راں ہیاں اٹھا جلوہ کنان تھا میرے دل میں وہ مدفا</p>	<p>اسید کا ثمرہ لگا میری کشت میں قسمت میں تھا یہی کہ مر میں کشت میں رکھا ہوا ہی کیا تری باغِ بہشت میں کہے میں اسکو پایا نہ میں نے بہشت میں</p>
--	---

نمبر ۱۳۲	ان بیوفاتوں کا ہی عاشق ازل و بقی	۱۷
کنندہ ہے اکانام کلیسا کی کشت میں		

<p>رہ گور عالم کو دکھلا رہے ہیں عدو کو نفل میں دیکھلا رہے ہیں اشارے سے ابرو کے ترا پار رہے ہیں جوانی کے نشہ میں ہیں جو اتنا ذرا دیکھئے تو بھجھو کا سا چہرہ ملا لیجئے مجھ کو مٹی میں پہلے ہوا گرم ہے آہ عاشق سے شاید وہ رستے میں بیٹھے ہوئے راہ رو کو ذرا اسی جھپٹا اپنی دکھلا کر سکو نہ آنے کے شکوہ پر اس طرح بولے قصور آپ کا کچھ نہیں ہم ہیں مجرم ذرا دیکھئے تو وہ اس دہر میں یہ شہر سچا آنکلی کہ اب ہر جگہ سے نہ آئے فلک دیکھ کو بھی غصہ چلے جاتے ہیں انکے کوچ میں لیکن</p>	<p>یہ ابرو دکھلائے غصہ پہلے نہیں ستم کر رہے ہیں غصہ دکھلا رہے ہیں نیا سنجہ آج دکھلا رہے ہیں کہ ہر ہر قدم پر وہ بل کھا رہے ہیں وہ برق تجلی کو شرم رہے ہیں مجھے قتل کر کے کہاں جا رہے ہیں گلِ غرض لے جان مچھا رہے ہیں رہ منزل گور دکھلا رہے ہیں وہ بسمل کے مانند ترہا رہے ہیں کہیں آ رہے ہیں کہیں جا رہے ہیں بجا ہے جو کچھ آپ فرما رہے ہیں کہ ہر آ رہے ہیں کہاں جا رہے ہیں سلام آ رہا ہے پیام آ رہے ہیں ہیں خاموش غم بہت کھا رہے ہیں فور نقاہت سے تورا رہے ہیں</p>
---	--

وہ اس ڈر سے محشر میں گھبرا رہی ہیں	نہ نام اٹھا آئے کہیں قاتلوں میں
۱۲	<p>نمبند ۱۳</p> <p>دیا نطق لے مفت دل ان جنوں کو مگر آخرا ب بیٹھے بچھتا رہے ہیں</p>
<p>وہ آن بان پر ہیں آج امتحان بد پر ہیں احسان وفضل اسکے ساری جہان پر ہیں میں تو زمین پر ہوں وہ آسمان پر ہیں ہر وقت گالیاں ہی اسکی زبان پر ہیں سو سو طرح کے مددے اک میری جان پر ہیں بندہ زمین پر ہے وہ آسمان پر ہیں یوں بخبر وہ بیٹھے کیوں آسمان پر ہیں روشن صفات تیری ساری جہان پر ہیں گنتی کے چند ہی ہیں میری زبان پر ہیں آہوں کے یہ شرارے سب آسمان پر ہیں یہ مازلف دونوں تیرے جو کان پر ہیں کوئی پارتا ہے مالک مکان پر ہیں ہے یہ کیا جنائیں اس نوجوان پر ہیں</p>	<p>ناز واداسے دلبر ہر وقت تان پر ہیں چرچے ہی زمین پر اور آسمان پر ہیں جیسے سے ہر سکیگا میرا علاج کیونکر کوئی شریف کیونکر اس بدباں سے بولے ریح و مال فرقت میں برعدے کے طلعے میں خاکسار فطرت اعلیٰ سرشت اذکی جیسے سے کوئی کہدے ہمت کا ظلم کھیں کیا فائدہ کہ تیری تعریف کچھ کر دیں لاکھوں ہیں اسکے عاشق حوروں کے صرف نام شعلے جو دل سے نکلے وہ بجائے ہیں تالمے تجھ سے کسی کی چغلی شاید یہ نکھار ہے ہیں ہر دم ہی تماشا ہی اس ری کے در پر ہوئے لگے مظالم مجھ پر تو لوگ بولے</p>
۱۸	<p>نمبند ۱۴</p> <p>ہوں باریاب کیونکر ای نطق ہر مشکل جب بیٹھے تو دشمن انکے مکان پر ہیں</p>
<p>کہ خون دل ہے انکو حال دل ارقام کرتے ہیں عطا دشمن کو دکھلا کر چھلکتا جام کرتے ہیں تو بسبل ایک عالم کو وہ ہے صمصام کرتے ہیں</p>	<p>سکون دل کے خاطر کج ہم انکم کرتے ہیں نہام اک عاشق صادق کا وہ یوں کام کرتے ہیں کھڑے ہو کر نظر حیدم وہ زیرام کرتے ہیں</p>

جواب اس کا ذرا کیوں تو کیا اتنا نام کرتے ہیں
 ترے ہی ایسے عاشق عشق کو بدنام کرتے ہیں
 مری شکر نالے بھی بلا کا کام کرتے ہیں
 بھی بیٹھے بنے فرقت میں ہم اک کلام کرتے ہیں
 محبت کے جو بند ہیں دیوں ہی کلام کرتے ہیں
 جو اپنے دست انگلیں سے عطا و جام کرتے ہیں
 پر دیوں کو ناحق لوگ کیوں بدنام کرتے ہیں
 مے احمد کا دشمن کو عطا جب جام کرتے ہیں
 اُنھیں دھتوروس سحر کا وہ کام کرتے ہیں
 بتان ماہوش کیا جانے کیا کام کرتے ہیں
 نقان و آہ نالہ صبح سے تا شام کرتے ہیں
 گلی کا انکی پھیرا صبح سے تا شام کرتے ہیں
 خدا مانے بتوں کو لوگ کیوں مکرہم کرتے ہیں
 قیامت سی قیامت بیت گلہ نام کرتے ہیں

لکھا ہی خط میں اُنکو کج ارادہ اور جو فانی نے
 شکایت برحق اور جو رکھی مجھے وہ کہتے ہیں
 بھگائے رکھتے ہیں اس قدر بیدار کو شب بھر
 تھا را نام لکھ لکھ کر کچھ سے لگاتے ہیں
 جو عاشق ہو خدا پر سے کہ جان مال اپنا
 مسرت کا خوشی کا اپنے دے کیا کہیں عالم
 محبت میں نور و انصاف خود جان دیتی ہیں
 و فوری سے آنکھیں لہو و دہتی ہیں میری
 مسخر ایک عالم کو وہ کر لیتے ہر آنکھوں سے
 یہ دیتے ہیں دل چکی بجا کر باتوں باتوں میں
 بتائیں کیا کہ کیوں کر لگاتے ہیں و فرقت ہم
 نظر آتی نہیں وہ صورت نہ با کبھی ہم کو
 نہ یا راہ پر وہ لاکھوں ہی تدبیریں ہیں
 چر لیتے ہیں دل لکھیں ملا کر لاکھ آنکھوں میں

۲۱	جناب نطق کو سمجھائے تو جا کر کوئی اتنا بتوں کو دل جو وہ دیتے ہیں یہ کیا کام کرتے ہیں	منبر ۱۳
<p>گھونٹے پر گھونٹے لگائیں سے دل بھر چھپاتیاں اُبھری اُبھری گوری گوری اور تھر تھر چھپاتیاں دونوں ہاتھوں سے نہ کوئیں لوگ کیوں نہ چھپاتیاں قبہ پر نور سے بھی ہیں منور چھپاتیاں باز مٹے ہیں بند محرم سے جو کسر چھپاتیاں</p>		<p>اُبھری اُبھری اپنی دکھلائی جو دل بھر چھپاتیاں تو نے ایسی پاؤں میں شبنم تھر تھر چھپاتیاں دیکھ کر اُبھری ہوئی دہشت تھر تھر چھپاتیاں سخن میں ہیں بد کمال سے زول تھر تھر چھپاتیاں دود و قفس اٹھ کھڑے ہوتی ہیں بارش دہریں</p>

جوش مستی دب نہیں سکتا دبانے سے کبھی،
 قرباں بیٹھی ہوئی ہیں یہ نہال سرو پر
 چھوٹے رہتے ہیں ترے گیسو حسین پر ترے
 سرو قد میں اُنکے چھل اور وہ بھی ایسے خوشنما
 واہے بڑا سا قد اس نو نہال حسن کا
 ہر سو دو دو لگائیں ہیں حُسن میں مستند
 آنکھ دکھلا کر نہ جادو سے ہماری جان کی
 یہ وہ فتنے ہیں دبانے سے بھی دب سکتی نہیں
 سرنگوں ہوتے ہیں یوں ہی ایک دن بس فرزان
 سونکی چڑیاں کھنسی ہیں دام میں یا د پری
 میں یہ کہتا ہوں کہ جو وہ ملقا دباؤ حُسن
 سرنگالے چھانکتی ہیں باہر آنے کے لئے
 دب نہیں سکتیں کسی صورت کسی عنوان سے
 کوئی مصری کے بنے حق میں مرے کھٹے ازار
 بد نظر سے میری جان ان کو بچانا چاہیے

یہ کبھی انگلیا مس کر آئیں باہر چھپاتیاں
 یا حقیقت میں ہیں تیری اوکل ترچھپاتیاں
 نیکی ہیں نہ ہائے مشک از فر چھپاتیاں
 میں انا و سب جست بھی بڑھ کر چھپاتیاں
 اور طرہ اس پر انکی یہ گل ترچھپاتیاں
 کہہ ہی ہیں صاف سینے سے ابھر کر چھپاتیاں
 مارے پیچر کلیجے پر دکھا کر چھپاتیاں
 دیکھ کی کوئی دبا کر ان کی پیچر چھپاتیاں
 کہہ رہی ہیں خلق سے یہ انکی گر کر چھپاتیاں
 باز می ہیں زنا محرم میں یہ کس کر چھپاتیاں
 ہیں مباح بحر حسن و درج گوہر چھپاتیاں
 محرم زنا کے جالوں میں کھنس کر چھپاتیاں
 جوش پر آئی ہوئی او بندہ پرور چھپاتیاں
 کیا کروں آتی نہیں جھکو میسر چھپاتیاں
 دشمنوں کو تم نہ دکھلاؤ اگر دکر چھپاتیاں

۱۸	لے ہاتھوں سے نہ چھوڑوں لاکھ ناخوش ہو کوئی نطق آجائیں اگر جھکو میسر چھپاتیاں	منبر ۱۲۶
ہاں گز مجھ کو کبھی عادت فریاد نہیں عاشق زار کو فریاد و فغاں یاد نہیں راہ کعبہ کی مجھے شیخ ذرا یاد نہیں تجسسا عالم میں کہیں ایک سبھی غائب نہیں		ظلم مجھ پر نہیں یا جور و جفا یا د نہیں جور سے ہیں مگر مائل مسر یا د نہیں بیر میخانہ کے حلقے میں ہوا ہوں داخل اک نظر دیکھ لیا پھانس لیا طائر دل

یہ خزاں ہے نہیں کہنے کا کوئی اکو بہار
 ناز و انداز ادا لئے خوش و غم وہ بیکھ
 کیا حقیقت؟ حسیں کو کی تھار کر آگے
 دین و دنیا کو ترے شوق میں میں بھول گیا
 کارِ شکر ترے فرگاں کی انی کرتی ہے
 سیکھ لیتے ہیں حسیں ناز و کرشمہ کیوں کر
 کوئی بھی مونس و غمخوار نہیں جگر کی شب
 گئے بچوں کے بنے بار کی کوٹھی کیلئے
 سخت باتوں سے تری چورہ ہوئی نہ دل
 کاٹ آفت ہی قیامت ہی غضب ہو سکا
 کشتہ تیر نظر ہے کہ قتل ابرو
 منتقم ظالموں سے لے ہی گلاب لاکدن
 نطق کیا کہتے ہو حالِ دل بیمار اسے

مگر تو گھر خانہ از بخیر بھی آباد نہیں
 بادِ تمکو ہیں مگر طر زو فایاد نہیں
 خاک کے پتلے ہیں سب ایک پرزاد نہیں
 کون ہوں کیا ہوں میں اتنا بھی مجھ یاد نہیں
 تیسے بیمار کو کچھ حاجت فضا د نہیں
 درسِ تدریس نہیں کوئی بھی اُستاد نہیں
 میرے ہلو میں غضب ہو دلِ ناشاد نہیں
 شکر مد شکر کہ مٹی مری براہ نہیں
 کوئی تیر نہیں یا تختہ فولاد نہیں
 تیغ ابرو ہے یہ کچھ خنجر فولاد نہیں
 دلی دار قہ و زخمی کو ذرا یاد نہیں
 اسکی درگاہ میں کچھ حاجت فریاد نہیں
 جانتا انسان ہے کیا وہ ستم اچا نہیں

نمبہ ۱۲۰	پھر چلے کو چہ خوبان جہا جو کی طرف نطق کیا بھول گئے جو رتیاں یاد نہیں	۲۵
<p>مریضِ محبت یہاں مر رہے ہیں کسی سے محبت نہ ہم مر رہے ہیں سیرِ نہ میں ہیں آج مہر و کیم وہ وہ کہہ گئے ہم کے تیر نظر سے مرجان اگر خبر جلد لینا کہوں کیا یہ تقدیر کا ہے نوشتہ</p>	<p>میں جاواں بیٹھے کیا کر رہے ہیں ہمیں پھر وہ بدنام کیوں کر رہے ہیں تہیتہ مرے قل کا کر رہے ہیں مرے دکو غزال کیوں کر رہے ہیں مریضِ تب ہجر اب مر رہے ہیں ہمیشہ ہی انکے تیور رہے ہیں</p>	

<p>مرے خون سے ہاتھ کیوں بھر رہی ہیں وہ کہتے ہیں کچھ اور کچھ کہہ رہے ہیں مری جان یہ آپ کیا کر رہے ہیں غلط آپ الزام کیوں بھر رہی ہیں ترے بتلا جو ہیں خود مرد رہی ہیں غضب ڈھا رہی ہیں ستم کر رہی ہیں عدو درو سیہ کان کیا بھر رہی ہیں جو وہ کہہ رہے ہیں وہ ہم کر رہی ہیں مجھے پھر وہ بدنام کیوں کر رہی ہیں ہوا میں جو فراتے یہ بھر رہی ہیں ترے ہم بھی عاشق تگر رہی ہیں خلائق کو مدت تک زبر رہی ہیں جدائی میں ہم تیری کیڑ کر رہی ہیں اُنھیں درد دل کی خبر کر رہی ہیں بہت متلاشی دلبر رہتے ہیں ہم اپنی ہی عزت کا ڈر رہی ہیں بہت اس سے عاجز سفود رہی ہیں</p>	<p>تغافل سے اپنے مجھے قتل کر کے اتفاق نہیں قول اور فعل میں کچھ کسی کی جوانی کو برباد کرنا مردوں غیر پر اور میں توبہ توبہ تضاکے بھی احسان ہیں بیک سر جہاں میں حیس اپنے ناز و ادا سے نہ کچھ ہو گا جب تک کہ وہ ہر اس رضاجو ہیں اونکے ہم انکار کیا زمانہ ہوا میں نے چھوڑی محبت خوشی کی خبر لا رہے ہیں کبوتر دفا کا تری تجر بہ ہکوب ہے ہماری محبت کے نقشے رُسانے مری جان اظہار اس کا ہو مشکل نہیں بے سبب ہیں مری آہ و نالہ جنم بھر بھی بایا پتہ کچھ نہ اس کا لگا کر دل اک جو پیشہ سے اتو ہوا حل نہ تیرے دہن کا موم</p>
<p>۱۶</p>	<p>زمانے تک اک گل کے اوٹلتی ہم بھی شناگوئے سٹے منور رہے ہیں</p>
<p>کہ جا کر مرد ہیں اُن کی گلی میں قیامت ہو غضب ہو دلبری میں</p>	<p>یہی رہ رہ کے اب تاجی میں نہیں انداز یہ حورو پری میں</p>

<p>خفا کیوں ہو گئے تم دل لگی میں کہ کام آئیگا کوئی بیکسی میں نہیں ہونا کسی کا بیکسی میں تجکم کا مزا اس خامشی میں بڑے مشتاق ہیں وہ دلبری میں نہ دیکھی آج تک میں نے کسی میں یہ باتیں آج تک بائیں کسی میں قیامت آج ہے انکی لگی میں اگر اک جام ہو دوست تھی میں قیامت جبکہ ہو تم سادگی میں منہ اپنا دیکھ کر وہ آرسی میں مزا ہو آپ کی کینہ کشی میں رہا ارمان سے جی کا جی میں</p>	<p>تھیں چھیل کر میں نے ہنسی میں خیال اس کا نہ لانا اپنے جی میں کوئی پرسان حال زار ہر گز دکھائی ہے ہمیں چشم سخن گو محض ادا لیتے ہیں دل کو یہ انداز دادا یہ دلربائی، وذا انضات سے فرمایے گا کوئی بسمل ہو کوئی مر رہا ہے۔ پھیلو دیکھ پھر میں خوب پھوڑوں سنو کر اور کیا فتنہ اٹھاتے بت ہی ناز سے اتر رہے ہیں مجھے ملتی ہے کیا لذت جفا کی، نہ پہلو میں کبھی وہ آ کے بیٹھے</p>
<p>۸</p>	<p>نسبہ ۱۳۹ سمجھ کر نطق اس گلر سے ملنا نہ یہناں دشمنی ہو دوستی میں</p>
<p>اپنے قابو میں نہیں ہیں ہمارے ہاتھ پاؤں تھکے آخر رہ گئے انوس سارے ہاتھ پاؤں ہیں عجب خوش قطیر پیاری پیاری ہاتھ پاؤں دھونے بیٹھے جبہ دیک کے کنارے ہاتھ پاؤں محویت ہو گئے پھول ہمارے ہاتھ پاؤں ہیں چمک میں عرش عالی کے ستارے ہاتھ پاؤں</p>	<p>دیکھ کر دل ای گلر و تھارے ہاتھ پاؤں جلد بے سبیلے کیا کیا نہ مارے ہاتھ پاؤں جوئے کو انکے دل چاہی نہ کیونکر اسے پری موج دیرا چنتی تھی باری باری سڑا نہیں غیر کے گھرانے جانے کی خبر حیدم لگی، آفتاب من چہرہ ہے اگر اس ماہ کا۔</p>

<p>کرتے دھرتے بن نہیں آتی کروں تو کیا کروں</p>	<p>صل کی بدیر میں اس کے لیے ہاتھ پاؤں</p>
<p>۲۱</p>	<p>نمنہ نما کے بیٹھے نطقِ آخر کو شش بے سود سے اب ہلاتے ہی نہیں ہیں نہ چاہے ہاتھ پاؤں</p>
<p>مرے قل پر وہ کمر باندھتے ہیں کہاں زخم ہو اور کدھر باندھتے ہیں وہ کیوں آج کس کمر باندھتے ہیں کہ تارِ نظر سے نظر باندھتے ہیں تو بیک بکوتر کے پر باندھتے ہیں عجبت آپ اک شخص پر باندھتے ہیں اسی سے وہ اپنی کمر باندھتے ہیں کمر کس رہے ہیں کمر باندھتے ہیں کہ پس کی بھی وہ کمر باندھتے ہیں ادھر باندھتے ہیں ادھر باندھتے ہیں وہ چوٹی کو کیا کھینچ کر باندھتے ہیں ہم اپنی دعائیں اتر باندھتے ہیں نہ لیتے نہ رخت سفر باندھتے ہیں ابھی سے کمر مرے پر باندھتے ہیں وہ ناگن سی چوٹی اگر باندھتے ہیں مرے پر بھی وہ میری کمر باندھتے ہیں وہ بی مری آنکھ پر باندھتے ہیں وہ تیر نظر کے بھی پر باندھتے ہیں</p>	<p>نہ بیوجہ تیغ و تبر باندھتے ہیں، ہو زخمی مرادل جگر باندھتے ہیں تبر باندھتے ہیں سپر باندھتے ہیں وہ عشاق پر کر رہے ہیں یہ جادو خط شوق لیکر اگر اسکو بھیجوں یہ الزام ایجان یہ جھوٹ تمت رگ جان عاشق کمر بندان کا کہاں ہو وجود اسکا بھی تو کم دیں ستم عاشقوں پر یہاں تک ہو ان کا دل عاشقان کا کل مشک بویں مٹے گا نہ سب نہ ختم گیسوؤں کا یہ عقدِ نامل نہیں ہیں یہ گر ہیں عدم کے جو ہیں جانیوالے مسافر، وہ کسں ابھی ہیں مگر مرنے والے بلا تیجھے پڑ جاتی ہو عاشقوں کے جو مڑا ہوں تو بوجہ فانی کا سہرا نہ میں کہ خوں اپنی حسرت کا دیکھوں نہ پرواز کر جائے سینے سے آگے</p>

<p>دوپٹے سے زخم جگر باندھتے ہیں وہ بل بھر ذخار پر باندھتے ہیں</p>	<p>ہنسے کیوں یہ آج مارے خوشی کے مری چشم تر پر جو رکھتے ہیں دامن</p>
<p>۱۸</p>	<p>منبر ۱۲۱ کریں ترک الفت خوشی سے کریں وہ یہ بہتان کہیں نطق پر باندھتے ہیں</p>
<p>نہ مرتے ہیں جیتے ہیں جیتے ہیں نہ مرتے ہیں دھنی ہیں بانگے اپنے جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں خدائی مرنی ہو جیسر اسی پر ہم بھی مرتے ہیں تھکے خنجر ناز واد کیا گل کرتے ہیں خدائی جان کیوں دیتی ہی بھر کیوں لگتے ہیں کیوں بھی کو چہ گیسو کے آوارہ سدھرتے ہیں وہ اپنا کام کرتے ہیں ہم اپنا کام کرتے ہیں دفا میں انے کرنا ہوں جفا بھرتے کرتے ہیں ہمالے سامنے سے جب کسی نہ گزرتے ہیں کیوں دو چار کلتے ہیں کیوں دو چار مٹتے ہیں وہاں دو چار سر ہر روز صد تیر میں اترتے ہیں دبے تھے دل سے جو مدنوں سے وہ ابھرتے ہیں حسین عاتقوں کے خونیں کیوں ہاتھ بھرتے ہیں جو دلیں آکے بٹھے ہیں تو کیا کیا کرتے ہیں غضب آج دھتتری چھر سیسے بچ کرتے ہیں جو آنکھوں سے نکلتے ہیں تو دل ہی ملے تے ہیں تھارے عاتق نا کام آہ سرد بھرتے ہیں</p>	<p>ترپتے ہیں پر سے عشاق آہ سرد بھرتے ہیں کہا تھا کل جو ہنسے آج دیکھو گزرتے ہیں تعب ہے ہیں کو لوگ کیوں بدنام کرتے ہیں جگر کو ٹکڑے کرتے ہیں تو دل کو یک کر تو ہیں زمانے سے نہیں ہتر اگر ہیں آپ کیا باعث قصص کا تری کیا فائدہ بتا دی اے صاحب چلاتے ہیں جو وہ خنجر جھکاتے ہیں ہم سر کو جفا پیشہ خطاب اکا وفا پیشہ لقب میرا جھکاتے ہیں نقش قدم پر انکے ہم فوراً نگاہ ناز سے تیغ اداسے تیغ ابرو سے وہ جائے کوئے جاناں میں جسے قرآن ہونے کسی کا فراہ کی دیکھ کر اٹھتی جوانی کو خاک کیا ہاتھ رنگنے کے لئے ان کو نہیں ملتی جگر کا خون کرتے ہیں کیلے کو منسلک ہیں ہمیں تڑپا رہی ہیں اپنے ابرو کے اشار سے عجب نڈاز ہیں تیر نگاہ ناز جاناں کے نہیں بوجہ ہرگز سن ساہٹ رات کو ہوتی</p>

<p>۱۲</p>	<p>کبھی زہر طبع میں اُن کی نام نطق اگر آیا تو وہ میا ختمہ کا نون پر اپنے ہاتھ دھرتے ہیں</p>	<p>منہ ۱۲</p>
<p>کبھی سینے میں آ بیٹھے کبھی لمبیل اُترتے ہیں تو ان کے عاشق انکو دکھ کر بے موت مرتے ہیں تمھارے ہجر میں عاشق نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں یہ کیا جادو جگا کر خلق میں اندھیر کرتے ہیں تمھارے ناک فرغاں بھی کیا کیا کام کر دیا ہیں جو ڈوبے بحر الفت میں وہ جیتے جی اُتھرتے ہیں نہ کچھ خشک سکایت ہو نہ منہ سے آہ کرتے ہیں یہ آہو فرم دے دل عاشق تو نکال کر دیتے ہیں اگر اکبار بھی اُس راستے سے وہ گزرتے ہیں وہ کچھ ہوں مرنے دم بھی دم انھیں کا ہتھوچر ہیں ذرا کچھ سوچئے قند کہاں کی بات کرتے ہیں</p>	<p>ترسے تیر نگاہ ناز کیا کیا ناز کرتے ہیں نہا دھو کر وہ جب بتے سنوتے ہیں نکھرتے ہیں ترپتے ہیں پڑے روتے ہیں آہ سرد بھرتے ہیں کبھی ہر دم ہستے ہیں کبھی گیسو سنورتے ہیں کٹھن کو کبھی چھید اکبھی دل توڑ کر نکلتے، تو دیوانہ ہے ناصح ترک الفت کو جو کتاب یہاں تک لذت جو رو جھاکے ہو گئے خوگر نکاح شریک کی روک تھام اب جائیے مکھو حقیقت تو یہ ہے وہ سجدہ گاہ خلق بٹا ہو شکر یا جتنا پیشہ ہوں یا جبر جسم قابل ہوں کہاں وہ اور کہاں حور ہستی حضرت و غلط</p>	<p>منہ ۱۳</p>
<p>۲۰</p>	<p>اُتار ہو جنوں نے بیکروں کو تیغ کے گھاٹوں انھیں کاندھے آج او نطق ہم بھی یاد اترتے ہیں</p>	<p>منہ ۱۴</p>
<p>تقیں پر جب بھی مڑتا تھا نہ میں اب بھی تڑا ہوں مقرر مجرم الفت ہوں میں مقرر کرتا ہوں خدا انی مر رہی ہو آپ پر اگر میں بھی تڑا ہوں غضب ہو انکی فرقت میں جتنا بدش مر رہا ہوں مجھ سے اس کے کیا تھا محبت اس سے کڑا ہوں میں گھر جتنا ہوا دوا دلوں جہاں کہہ کر رہا ہوں</p>	<p>تھا لا دم بھرا کرتا تھا پہلے اب بھی بھرتا ہوں نہ میں انکار کرتا ہوں نہ میں کہہ کر کرتا ہوں جست بے جرم و بے تقصیر میں مجھ ٹھہرا ہوں پڑا میں سکیاں لیتا ہوں آہ سرد بھرتا ہوں مجھے تیرا ہے ڈر ناصح میں کیا اس سے مکھو ہوں تصور کا سمندر تیرا دو قائم رہے جس سے</p>	<p>منہ ۱۵</p>

انھیں کے نام کی رٹ ہر انھیں کا دم میں بھرتا ہوں
 اُدھر تم ناز کرتے ہو اُدھر میں ناز کرتا ہوں
 نہ چھینڑ کا کبھی جانے بھی دو اب تو بہ کرتا ہوں
 مگر سچ تو یہ ہے کہ تھے تھے تم سے میں ڈرتا ہوں
 تمھیں ہی جب بھی مرقا تھا تمھیں ہی اب بھی مرقا ہوں
 ہر بل بھٹی اُٹھ گیاں جس اتنے سے سوں گدڑا ہوں
 میں گلزارِ محبت کی فضا کی سیر کرتا ہوں
 کبھی دیکھ کر رک کے چلتا ہوں کبھی چلکے پھرتا ہوں
 ابھی کد بچے منہ سے ابھی اللہ مرقا ہوں
 دل شہیدہ کو بھرتی پھری سے فوج کرتا ہوں
 جنوں میں خانہ زنجیر کو آباد کرتا ہوں
 بروں کی جان کو روتا ہوں بیٹھا مکتبِ تاپ
 مثال شیر دیکھو کس طرح بھروسہ چھڑتا ہوں

یہاں کیا کام غیر دل کا مجھے کیا کام غیروں سے
 تم اپنے حسن صورت پر تو میں اپنی طبیعت پر
 ذرا سی بات پر نہ منہ پھلائے مجھے بیٹھے ہو
 مرو دلیں ہوں کیا کیا نہیں ہو کہنے سننے کی
 نہ میں حوروں کا شیدا ہوں نہ میں عاشق ہوں پروں کا
 کسی کے عشق میں بذا نام اتنا ہو گیا احسن
 مبارک تجھ کو سیر گلشن فردوس ہو زار
 چلا جاتا ہوں کوئے یازمک کو ضعف ایسا ہو
 میر جاں آپ نے کیا غینہ کیا بھوکو سمجھا ہے
 کسی محبوب کی چین جیسے اُنس ہے مجھ کو
 پسند خاطر محسنوں ہوا ہرگز نہ ویرانہ
 بگاڑا انکو لوگوں نے جو بہکا کر تو کیا بوں
 کوئی محبوب آہو چشم اگر مجھ کو نظر آئے

یہاں تک نطق ابنا ہوا ہوں در و لطف ہے
 کہ میں اس لفظ سے کانوں پر اپنے ہاتھ دھرتا ہوں

مستند

۱۹

نیر جاتی ہیں مرے دل میں تمھاری باتیں
 پھر سناؤ مجھے لے جان وہ پیاری باتیں
 نیند میں یاد جو آتی ہیں تمھاری باتیں
 دلکشی کی ہیں غرض آپ میں ساری باتیں
 چاہتا سننے کو ہوں پھر پھر پیاری باتیں
 آپ کی یار ہیں بوندے کی کٹاری باتیں

دوک نشتر ہیں میری جان پیاری باتیں
 پھر لبِ چشم سخن گوشت ذرا بات کرو
 ایسی لذت مجھے ملتی ہے کہ سنہن تیا ہوں
 مسکرا نا ہے غضب نہ ہے تقریر کی طرز
 تنے غصے میں جو کچھ مجھ کو کہا تھا اکدن
 چھید دیتی ہیں کھینچے کو جگر کو دل کو

<p>سرمہ و آنکھوں میں آنکھیں کر دیا لوں میں سننے والوں کے دلوں ہی میں جگہ کرتی ہیں چور کیوں کر نہ ہو دل عاشق عذیبہ کا ان رے انداز حکم ترا اے ماہ حبیبیں نہ پر یوں میں ادا ہے نہ یہ حور نہیں ادا وہ مذاقبہ جو کرتا ہے کبھی ایسے کلام خلوت خاص میں باتیں جو ہوئی تھیں مجھے آپ بچتا لیکن دشمن کا جو مانیتے کہا سنگ خارا کا کلیجہ ہو تو فولاد کا دل</p>	<p>جان لینے کی ہیں اے جان پیاری باتیں میٹھی میٹھی وہ کسی شوخ کی پیاری باتیں سخت تپڑ سے زیادہ ہیں تمھاری باتیں بل بے اے ماہ لقا یہ تری پیاری باتیں دونوں عالم سے زالی ہیں تمھاری باتیں اسکے منہ سے بھلی گنتی ہیں گنوا ری باتیں غیب سے کس نے کہیں کہئے تو ساری باتیں یاد رکھ لیجئے اے جان ہماری باتیں تب اٹھیں گی کہیں تپ سے بھی بھاری باتیں</p>
--	--

<p>نمبہ ۱۲۵</p>	<p>ایک دن وہ تھا کہ اک جان و قابلہ تھو انطق بنتے ہی نہیں اب وہ ہماری باتیں</p>
-----------------	--

<p>۱۲</p>	<p>نہ تساکل مصوت میں مجھسا کوئی نکتہ میں نہ اب جوش دل میں جو نہ وہ سودا طبیعت میں مرا ہو زندگانی کا تو کچھ عشق و محبت میں غم دنیا و دین چھٹ گئے تیری محبت میں نہ مرنے پر بھی جو بھولے وہ ہر لذت محبت میں ہمیشہ بندہ رہتے ہیں کیسے دلکی خلوت میں مرا ہو زندگی کا کچھ تو ہو عشق و محبت میں حقیقت تو یہ ہو دل دیدیا انلوخت میں خدا جانے کہ کیا جادو بھرا تھا انکی ستور میں یہ کیسا ایک بیک ذوق اگیا میری طبیعت میں</p>	<p>جرج پوچھو تو ہم دونوں پہ اپنی فطرت میں بتوں کی کج ادائی سے یہ فرق زیادت میں محبت کرینو والوں سے تھیں نفرت کیا باعث نہ دنیا کے دنی سے ہو نہ ہمو کام حقے سے مرا کیا بل گیا ہے دلوں کی جو بے وفائی حسیناں جہاں جتنے ہیں نہائی کے عادی ہیں محبت کے سوا رکھا ہی کیا ہو بلا عالم میں نہ اس میں ہر فونی ہو نہ کچھ اس میں حیات ہو نظر پڑے ہی دیوانوں کی حالت ہوئی مہری کہاں عبت حسینوں کی کہاں اب گوشہ عزت</p>
-----------	---	---

<p>لگا کر تمسے دلیں پریا کس کس نصیبت میں خدا لگتی کو کیا کیا نہیں کرتے مردت میں یہ تھے جھگڑے پیدا ہو گئے صرف ایک الفت میں</p>	<p>جگر بزار دل مخروں پشیمان قلب مضطرب جو دل ہی دیدیا غمے تو ہمیں کیا بُرائی کی عدو ناخوش خوش و اقربا بزار دل مضطرب</p>
<p>۹</p>	<p>نمبہ ۱۲ اُمرامان تو مانو نطق ہم تو صامت لگتے ہیں کر پاگل ہوئے ہو تو کیسے عشق و الفت میں</p>
<p>مری آہ و فغاں ہو اور میں ہوں مرا سوز نہاں ہو اور میں ہوں پھر آخر آسماں ہو اور میں ہوں یہ میری نقد جاں ہو اور میں ہوں تری نوک سناں ہو اور میں ہوں نقط میری فغاں ہو اور میں ہوں محبت کی دکان ہو اور میں ہوں ملکس لامکاں ہو اور میں ہوں</p>	<p>فقط کوئے تباں ہو اور میں ہوں دل حسرت نشاں ہو اور میں ہوں ستانا ہوا سے جتنا ستالے تصدق آپ کے قدموں کے اوپر جگر کو چھیدتی ہو دیکھوں کیونکر یہ تنہائی ہے مجھ کو بھر کی شب میں سودا کر رہا ہوں اپنے دل کا ہے میرے غمگدہ میں دوسرا کون</p>
<p>۱۱</p>	<p>نمبہ ۱۳ کروں کیا نطق میں عالم کا شکوہ عدو سارا جاں ہو اور میں ہوں</p>
<p>پھر آخر رفتہ رفتہ دین اور ایمان لیتے ہیں بڑی گوشے میں لگو سسکیاں ارمان لیتے ہیں کبھی دوسری ٹہن لیتے ہیں باتیں ماں لیتے ہیں نچھے دھڑ دھڑ سے دیکھ کر بچان لیتے ہیں دنی لوگوں کا کب عالی گمراہان لیتے ہیں وہ کیوں تیغ تغافل سے ہماری جان لیتے ہیں</p>	<p>پرورد پہلے انداز واداسے جان لیتے ہیں تمنا اور حسرت میری دونوں پہنیں مردہ نہوں مہنوں کیونکر یغایت انکی کیا کم ہو کوئی ہو وضع میری جھپٹ میں غم و غم کو میں ہوں ان حاجت سان کی ہوتی کبھی ہر تیغ ابرو کو کوئی اتنا تو سمجھا لے کوئی اتنا بھی تو کہہ دے</p>

ہزاروں آفتوں کا سامنا ہونے لگا مگر وہی اچھے ہیں دم دیکر جلتی تان لیتے ہیں کسی کی ہر خفا ناحق وہ جھکوسان لیتے ہیں ہمیشہ کے لئے اب ہم تو لمبی تان لیتے ہیں بتوں کا نام کباب نطق تاہکان لیتے ہیں	عجب قسمت کا لکھا ہے عجب تقدیر ہو سیری نہ روکے گا کوئی تلو کو رو جو چک کہ ہر دل میں نہ پوچھو انکی الفت میں جو کچھ صدی اٹھائی ہیں
--	---

منہ ۱۲	مرکباں نطق کو پرکھا نہیں ہے آج تک تھے، وہ کر ہی بیٹھتے ہیں دلیں جو کچھ ٹھان لیتے ہیں	۱۷
--------	---	----

پریاں تو کیا ہیں تجھ سی کوئی جو میں نہیں دنیا میں بڑھکے تجھے تو کوئی حسیں نہیں دنیا میں کیا حسیں نہیں مہ جہیں نہیں وہ کون ہے کہ جسے کہ دیکھا ہوا آپ کو وعدہ کا آپ کے نو ہمیں اعتبار ہے یا حسرتوں کی فوج ہے یا آپ کی ہر یاد عاشق کے فوج کو ہیں یہ چھریاں تھی ہوئی باہر ہی جب نہ سینہ عشاق سے ہوں آپ کتنوں نے زہر کھائے عبت میں تان دی ہاتھوں کے جھیلی ہیں کیا کیا مصائب زنگ حنا کا بوجھ کو کس طرح اُٹھے کنے کو لاکھ بار کو آئیں گے ضرور مطلب نکالے اس کا نہ کچھ اور ہی قریب مجھ پرستم بھی تنے کے گالیاں بھی دیں کوئی حسین لاکھ ہو پھیکا ہے حسن وہ	خیرے محل کے ایسی بہشت بریں نہیں ہم جانتے ہیں خلد کی بھی جو میں نہیں انداز یہ مگر ہے کسی میں کیس نہیں اور رنگ آستانے رگڑی جہیں نہیں کعبت دل کو کیا کریں اسکو یقیں نہیں انکے سوا کوئی مرے دل میں کیس نہیں بل ابرو پر اور یہ چیں برجہیں نہیں کوئی کیس کا آپ کو خلوت نشیں نہیں کیا کچھ ہوا ہے زیر سپہر بریں نہیں اب آرزوے وصل نہیں یا میں نہیں نازک بدن نہیں ہیں کہ وہ نازیں نہیں ہم اس کو کیا کریں ہیں اسکا یقیں نہیں دوبار کئے گا نہ مرجاں نہیں نہیں وہ باتیں کون سی ہیں جو کیس یا کیس نہیں ناز وادا نہ جہیں ہوں پھر وہ جہیں نہیں
--	---

منہی میں ہے کسی کی کہ زلفوں میں قید ہے	بخت دل کا اب تو تیا بکھر کہیں نہیں،
نہنسر ۱۴۹ ایکوں دل کو تھا سے رشتے ہن پٹو خبا نطق کوئے تباں میں چوٹ نہ کھائی کہیں نہیں	۱۰
وہ واقف ہی نہیں تب تک محبت ککو کہتے ہیں ٹپ جاتے ہیں ہم اس بھولے پن پر اک پر ریکے حسینان جہاں بد انس ہیں سے نہیں وقت تری فتنہ خمی سے جہاں میں خسر بر با ہے قیامت کے جوہر شناق ککو دیکھ لیں آ کر کسی سے دل لگاؤ آپ کھل جائیگا یہ تیر حسینوں کی مروت کا جو ذکر آیا تو یہ بولے نہ مونس نہ ہم نہ شب فرقت ہوا در ہم ہیں ادا جس شخص کی دلوں بھالے دلوں بھالے،	ہے عشق گلزار کیا چیرا الفت ککو کہتے ہیں کہ مجھے پوچھا ہے وہ محبت ککو کہتے ہیں وفا ہے نام کس سے کام دت ککو کہتے ہیں قیامت اور کیا ہوگی قیامت ککو کہتے ہیں کہ معلوم ہو جائے قیامت ککو کہتے ہیں محبت کو کنسی شہر محبت ککو کہتے ہیں مروت کو کنسی شہر مروت ککو کہتے ہیں نہیں جو یہ اگر تو شام وقت ککو کہتے ہیں وہی جو خوبصورت خوبصورت ککو کہتے ہیں
نہنسر ۱۵۰ خدا کا شکر ہے لے نطق ہم وقت نہیں اس شب غم کون ہو اور شام غربت ککو کہتے ہیں	۱۱
بت بنے بیٹھے ہیں عرض برعانتے نہیں اور دنیا میں جو ہوتے ہیں اس پر جو حس ان بتوں کے چل کی تدبیر کوئی کیا کرے در و دل کس سے کہوں اب کیا کروں سکا علاج حاسدوں کے جی میں جو آئے وہ کہتو دو انھیں رحم کچھ دے مہجینوں کے دلوں میں ایضا	عاشقوں کی یہ بتان بیو فانتے نہیں دیکھتے ان کو نہیں یا تذکرہ سنتے نہیں لاکھ مت کہو یہ التجا سنتے نہیں آشنا سنتے نہیں نا آشنا سنتے نہیں ہم کسی کی گفتگو سے ناروا سنتے نہیں عاشقوں کی التجا میں یہ ذرا سنتے نہیں
خوف ہوا ان کو نہ رحم آ جائے نہ کر حال درد	۱۲

۱۰	نمبر ۱۵۱ اس لئے وہ نطقِ قصہ ہجر کا سنتے نہیں	
داستانِ غم و اندوہ و بلا کہتے ہیں یہی جلوہ ہے جسے ہوشربا کہتے ہیں لوگ کیوں آپ کو اسے ماہِ لقا کہتے ہیں آپ کیا سنتے ہیں ہم آپ سے کیا کہتے ہیں بیٹھ بیٹھ تھیں معادِ مہرے کیا کہتے ہیں سُن لو کانوں کے کہ یہ سب تھیں کیا کہتے ہیں ہم تھیں نورِ خدا ظلِ خدا کہتے ہیں نظرِ یار کو ہم تیرِ قضا کہتے ہیں لوگ اُنھیں حورِ لقا ماہِ لقا کہتے ہیں	سنتے قصہ جو ہم لے ماہِ لقا کہتے ہیں اک جھلک اپنی دکھا کر یہ کہا اُس نے بے وفا بے حیا بد اُنس شکرِ ظالم کچھ جواب آپ کا ہو اور یہاں کچھ ہو سوال لوگ بولیں نہ مردت سے تمھارے منہ پر بزمِ دشمن میں اگر بھیس بدل کر جاؤ لوگ جھک مارتے ہیں تلو جو کہتے ہیں بت تا کا جس شخص کو اس شمع نے زندہ نہ بچا ہم تو کہتے ہیں اُنھیں حُن کی دیوی لیکن	
۱۲	نمبر ۱۵۲ جان کر پوچھتے ہو مرنے ہو کس پر نطق یہ تجاہل جو نہیں پھر اسے کہا کہتے ہیں	
جوانی خاک میں اپنی ملا کے بیٹھے ہیں کسی کے جوگ میں دھونی راکے بیٹھے ہیں جلگہ پر اپنے عجب چوٹ کھانکے بیٹھے ہیں جو ایک لحظہ وہ زانو دبا کے بیٹھے ہیں خدا کے نام پر آسن جما کے بیٹھے ہیں یہ قنہ جو تری چھاتی پر آ کے بیٹھے ہیں ہزاروں لاکھوں کر لیکن ٹاک کے بیٹھے ہیں یہ سنگے دہر میں کس بد بلا کے بیٹھے ہیں جلگہ بھی دل بھی ہمارا جلا کے بیٹھے ہیں	کسی حسین سے آنکھیں لڑا کے بیٹھے ہیں کسی حسین سے اب لو لگا کے بیٹھے ہیں ہے زخمِ تیغ کا یا تیر کا نہیں معادِ مہر ہزاروں قنہ سرِ بزم ہو گئے بر پا ہم اٹھ کے جائیں تو درے غیر ممکن ہو کویں جو حشر نہ بر پا تو پھر قیامت ہے نہ پھلے بیٹھے تھے وہ کبھی معاذ اللہ تمھارے ٹیکے کی شہرت نہیں جہاں میں اگر کہاں رہیں یہ پریشانی ہو گئی اُن کو	

<p>نزدک ناز واداکا نہیں ہے انکے جواب حصول مطالب ان توں سے ہو معلوم کوئی قصور ہوا خاک سارے شاید کھڑے ہوئے جو وہ اک حشر ہو گیا بریا</p>	<p>تمام خلق کو سہل بنا کے بیٹھے ہیں میں اپ خدا ہی سے ہم لوگاکے بیٹھے ہیں حضور کئے تو کیوں منہ بنا کے بیٹھے ہیں جو بیٹھے بزم میں فتنہ اٹھا کے بیٹھے ہیں</p>
---	--

۱۳

جناب نطق وہ قائل ہیں کوئی معمولی
زمانے بھر کو وہ سہل بنا کے بیٹھے ہیں

منبر ۱۵۲

ترے ہجر میں ہوں میں جاں لب بگھے آہ اُسکی خبر نہیں
یہ کئے گی رات پہاڑ سی کیا مری شام کی ہے عمر نہیں
نہ لگہ ہے اپنے نصیب کا نہ ہے شکوہ کوئی طبیب کا
یہ مرض ہے ہجر حبیب کا کہ علاج کا کچھ اثر نہیں
نہیں چارہ اس میں ہے مختصر کرے جد کیا کوئی پھر بشر
نہو وہ پریر و جو بخیر گر تو رنو ہو چاک جگر نہیں
تجھے مختصر سادہن بھی ہے تری چیتے ایسی کم بھی ہے
یہ خطا ہے کہنا ہے جو کوئی کہ دہن نہیں ہے مکر نہیں
میں ہوں ایسے حور کا شیفہ جسے نہ کئے تو ہے بجا
مگر آہ رہا ہے اس جگہ جہاں وہم کا بھی گزر نہیں
یہ اڑایا زنگ سپہ نے ترے آسمانی لباس کا
ترے چاند ٹیکلی کی نقل ہے یہ چمکتے شمس و قمر نہیں
رہے زندہ کوئی محال ہے ترا عشق دم کا د بال ہے
وہ ہے توڑ تیر نگاہ کا کہ جہاں میں جس کی سپر نہیں
ہے یہ بال سے بھی نحیف تر کہ کسی کو آئے نہ کچھ نظر

ہے یہ سچ میں جادو نیستی تری اسے حسین کمر نہیں
 ذرا مجھ سے آگے گلے موزا منہ سے میسر دہن ملو
 میں چلا ہمیشہ کے واسطے یہ ہے چاروں کانٹوں
 مرے دل کو آپ جلائیے مجھے عذر اس میں نہیں جو کچھ
 یہ ہے جلوہ گاہ حضور کا کسی دوسرے کا یہ گھر نہیں
 مرے دل میں اتو پہٹن جلی کہ چکا دوں قیتمہ ابھی ابھی
 نہیں تیرا یا تو یہ سنگ دریا تو دوش پر مرا سر نہیں
 رہے امتحان میں مستقل کرے صد نے بارودہ جان و دل
 مری جان سچ یہ ہے غیر کا یہ کلیجہ دل یہ جگر نہیں

منبر ۱۵	یہ شہر کے کیسے جگر سے ہو جسے چاہے دور نظر سے ہو نہ کہے نطق لبوں میں وہ بغل میں میری اگر نہیں	۹
نکھر رہے ہیں جو گلوں عذار ہولی میں وہ آفتاب ساہرہ وہ رنگ سُرخ غیر پلاتے خون جگر ہو شراب کے بدلے جربن سنور کے سرشام ہی سے جلتے ہیں یہ آن بان یہ انداز یہ بناؤ چناؤ رنگے ہیں پرچواں سائے ایک رنگ میں آج کیر کا تو بہانہ ہے دیتے ہیں گالی لٹھائیں بوتلیں کتنی کسی پر پوش نے	عجب طرح کی ہے ہر سوبار ہولی میں شفق ہو پھولی ہوئی دلوں میں ہولی میں روایہ نکلو نہیں اسے نگار ہولی میں کیسے ہونگے گلے کی یہ ہار ہولی میں نہ دل ہو دیکھ کے کیوں تیار ہولی میں سیاہ فام بھی ہیں گلزار ہولی میں نکالنے میں وہ دل کا بخار ہولی میں نہ بانج کا ہے نہ دس کا شمار ہولی میں	

۱۰	سے دل میں ہم بھی ملیں نطق زخیر نے عمیر کیسے ہم بھی دکھائیں بہار ہولی میں	منبر ۱۵
----	---	---------

یہ زندگی ہے کوئی تو بہ مر کے بیٹھے ہیں
ہم انتظار میں اک قنہ گر کے بیٹھے ہیں
کہ آپ میری طرت پشت کر کے بیٹھے ہیں
ہم اسکے لئے کی تدبیریں کر کے بیٹھے ہیں
جن ہے کون نہ ہم جسکو کر کے بیٹھے ہیں
ہم اپنی زندگی کا جام بھر کے بیٹھے ہیں
یہ سکے دہریں اس چشم تر کے بیٹھے ہیں
بڑے سیافوں کی وہ عقل ہر کے بیٹھے ہیں
خدا بچائے وہ اب بن سنور کے بیٹھے ہیں

فلے یار دل و جان جو کر کے بیٹھے ہیں
بتائیں کیا کہ سر رہزہ ہیں کیا بیٹھے
یہ دیدنی ہے ستم آپ کا سر مغل
ہزاروں منتیں مانیں دعا نماز میں کی
خوشامدیں بھی کیں تو یزید گنڈے بھی لائے
ذرا لگائیے تیر فرہ چھلک جائے،
سحاب و ظلم و خوار پانی پانی ہیں
نہ جانئے انھیں کس نہ ہیں بہت چالاک
وہ سادگی میں تھا عالم کہ جان جاتی تھی،

کیسے عارض گھرنگ کے خیال میں نطق
ہم اپنی آنکھوں کو آنسو سے بھر کے بیٹھے ہیں

۱۲

نہ ہر

جان و دل تک شمار کرتے ہیں
جو ر جو گلخوار کرتے ہیں
روز ہم انتظار کرتے ہیں
شب کو تارے شمار کرتے ہیں
لوگ جاں تک شمار کرتے ہیں
کوششیں ہم ہزار کرتے ہیں
لوگ سب مار مار کرتے ہیں
تیر سینے کے پار کرتے ہیں
دار پر آپ وار کرتے ہیں
مجھ سے وہ بار بار کرتے ہیں

آنکھوں میں دل سے پیار کرتے ہیں
کیسی عاشق سے پوچھیے اسکو
شبے تا صبح صبح سے تا شام
دن کو ہم بھٹ کی کڑیاں گنتے ہیں
حسن و دلکش بھی کیا قیامت ہو
منو بہر کبھی نہیں ہوتا
نام اس بت کا لوں تو کیونکر لوں
اک نظر دیکھ کر مری جانب
تیغ ابرو سے تیر قرگاں سے
بعد پورا نہ ہو مگر وعدہ

<p>دشت ایسی ہے دامن دلو بیٹھے ہم تار تار کرتے ہیں</p>	
<p>نمبر ۱۵۷ بھول جاتا ہوں سارے شکوے نطق وہ اگر آنکھیں چا کر کرتے ہیں</p>	<p>نمبر ۱۵۸ زیت کا بریز پیمانہ کروں آج ہم بزم زندانہ کروں دل کو اپنے تیرا دیوانہ کروں انکو پاؤں جان پر میں کھیل کر پہلے ہو جاؤں قبا پھر اسکے بعد انکو دعویٰ ہے کہ ہر ایک شخص کو شمع رخ کا آپ کے اے گلزار تیری الفت میں رہیں ہو کے میں ہے یہ ممکن رحم آ جائے اوسے آج قیمت آزاں کر دیکھ لوں</p>
<p>دل کا اپنے اُتے بھانہ کروں غیر پر جوش متانہ کروں غیر اپنے کو بیگانہ کروں چاہتا ہوں جہد مردانہ کروں آرزو عشق جانانہ کروں ایک عشق و میں میں دیوانہ کروں چاہتا ہوں دل کو پروانہ کروں بکھ کر بوجوں دلو تھانہ کروں ابتدا فرقت کا افمانہ کروں التجائے مستندانہ کروں</p>	<p>نمبر ۱۵۹ عشق گل ویاں نہیں آسان نطق جان بے کھولوں تو یارانہ کروں</p>
<p>جان سے پیاسے کو بد خو کج ادا کیونکر کہوں آپ کی زلفوں کو میں کالی بلا کیونکر کہوں بیو فانیں آپ کو میں بیو فانیونکر کہوں تم کیا کرتے ہو ظلم ناروا کیونکر کہوں یہ بڑی فحش ہے تشہیر کا کیونکر کہوں اسکاتین مجرم ہوں شیان خطا کیونکر کہوں</p>	<p>دم بخور ہوں آپ کو میں بیو فانیونکر کہوں جبر سے الفت ہو کر دل کیونکر خدمت سگاہی میں آپ کی تقریر جب بخت میری نادرست شرط راہ عشق سے یا مر ہے بالکل بعید لب جلے لب پر اگر آ جائے ذکر سوز ہجر آپ سچ کہتے ہیں کیوں دل ہی لگا یا میں تھا</p>

رحم کے برے مریکاں نکو آجاتا ہر طیش	جو مرے دل پر گزرتی ہے بھلا کیونکر کہوں
پوچھتے ہیں عاشق و شیدا کیا نام تھاں	جو وطن ہوئی چکی ہوں مستلا کیونکر کہوں

نمبر ۱۵۹	گو ہے لبز زنجار کایت کا نہ دل نطق کا ظلم کا قصہ ولیکن بر ملا کیونکر کہوں
----------	---

یہ چشم جادو سے مارتے ہیں غضب کے ساحر بنے ہوئے ہیں
دل اُنکا پتھر ہے کون شے سے بتان کا فر بنے ہوئے ہیں
جان لیتے ہیں مسکرا کر رستم یہ کرنے ہیں دل چُر اکرام
یہ کیسے معصوم آنجن میں مگر یہ ظاہر بنے ہوئے ہیں
ہیں زندگانی سے سیر عاشق توں کے کوچ میں جارہے ہیں
عدم کے اقلیم کے سفر کو یہ سب مسافر بنے ہوئے ہیں
نہ خاک ہی سے ہوئے یہ پیدا نہ نارہی سے خمیران کا
وہ کون عنصر ہے پھر کہ جس سے حین آخر بنے ہوئے ہیں
وہ بیٹھتے ہیں جو پاس سے گزر زبان گویا نہیں دہن میں
مگر جو بزم عدد میں دیکھو تو کیا مقرر بنے ہوئے ہیں
پر ہمارے ہیں یہ اپنا کلمہ خدائی بھر کو جہان بھر کو
غضب خدا کا بتان کا فسر خدا کے منکر بنے ہوئے ہیں

نمبر ۱۶۰	نہ ان کو قاتل بنائے کوئی نہ کچھ ہو شبہ کیسے ان پر ذرا نطق نہ کہتے دل کے وہ اب مجاور بنے ہوئے ہیں
----------	---

یہ بات کیا ہے کہ ہر ماں وہ کچھ آج مجھ پر بنے ہوئے ہیں
خدا کی قدرت کو دیکھتے تو کہ موم بچس رہے ہوئے ہیں
نہ رحم انکو ہے ذرہ بھر بھی نہ درد دل میں ہے انکے مطلق

توں کے دل اسے خدا کے برتر یہ کیسے پتھر بنے ہوئے ہیں
 کسی کی آہ رسا کا شاید اثر ہوا ہے ضرور اُن پر
 کہ بے سبب آج رات ہی سے ملول و مضطرب بنے ہوئے ہیں
 ہے حسن پردے میں اُنکا چہناں کسی نے دیکھی نہ شکل اصلاً
 مگر تماشا یہ دیکھئے تو دوسب کے دلبر بنے ہوئے ہیں
 دھواں ہے سوز دردوں کا میسے کہ نام حب کا فلک بڑا ہے
 شرارے یہ میری آہ کے ہیں فلک پر اختر بنے ہوئے ہیں
 ہیں گیسوے عنبریں قیامت نہ کاٹ کا جن کے کوئی منتر
 دلوں کے ڈس جانے کو یہ کائے غضب کے اژدہ بنے ہوئے ہیں
 لہو بھائی ہیں بوتلیں کہیں پر کہ شیشے غصے میں ہیں یہ نکھیں
 لہو کی بوندیں کھو تو کیونکر یہ دونوں ساغر بنے ہوئے ہیں
 نہ قہقہے ہیں نہ چہچہے ہیں نہ بولتا ہے نہ چلتا ہے
 ہماری مجلس میں کیا سبب ہے کہ وہ بت کر بنے ہوئے ہیں

متناہیں کیا حال اپنا تمکو ہیں نطق بیزار زندگی سے	۱۰
ایکے درمغافرت سے نچھٹ والا غریب بنے ہوئے ہیں	

چارہ ساندھی سے طبیعت کی شفا پاؤں بھی نہیں نازینوں میں بجز حسن ادا کچھ بھی نہیں سنتے تھے دنیا میں یہ دہ ساری میں باغیش اس شاع بیش قیمت سے حسین محروم میں پھیر قسمت کا کہ باتیں غم کی سب کچھ سنیں صورتیں اُلو توڑنے ایسی بخشش یا خدا	در دالفت کے مریض کی کباد واکچھ بھی نہیں رحم تو بکھر نہیں ان میں وفا کچھ بھی نہیں کھو کر آنکھیں جو دیکھا جسے تھا کچھ بھی نہیں حسن والہ نہیں جو سچ پوچھو وفا کچھ بھی نہیں سامنے انکے ہماری التجا کچھ بھی نہیں رحم دل میرا ان حسینوں کے دیکھو کچھ بھی نہیں
---	--

نیکے تیلی شرم سے دیدہ کے اندر رہتے ہیں
بے نشان کا دھوڑتے پر کیا نشان پا کوئی
کیوں ہوئی تخلیق میری کیا غرض ظن کی تھی
کون کہتا ہوا نہیں شرم و حیا کچھ بھی نہیں
ڈھونڈ ڈھالا ہر جگہ دل کا پتا کچھ بھی نہیں
آکے دنیا میں بنا ڈکيا کیا کچھ بھی نہیں

نمبر ۱۶۲

اس سے پھر اے نطق کیا ہو ہلکا امید بصال
ہائے ستا ہی وہ عرض مدعا کچھ بھی نہیں

۹

جبے اپنرمی افسوس پری ہیں آنکھیں
لب ہیں چلے سے دہن تنگ پری ہیں آنکھیں
چین دل کو نہیں اک لمحہ پڑا رہا ہوں
بیچ سکتا نہیں میں نامہ پیغام چلے
پڑ گیا تیسرے سینے پر آنا خانہ
انکے کا شانے ہیں یہ روزن دیوار نہیں
ہو گیا فوج کا طوفان بیا آنکھوں سے
زہر آلودہ بنے سرے سے نوک فرگاں

کیا لگائے ہوئے سادون کی جھڑی ہیں آنکھیں
ہے حجاب بیا کہ مٹی میں گڑی ہیں آنکھیں
جبے اک شوح پر افسوس پری ہیں آنکھیں
کیا کہوں ایسی جگہ میری لڑی ہیں آنکھیں
اک حسیں پر مری جبے ہی پری ہیں آنکھیں
کسی دیدار کے پیاسے کی جڑی ہیں آنکھیں
یوں لگائے ہوئے سادون کی جھڑی ہیں آنکھیں
جان عشاق کی لینے پر لڑی ہیں آنکھیں

نمبر ۱۶۳

قل عام آج مجھے گا سر بازار اے نطق
فوج فرگاں کی لے انکی جھڑی ہیں آنکھیں

۱۳

اے بنو ہم سیر گلزار ارم کرنے کو ہیں
آج جھجرتیج بران وہ الم کرنے کو ہیں
پھرتے ہیں خنجر کیمت کسپرستم کرنے کو ہیں
بن رہے ہیں ہو رہا ہوسر پاؤں تک سنگار
سرمہ کیر آنکھ میں نہ جان لیں گے خلق کی
یان کھا کر میرے دیتے ہیں اپنی آنکھ میں

جان دیکر طے رہ ملک عدم کرنے کو ہیں
سجدہ شکرانہ زیر تیغ ہم کرنے کو ہیں
کس شہید ناز کا وہ سرمہ کرنے کو ہیں
موت کس کی آئی ہو کسپرستم کرنے کو ہیں
ایک عالم پردہ اک تازہ سرمہ کرنے کو ہیں
عاشقوں پر سحر و افسوں کا وہ دم کرنے کو ہیں

عاشق شیدا کا شاید آج غم کرنے کو ہیں
کوچہ الفت میں ہم سر کو قدم کرنے کو ہیں
بت پرست اب موت کو یہ صنم کرنے کو ہیں
خون دل سے حال دل کا ہم رقم کرنے کو ہیں
رفتہ رفتہ ان بتوں سے ربط کم کرنے کو ہیں
آج کیا ہو کیسے کیسے یہ کرم کرنے کو ہیں

کا کرزی رنگ ہے بلبوس کا کھولے ہیں بال
سر کے بھل جائیگے کوئے یار میں بشتوں سے
بام پر اپنے دکھا کر آج جلوہ طور کا
دیکھنا یہ ہر کہ کیا دیتے ہیں وہ اسکا جواب
ہم خدا سے لوگا لینگے یہی اب بھٹن گئی
کہہ رہے ہیں خود سے ہم آئیگے تیرے گھر پر آج

منسبہ

گو مسلمان ہیں ارادہ ہو مرید کی بت پر آج
کفر اور اسلام کو ہم نطق صنم کر نیکیوں

۱۸

سناؤں کیا جمل خانہ خراب کی باتیں
سنو تو کچھ دل خانہ خراب کی باتیں
جو سن رہا ہوں کسی سے شباب کی باتیں
فساد ہو گئیں ساری شباب کی باتیں
نہ پوچھئے دل خانہ خراب کی باتیں
بہت میں سن چکا اسی جاں نصاب کی باتیں
گیا شباب تو پھر کیا شباب کی باتیں
گئیں شباب کے شامل شباب کی باتیں
سناؤں آج کو کیا میں شباب کی باتیں
وہ خواب ہو گئیں ساری شباب کی باتیں
نازدرد وزہ ہے اب اور کتاب کی باتیں
نہ پھیر دو حضرت داغ خراب کی باتیں
سنوں گا میں نہ کبھی رعب اب کی باتیں

ہیں سوز عشق کی اور اضطراب کی باتیں
نہیں یہ جان ثواب و عذاب کی باتیں
سمجھ رہا ہوں کہ یہ سب ہیں خواب کی باتیں
نہ ہم ہیں وہ نہ رہا جوش و ولولہ دل کا
وہ بے کما ہے یہ لاکھوں کنوئیں جھکتا ماہی
کلام رحم و مہمت کے بھی کچھ اب ہو جائیں
گئی جو حبیب نہ تو پھر اسکا تذکرہ کیسا
نہ اب ہے جلسہ رنداں نہ وہ پریش حسن
جنوں کا دفتر پارینہ گا لکھورد ہوا
وہ سیر کوچہ و بازار و جلسہ احباب
مٹی وہ حسن پرستی گیا وہ جوش جنوں
اکس نہ باسی کراہی میں اُبال آجائے
اگر دل لگا کرنے کو سب بندہ محبت ہوں

ہیں اکل و شرب ہم ہجر اور غن جگر دل ہی میں کار ہے اختیار میں اپنے کلیہ آتا ہے منہ کو جو یاد آتی ہیں جناب نطق عدیم المثال خود اور ہیں	سنانہ ہکو شراب و کباب کی باتیں وہ کیسے مانے کسی فیخ و تاب کی باتیں وہ پیار کی کیسی طعنے کتاب کی باتیں زمانے بھر سے زالی جناب کی باتیں
--	--

نمبر ۱۶۵	سوال وصل پر ای نطق کیوں منہ پھیریں نہیں وہ کیسے یہ شرم و حجاب کی باتیں	۹
سرگرم کچھ نہیں ہوں میں فکر عاش میں بیکار مض ہے اے کیا کھیلے گا آپ بجھ کشتہ بنگاہ کی پہچان کے لئے تربیت اسکی ہو نہیں سکتی کسی طرح جیسے کہ الفت بت کاف ہوئی مجھے مکڑے جگر کے دیکھلے ایجان غور سے دیدے زکوۃ عن فقیر دن کی لے دعا کتے ہیں وہ حسینوں میں بس جن چاہئے	مارا میں پھر ہوں کیسی تلاش میں رکھا ہوا ہی کیا ہے دل پاش پاش میں نرگس کا بھول باندھ رہو ہیں ہلاش میں کیا کیا صفت نہیں ضم پار باش میں اک فرق آ گیا ہے مری بود و باش میں لکھا ہوا ہے نام تر افاش افاش میں کیا کچھ نہیں ہے سالوئی شاد باش میں رکھا ہے کیا تاملی کے جوڑے ہیں اش میں	

نمبر ۱۶۶	او نطق جان جانے نہ کیوں اس حسین پر اوصان ب حمید ہیں اس خوش تماشا میں	۸
یوفائی میں حینان جاں بیا طاق میں آئیے پردہ سے باہر کیجئے آنا نہ ناز رحم کرنے میں کسی پر طفل مکتب ہوں تو ہوں شاخ و رجاں میں حقیقت میں تمھاری انگلیاں ہو نہیں سکتی محبت میں تیسرے نیاٹ پر	ظلم اور جبر و جفا میں شہرہ آفاق ہیں آپ کے دیدار کے عاشق بہت متشاق ہیں دل کے لئے ہیں میں لیکن ہوشیاق ہیں سرد و قند میں شاخ کیوڑیوں نو ساق ہیں منتشر سارے کتاب عقل کے اوراق ہیں	

غیر کا شکوہ نہ سہوا بھی کروں گا آپ سے
ایسی باتیں آپ کو میں جانتا ہوں کہ ہیں
سہ سہرا آپ کا کھسا ہو اداں میں
کا غدی گلہ شہرہاں اس کے بک راق ہیں

نمبہ ۱۶
میں نہیں سکتا میں صاحب کی نصیحت نطق چکے
بجھے رنٹھے میں نور ٹھہیں کیا مر راق ہیں
۱۱

کیسوزے اوقت غنیمت اٹھائے تھے ہیں
کیا حسن نکل آیا ہے مجھے کوئی پوچھے
کہتے ہیں کہ رد کرنے نہ دعوت تری لیکن
فریاد کرے عاشق ناشاد نہ کوئی
لاکھوں تو خوشامد سے وہ آئے ہیں سرگھر
دوہ بھی تو کچھ وجہ ملال ملے گل خوبی
دے دے کے تسلی دل بتیاب کو اپنے
جان عاشق صادق کی توی پہلے نہ سوچا
مطلب کا کبھی لفظ نہ آئے گا زباں پر
حاصل ہو جو مقصد ہے ہمارا کہیں مولا
رخسار پر آ کے جو بل کھائے ہوئے ہیں
کالے جو جبین پر تری لہرائے ہوئے ہیں
گھر پر آئے آنے کی تم کھائے ہوئے ہیں
اس خون سے عشر میں ہلکے ہوئے ہیں
اب گود میں آئے نہیں شریک ہوئے ہیں
کیوں پھول سے رخسار بکھلا دی ہوئی ہیں
فرقت میں کسی حور کی بہائے ہوئے ہیں
اب آنکھوں میں سوہی ذہ بکھنایا ہوئے ہیں
دھان مرے گھر میں نہ آج آئے ہوئے ہیں
ہم دست دعا عجز میں پھیلے ہوئے ہیں

نمبہ ۱۷
کیا آنکھ لڑا اپنے حسینوں سے بھی لطف
ہم دل کے لگا نیکی نہ رہا ہے ہوئے ہیں
۱۲

تمناش اور جستجو میں جن کی زمانے سے ہم گے ہوئے ہیں
ذرا تماشا یہ دیکھئے تو ہمارے دلیں چھپے ہوئے ہیں
تمہارے پرورد زخیر افشاں خدا کی قدرت کا ہے تماشا
کہ چاند پر سیکڑوں سارے یہ کس طرح سے جڑے ہوئے ہیں
لگائیں گے آگ وہ جہاں میں شباب آئیگا انکا جدم

ابھی زمانہ ہے کسی کا اسی سے فتنے دبے ہوئے ہیں
 ہماری آنکھوں میں دوسرا کب سمائے گا ہے یہ غیر ممکن
 ازل ہی سے وہ ہمارے پیارے جب انیس اگر بے ہوئے ہیں
 لجا تجیں کس خوشامدیں کس مگر ہوا کچھ آخر نہ اُن کا
 یہ میری قسمت کا ہے نوشتہ کہ بے سبب وہ کچھ ہوئے ہیں
 وہ دم کھاٹینگے کیا کسی پر بچائیں گے جان کیا کسی کی
 ہزار دن لاکھوں کا خون ناحق وہ اپنے سر پر لے ہوئے ہیں

نمبر ۱۶۹	پھر نیلے دم عاشقی کا کیا ہم نہیں را لفظی دو زمانہ الگ تھلگان توں سے اتو ہم اپنے گھر میں پڑے ہو ہیں	۱۶
----------	---	----

قل ہی کر دیں مجھے راہ دکھایا نہ کریں جادو ملک جدم سب کو دکھایا نہ کریں میرے ہوتے وہ یہ تکلیف گوارا نہ کریں سندی سی کا شب وعدہ بہانا نہ کریں کیا کرے کوئی مقدم ہی اگر ٹیڑھا ہو خیال غیروں ہی کا انکو رہو غیر وں کیلیں دل ہی دل کو مرے ادھ دکھا دیتی ہو کرتے ہیں ذبح اگر تیغ تغافل سے کریں جا دو چلیا بیگا ہو جائینگے رخنے لاکھوں ضبط کی صوبی سب کچھ کئے تو ہم دلی بھڑاس منہ لگائیں نہ رقبوں کو یہ اسنے کمد خام غلی ہے توں سے یہ توقع رکھنا	وعدہ ایفا نہیں کرنا ہے تو اچھا نہ کریں کالی زلفوں میں یوں مانگ نکالا نہ کریں اپنے ہاتھوں سے وہ زلفو کو بنایا نہ کریں جان سے جاؤ نگایا رب کہیں ایسا نہ کریں جسے پردا دہ کریں غیسے پردا نہ کریں میری پردا نہیں کرتے ہیں تو اچھا نہ کریں اس سے بہتر جو مرا حال وہ پوچھا نہ کریں جور بیجا سے مگر پانی کلیجہ نہ کریں دل مضطرب کو لکھو کہ وہ دیکھا نہ کریں نالہ نیم فسی سے بھی بچکا لا نہ کریں آستینوں میں وہ ان سانپوں کو بالانہ کریں بات بخش کی وہ عشاق سے پیدا نہ کریں
--	--

دل میں جو آئے وہ بکریں جھائیں لیکن سیرے پاس آج تو چھپ کر وہ چلے آئی ہیں آپ ہیں جان جہاں جان ہر توبہ کچھ ہے جو رہ جو کہ تاویل تو کرتا ہے ضرور	میرے آگے وہ تم غیر کی کھانا نہ کریں میرے دشمن کہیں اس بات کا غوغا کریں آپ کے ملنے کی کس طرح تمنا نہ کریں بیٹھے کس طرح وہ بھربات بنایا نہ کریں
---	--

منبتہ	حضرت نطق کو اتنا بھی تو سمجھائے کوئی اپنے دل کا کسی دلدار سے سوانہ کریں	۲۰
-------	--	----

کہوں کیا سوز الفت کس طرح مجھ کو تاتے ہیں کبھی چپکا اگر بیٹھا تو مجھے نہ بھلاتے ہیں وہ اپنے عاشقوں کو اپنا چہرہ کیا دکھاتے ہیں نہ پاس اپنے بٹھاتے ہن صورت ہی دکھاتے ہیں دکھا کر اپنی آنکھیں خلق کو بس بناتے ہیں بتائیں کیا کہ کیا کیا حسن وائے ظلم دھاتے ہیں یہی تراؤ اپنے چاہنے والوں سے ہر آن کا نہ بھولی ہونہ بھولی تری یاد جفا ظالم تم اک اپنے کو دیکھو اک ہمارا حوصلہ دیکھو کہاں وہ تھی محبت اور کہاں اب عداوت کسی کا وقت رخصت آبدیدہ ہو کے یہ کہنا نظر آئیگا جلوہ طور کا اب سب کو دوبارہ عجب اسرار ہے میں گزراں سے کچھ نہیں کہتا یہ کیا احسان کچھ کم ہے یہ تھوڑی مہربانی ہر سبحانی دکھانے کا نیا انداز ہے ان کا	کبھی سینہ جلاتے ہیں کبھی دلوں کو جلاتے ہیں کبھی چھپا کر انکو تو صلوٰۃ میں سناتے ہیں سجوں کو محجرت کرنے ہی چل چل جاتے ہیں نہ آتے ہیں جلتے ہیں نہ وہ بھگت جلاتے ہیں غضب ہے سحر و اسحر کے کراستہ دکھاتے ہیں کیسے گل کھلاتے ہیں کیسے غم کھلاتے ہیں جلاتے ہیں تاتے ہیں تاتے ہیں جلاتے ہیں بھلا نیو تو لاکھوں بار دل سے بھلاتے ہیں تمہارے ناز اٹھ سکتے نہیں لیکن اٹھاتے ہیں چھری کو وہ نہیں پاتے اگر ہمدرد ہاتے ہیں خدا کو سوچتے ہیں نکو اب تو ہم تو جاتے ہیں تمنا داو دیکھو رخسے وہ پردہ اٹھاتے ہیں نگاہوں کے دل کے بھید کیونکر جان جاتے ہیں کبھی تو بات سن جاتے ہیں میری مان جاتے ہیں کیسے مارنے ہیں مار کر بھر وہ جلاتے ہیں
--	--

میں دما ہوں ادھر ادھر وہ ادھر دن رات نہیں نفاک ہو گئے قدر و سبب کے کان بھی بہرے بھگتے بڑے گرسے بڑے ہیں سستی جوانی سے محبت کے کرشمے ہی زمانے سے زلے ہیں	میرے ختم دل بھی کچھ عجب آفت بچاتے ہیں مرے نالے خراب سمانوں کی بھی لاتے ہیں کوئی دیکھے تو سمجھے نیند کے شاید نہ مانے ہیں وہ ہیں غیروں سے دھٹے اور ہم انکومنا تے ہیں
---	---

نہشتہ	حقیقت میں جناب نطق کا دم بھی غنیمت ہو زمین شر میں بکھو تو کیا کیا گل کھلانے ہیں
نکبت گلی ہے کہیں نہ یوں بلبل ہو کہیں شیشہ سے ہو کہیں جام کہیں مل ہو کہیں کہیں ناقوس کی آواز کہیں صوت فغان دیر و کعبہ میں ہے ناقوس ازاں کی جو چکا لامکاں یار کا گھر حُسن کا جو چاہے یہاں سبے کہیں آہ کہیں نالہ عاشق کہیں غم	نہشتہ سے ہو کہیں جام کہیں مل ہے کہیں خندہ بادہ کشاں صورت قفل ہے کہیں نور محشر سے کہیں نالہ بلبل ہے کہیں کیا ناما شاہی وہ ہے اور کہیں غل ہے کہیں بو کہیں بھلی ہوئی بھول کی ہو گل ہے کہیں گریہ عاشق ناشاد کہیں غل ہے کہیں

خود ہی اندام میں بھی خورشید میں بھی ہو نہ نطق فرق تباہی تو ہے جز و کہیں کل ہو کہیں

نہشتہ	باب الواء	۱۳
ہجر میں ہوش نہیں آپ کے دیوانے کو آپ کی کھینچ رہا ہوں میں خیالی تصویر خود گلا کاٹ کے رکھ دوں گا اچھی ہلنا سچ میں کہتا ہوں کہ اس شمع کے جانیکے بند ناجی و ناری کا جھگڑا نہ چکا تھا اب تک	اور احباب چلے آتے ہیں سمجھائے کو مشغلہ خوب ہے یہ دل کے ہلبجانے کو میں نہ مانوں گا بھلا آپ کے فرمانے کو رات بھر بند جو آئی ہو قسم کھانے کو شیخ جی میٹھے ہیں س گتھی کے سلجھانے کو	

<p>رہے دل میں مری خاطر شکنی کیوں کریں آج اس حور نے فیضانِ قدم سے اپنے زخم کھا کھا کے بھی کچھ سیرِ طبعیت نہ ہوئی خیم کے خم کرتے ہیں پی پی کر وہ خالی ساتی غافلہ وقت کی کچھ قدر کر دے یہ سمجھو دن تو فرقت میں جلانے کے لئے آیا تھا رہبرِ دریاہ عدم میں ترے دیوار تھے</p>	<p>کونسی سب رہا توڑ کے جتنا نے کو رنگ فردوس کیا سیر سے خٹانے کو اب میں مجبور ہوں آمادہ ہوں سم کھانے کو پوچھتا رندوں سے ہے ایک دے پیمانے کو آئے دنیا میں ہو کچھ دہریس کر جانے کو ہجر کی رات جلی آتی ہے تڑپانے کو دم کے دم سایہ میں بیٹھے ہیں چل جانے کو</p>
<p>نمبر ۱۶۳</p>	<p>اک ذرا ٹھیس لگی درد اٹھا جان لگی آپ کیا پوچھتے ہیں نطق کے مرجانے کو</p>
<p>ترجھی جنوں کے دل عشاق گھائل کیوں نہو جان مضطرب کیوں نہو بقیاب ہر دل کیوں نہو کاکل پر بیچ کا تیسے جو مفتوں ہو گیا ایک ہی تلوار میں سرکٹ کے قدموں پر گرا جادو چشم پر پر ویل کے آگے کچھ نہیں ترک کر بیٹھے ہیں یہ دنیا کی ساری لذتیں ہم سمجھتے ہیں اُسے آسان سے آسان تر آج ہے مد نظر اسکو جو کرنا قتل عام جلوہ ہوش رہا اسکا جو آجائے نظر لاغری سے ہو رہا ہوں میں بہت ناز و نزار اک شہید ناز کی تربت ہے یہ لے دو ستو</p>	<p>سرگس آکھو سے ہر انسان سب کیوں نہو اس پری کو دیکھ کر ہر شخص سب کیوں نہو ایسے دیوانے کو بھر قید سلاسل کیوں نہو مرجا افسانہ فرس شا باش تا بل کیوں نہو سامری کا سحر ہو یا سحر با بل کیوں نہو اس سے خاصان خدا کو قرب حاصل کیوں نہو گل کھلانے میں زمین شمع کل کیوں نہو زیب زینت کبوترنہ شوخ مائل کیوں نہو یہ خود دھرت زردہ محفل کی محفل کیوں نہو اک قدم چلنا بھی سمجھو ایک منزل کیوں نہو رحمت اسیرات دن مولا کی نازل کیوں نہو</p>
<p>یہ دایا نہ تیروخی یہ غزہ یہ حیا</p>	<p>آپ قربان و شہیدانہ دل کیوں نہو</p>

ہمدرد چاہے نطق کا سارا جہاں نہ ہو
 راز نہاں الفتِ دلبر عیاں نہ ہو
 ایسا بھی ہونہ ہو یہ خدا ہی کو علم ہے
 کیونکر کروں نہ آہ دل سوختہ سے میں
 ڈر نہ کہ تیرے پھول سے رخسار دیکھ کر
 بھرتا ہے انکے کان رقیب سیاہ رُو
 کعبہ میں یا کشت میں ڈھونڈھیں کہاں تھیں
 ہو ضبط راز الفتِ محبوب اس طرح
 اس خوب کو ابرودِ شرکاں کی یاد میں
 کیا قلم ہے کہ یار کی محفل میں ہوں مگر
 ابرود پر اپنے ڈال کے بل کہہ دو ہیں وہ
 جاتا ہے ہر سیر تو لے گل جو بے نقاب
 مرنے کو لاکھ بار مردوں ہو اگر یقیں
 بزمِ طبیب ہو ساغرِ بادہ ہو آپ ہوں
 بے چین بے قرار پریشان حال ہوں
 جلاد کو بلائیے نازک بدن ہیں آپ
 طرفہ سے یہ کہ بیٹھے ہیں مجلس میں غریبی
 اسے خوراک کو جو ترے کوچے کے ہیں گدا
 انسان اسکو کوئی سمجھنے ہی کیوں لگا
 پھر لطفِ خاک بارہ کشتی میں مجھے ملے
 آنت سی آنت ایگی شمشادہ سرور پر

بے کار محض تو ہی اگر مہرباں نہ ہو
 بچر کے بھی آگ دلیں تو ظاہر دھواں نہ ہو
 وعدے پر اس پری کے کوئی شاداں نہ ہو
 ممکن نہیں کہ آگ لگے پھر دھواں نہ ہو
 گلشن سے عند لیب ترے گھرواں نہ ہو
 مائے وہاں شر کو بانی جہاں نہ ہو
 کچھ بھی خبر تو ہو کہ کہاں ہو کہاں نہ ہو
 چست سے گفتگو سے بھی ہرگز عیاں نہ ہو
 دل ٹکڑے ٹکڑے ہو سہی لب پر نقاں نہ ہو
 پر سان حال ایک بھی میل و مل نہ ہو
 کیسے چلیگا تیر جو تر چھی کہاں نہ ہو
 پروانہ شمع رخ کا ترے اک جہاں نہ ہو
 مرجانے پر بھی بار مراد بگماں نہ ہو
 غیروں کا داخلِ درہ زار و ہاں نہ ہو
 یارب کسی کو الفتِ زلف بتاں نہ ہو
 خنجر گلے پر آپ سے شاید رواں نہ ہو
 پھر وہ یہ کہ رہے ہیں کہ تم بدگماں نہ ہو
 مرجانے پر بھی خواہش باغِ جناں نہ ہو
 جس کو کہ الفتِ بتِ شیریں دہاں نہ ہو
 بزمِ طرب میں تو ہی جو لے مہرباں نہ ہو
 جل جانے تن بدن بھی تو لبِ نقاں نہ ہو

سچ پوچھے تو ہے بھی یہی شرعاً عاشقی	جل جائے تن بدن بھی تو لب پر خفاں نہو
آخر مشاوی عاشق صادق کی قبر بھی	باقی وہ چاہتا ہے کہ نام و نشان نہو
مشق خرام ناز سے اسے جان آپ کی	پامال دیکھئے دل حسرت نشان نہو

منبر ۱۵	سکر وہ بوسے غیسے افسانہ قیس کا
	دیوانے نطق کی یہ کہیں درشاں نہو

غم آٹھ پہر کھاتے ہیں کیا جانے کیا ہو	فرقت میں گلے جاتے ہیں کیا جانے کیا ہو
وہ غیض میں تھراتے ہیں کیا جانے کیا ہو	شعبہ کلفت آتے ہیں کیا جانے کیا ہو
ہم تم سے الگ ہو کے جس یاجنیں بھر	دل نکو دیے جاتے ہیں کیا جانے کیا ہو
بہتر ہے کہ ہم بھی جلیں ہمسراہ و گر نہ	وہ غیب کے گھر جاتے ہیں کیا جانے کیا ہو
کچھ رنگ یہ بزرگ نظر آتا ہے مجھ کو	ہمراہ رقیب آنے ہیں کیا جانے کیا ہو
دیدار کو ہم جاتے ہیں گھرانے دیکھن	جانے ہوئے گھبرانے ہیں کیا جانے کیا ہو

منبر ۱۶	اے لطف خدا پر رہے دن رات تو گل
	کیوں آتش فرمانے ہیں کیا جانے کیا ہو

خط لیلے مرا اور بہت جلد ہو اہو	میسرے لئے قاصد تو ہی اب بیک صبا ہو
احالت ہو تر نطق کی کیا جانے کیا ہو	عاشق کوئی معشوق سے یارث جدا ہو
تم چاند ہو سو بوج ہو بری ہو کہ خدا ہو	صورت جو دکھاؤ تو ہو معلوم کیا ہو
لطف آتا ہے ہر بات میں تیری ہیں ظالم	سب ہم کو برابر ہیں وفا ہو کہ جفا ہو
لو کان پکڑتے ہیں اگر کچھ بھی کہیں ہم	کیوں ہم سے کھینچے جاتے ہو کیوں بھینچا ہو
باز آئیں گے الفت سے کیسی یہ ہو شکل	منہ موڑیں گے ہم ایک نہیں لاکھ جفا ہو
کیوں مڑتے ہوں لیکے اب ایمان کے خولیاں	کیوں سجدہ کروں نکو میں بت ہو کہ خدا ہو
ہم جان پر اب کھیل کے جاتے ہیں گھرانے	اقتاد پڑے کون سی کیا جانے کیا ہو

دل صدقے ہو قربان جگر جا ہی نہ رہا ہو
 بڑا سا ہے قد فتنہ ہوا آفت ہو بلا ہو
 میدان قیامت میں بھی آگ جیسے پڑا ہو
 جس کو کبھی انسان نے دیکھا نہ سہا ہو
 لوہے قسم کچھ بھی اگر چستے کہا ہو
 کہہ ڈال اُسے صاف جو کچھ تو نے سنا ہو
 پریوں میں تری مچ ہو جو، دل ہٹتا ہو
 ثابت حق عشاق میں یہ آب بقا ہو
 تم کو نہیں منظور تو پھر ہلکے نہ چا ہو
 کافی سے سلیمان ہو جو جائے تو کیا ہو
 تم لاکھ غم و درد سے دن رات کرا ہو
 عالم تہ و بالا جو یہ طوفان سپا ہو
 لے جذب محبت تو ہی اب راہنما ہو
 شاید نہ وہاں تک گزرے صبا ہو
 اس ضعف میں اب تو ہی ذرا راہ گرا ہو

اک شب بھی جو ہمان ہو تم دیکھو تماشا
 کیوں کر نہ تھیں دیکھ کے سرے لگے انہاں
 بے برق جو تم ناز کی رفتار سے آؤ
 اسے باقی بیدار تو وہ ظلم کرا عباد
 ہم کیا کہیں کیوں ہمے خفا ہو وہ پرورد
 کس شخص سے کیا جتنے شکایت تری کی ہو
 بے برق اگر دیکھیں ترا چاند ما کھڑا
 تم غربت دیدار اگر ان کو بلا دو
 کہتے ہیں وہ ہم آنکھوں پہ ظلم کریں گے
 اتنا نہ سنا ہے بت بے پیر کسی کو
 ہو گا نہ خبر وہ کبھی لے عشق کے بند
 ہے ضبط نہجے ورنہ اگر رنے براؤں
 واقف نہیں ہوتا ہر کہاں وہ گل خوبی
 لو اب میں اڑتا ہوں خط شوق کی گدی
 اسے جوش تمنائے ملاقات کرم کو

جب وہی اس ترک سمکارس کی لطق
 ہر طرح بڑے یا ہو بچھے اسکو نہا ہو

۱۶

منبت

خزاں کا مہم آیا خبر یاد اب کہنے گلشن کو
 سلام لے ہم نفس میرا بواب دادی آہن کو
 نہ اسکو صبر آیا دیکھ کر میرے دشمن کو
 خدا یوں نہ دکھلائے کبھی نجات دشمن کو

اٹھا کر بچل لے بل کہیں اپنے دشمن کو
 میں غوطہ زن نہ ہوا جو طلاطم خیر الفت میں
 گرائی بجلی اسپر بھی سپر کینہ پروردے
 کیسی الفت جانکا رہے جو دن دکھا چھوڑ

بغیر اس ماہر کے نیر گل میں لطف کیا آئے
 کہا رنخ بقی سے پردہ تھا کہاں چال چو کا
 غبار راہ ہو کر بھی اگر میں ساتھ چلتا ہوں
 ابھی مدہوش ہو کر ایک عالم گر پٹے در پر
 یہ میرا خون ناخ و کھنکھ زنگ لایا گنگا
 تھاری اک نگاہ ناز نے کیا کر دیا جادو
 چلتے ہیں کہ پہلو چہر کریم دید و دل اپنا
 نشان تربت عاشق مٹا کر اپنی ٹھوکر سے
 فغان پر اپنی کیا ہو لیل گلزار تو نازاں
 انظر سیدی ہونکی دل عاشق کے لیے تے
 کرے ات بہت جان دو بھر میں کسی کو ہو
 پین بہ آفت آنی ہے گلہ نیر شامت آئی ہو

جلادو بھاڑ میں گل کو نگا دو آگ گلشن کو
 اٹھائے رہتے ہیں دودھ پہ لپا پی چلن کو
 تو وہ ہر قدم پر جھباڑتے ہیں اپنے دہن کو
 نذا سا بھی ہٹا دیں وہ اگر اک بار چلن کو
 صفت عشر میں لے قاتل پکڑ لگا دیں کو
 غلام اپنا بنا یا شیخ کو ہند در بہن کو
 ذرا دیکھتے تو کوئی اسکے اکی اس لکین کو
 اڑاتے ہیں ہوا میں بے ہاکی خاک ہرن کو
 کلیہ منہ کو آ جائے سنے میری جوشیوں کو
 کہو اب جان کیا لوگے بدکر اپنی جیون کو
 بٹھا کر تل گہ میں پاتے ہیں سکی گردن کو
 خرام ناز سے وہ جا رہے ہیں سیر گلشن کو

۵۰
 سنی نام

نہ ہمارے
 کنایہ غمرہ و عشوہ کو اسکے کوئی کیا سمجھے
 ۱۷
 خواب نطق ہی کچھ بھانیتے ہیں انکی چہرے کو

بہی سینے سے تری تصویر ہو
 جس کی سب بُری تقدیر ہو
 کشتہ ناز مجاہد نازیں
 دسے گی یہ قند کمر کا مزہ
 میں نکلے کا ہار ہو جاؤں ابھی
 مورد الزام بخاتا ہوں میں
 دفن کرے جیتے جی جھکے مگر
 شانہ دل میں تری تصویر ہو
 کار گر کیا ناک بھرتہ میر ہو
 سنگ مرید پر یہی تصویر ہو
 پھر وہی کل رات کی تقریر ہو
 موتیا کی سی اگر تقدیر ہو
 غیر کی سبھی چھ اگر تفسیر ہو
 بہی سینے سے تری تصویر ہو

ایک ہے دار فطمان عشق کو مان جاؤ تو قسم کھاتا ہوں تیرے کس طرح میدانِ محشر میں وہ آئیں کوئی ندیر ایسی بن آئی نہیں کیا تمہارے حسن کی تعریف ہو ایسے دیوانے کا پھر کیا پوچھنا تم اگر ہو جاؤ مجھ پر مہرباں سوئے دفنِ در سے وہ آؤ نہیں خاک ہو جب تک اسکی راہ میں	حلقہ گیسو ہو یا زنجیر ہو آج سے کچھ بھی اگر تقصیر ہو خون عاشقی کا نہ دامن گیر ہو رام مجھ سے وہ بت بے پیر ہو واقعی اک بولنی تصویر ہو جس کا زبور زلف کی زنجیر ہو کیا خجل پھر کا تب تقدیر ہو خاک عاشق کی نہ انگیر ہو خاک اسکے سامنے تو قیر ہو
---	---

منبر ۱۶۹	نطق ناحق وہ خفاء مجھے ہوئے لو قسم کچھ بھی اگر تقصیر ہو	۱۱
<p>سنو رہے ہو کھر رہے ہو تم اپنے گیسو بنا رہے ہو خبر بھی کچھ ہے کسی کو بیٹھ بٹھائے صاحبِ ثاب ہے ہو یہ کس سے باتیں بتا رہے ہو یہ کس کو بالا بتا رہے ہو میں خوب واقف ہوں بے پر وعدہ کے گھر سے تم آئے ہو تم اپنی آنکھوں سے کیا قیامتِ خدائی بھر میں بچار رہے ہو دکھا کے لیلِ زلف اپنی سبھوں کو مجنوں بنا رہے ہو ہزار آنکھوں کے سامنے تم عدد سے آنکھیں لڑا رہے ہو یہ طرہ اُسپر کہ جھوٹی قسمیں ہمارے ہی آگے کھا رہے ہو بحال کر اپنی مانگ سیدھی قیامتِ ایکان ڈھا رہے ہو کسی کے تم خضر راہ بسکر عدم کا رستہ دکھا رہے ہو</p>		

یہ گفتگو ہے کہ تیر و شتر کہ چھیدی ہے دل و جگر کو
 غضب کی تقریر کر رہے ہو ستم کی باتیں بنا رہے ہو
 ہے ہستی چھوٹی ہوئی لبوں کی ہیں ترپنے میں جیب و دہن
 کہاں گزاری یہ رات تنے کہاں سے تشریف لائے ہو
 کروں نہ درخواست وصل کی میں ہی تمھاری ہو صاف نیت
 اسی سبب سے تم اسے پرورد فرشتہ مجھ کو بتا رہے ہو
 ہو اسے خوں آرزو کا کس کی یہ کس کی بھلی ہے آج حسرت
 کہ بیٹھ کر محفل طرب میں تم آج خوشیاں منا رہے ہو
 مجھے تعجب سا ہے تعجب تمھاری حالت سے لے دل آرا
 کہ بیٹھے ہو میرے دل میں لیکن تمام جلوہ دکھا رہے ہو

مبشر یہ حال بتا بی جگر کا فسانہ اسے نطق سوز دل کا
 وہ کیا سنئے وہ کیا کریں گے یہ کس کو بیٹھے سنا رہے ہو

میرے قاتل مجھ پر ایسا ایک گمراہ دار ہو
 اک سرے سے قتل ہر اک کا فردیندار ہو
 لے پری پیکر اگر حاصل ترا دیدار ہو
 منعموں کو طمع زرا اتنا ہے پی سکتے نہیں
 لیکے وہ تیغ ادا اب آ رہے ہیں بام پر
 کھینچ کر لپٹا لیا انکو تو بولے ناز سے
 ہو مناسبت اور خود داری کا لٹا کو جو ابس
 ذرہ ذرہ میں نظر آئے گا جلوہ یار کا
 ایک ساعت کو وہ کافر ہو اگر جلوہ فردش

تیری ہی تلوار کے گھاٹ آج شیر پار ہو
 آپ کی تیغ ادا میں آج ایسی دھار ہو
 محو سخن کھڑی ہو ہر کا فردیندار ہو
 انکے نسخہ میں نہ جب تک شربت دینا رہو
 سرفرو شوں جان مینے کے لئے تیار ہو
 بھاڑ میں جائے کسی کا نوح ایسا پار ہو
 دوسر کی آنکھ میں پھر کیوں فیض نوار ہو
 شرط لیکن ایک جو انسان الہ الامبار ہو
 نقد جاں سے شتری ہر کا فردیندار ہو

<p>مجھ کو حوروں کی نہ خواہش ہو نہ بلخ خلد کی مردم آزاری سے بچنا چاہیے انسان کو</p>	<p>مسکن اپنا ان کے زیر سایہ دیوار ہو وہ نہ کرنا چاہیے جس سے خدا نیراہ ہو</p>
<p>نمبر ۱۸۱</p>	<p>سہرہ و تسلیم و رضا سے ہو قدم باہر نہ نطق نسل میں تم سید عالم کے آخر کار ہو</p>
<p>دکھائیگا وہی کرب و بلا کی سرزمین ہو لگا لگی ٹھکانے کوئے جاناں کی زمیں ہو کہ اکدن مار ڈالیں گناہ و شر میں ہو اگر ہم توڑ دیں اسکو نہ کہنا ناز میں ہو کسی وعدہ باطل کا آئے لگا لقیں ہو وہ اپنے عہد و پیاں کا دلاتے ہیں یقیں ہو نہ آئیگا نہ آئیگا کبھی اسکا یقیں ہو جفائے آسمان کا لطف دیتی جو زمیں ہو کہ آخر روئے وہ کر کے پوند زمیں ہو دھنی میں بات کے کیا جاتے تو ہم نہیں ہو دیا کرتی ہو چکر کوئے جاناں کی زمیں ہو خلائق کا وہ سمجھانا کہیں انکو کہیں ہو ہو فوقیت کہیں نکو ہو فوقیت کہیں ہو دل گم گشتہ میزائل ہی جائیگا کہیں ہو حقیقت میں مناسب ٹوک نہ تھا وہیں ہو برائے اسک شوئی سے رہا ہو آتیں ہو نگاہ ناز سے کستی ہو چشم شرمیں ہو</p>	<p>چلا لیکر کہاں بھر لے دل اندوہ میں ہو جو دل چاہتا ہو پہل لے دل اندوہ میں ہو گمان وہ ہم کیا اسکا تو ہے پورا یقیں ہو یہ لکھ اپنے وعدہ کو دلاتے ہیں یقیں ہو سمجھ نادان اتنا بھی نہ تو لے ہمیشہ ہو غزایہ ہو کہ کھا کھا کر قسم غم زدگی الفت کی اگر قرآن کا جامہ پہن کر بھی کرو وعدہ ہمارے پاؤں کے نیچے سے یہ بھی نکلی جاتی ہو ہمارے عشق کا بل سے اثر اتنا تو دکھلایا نہ آنا ہو نہ آؤ جان ہی پر کھیل جائیگے ہمارے حق میں یہ بھی آساں حکم نہیں ہرگز نہ پوچھو حشر کے میدان میں کیسا وہ منظر تھا اگر تم حسن میں بڑھ کر محبت میں ہیں ہم بڑھ کر کیسی زلف میں ہو گا کیسے زیر پا ہو گا کر جائیگے لکھ کر غیر کیسا کیسے گھر ہم تھے ہو یہ بھی ایک شان دہری اس ماہ پارہ کی ستارے ہو ش و نقد جان ہی قیت ہو سن ہو</p>

<p>یہی جادو ہو جس سے عاشقوں کی جان لیتو ہیں فقط اس جرم پر تیج اداسے بچ کرتے ہیں در کعبہ ہو تیرا سنگ در ہو کوئی پتھر ہو ہمارے حصّہ میں آئی جو الفت جمینوں کی تتنا ہو یہی واسطے وہ دل میں رہتے ہیں ہیں تو زندگی ہی میں ہو حال سیرت کی نگاہ قیس پیدا ہو اگر شہمان حق میں ہیں</p>	<p>وہ کہتے ہیں کھا کر اپنی چشم شریکیں ہو کہا کرتے ہو تم کیوں نا زنین نا ز آفریں ہو مٹا نا ہی ہو منتظر مبعث جس میں ہو لگا دینے مبارکباد صورت آفریں ہو زمانہ ایک سنہ ہو کر کے پردہ نشیں ہو زمین کو سے جاناں ہی ہو فردوس میں ہو نظر ہر سمت آئے نیلے محل نشیں ہو</p>
<p>منبتہ ۱۸۲</p>	<p>زمین حرم میں لے لطف کیا کیا گل گل لڑ نہیں نظر آئے لگی یہ باغ فردوس بریں ہو</p>
<p>کوئی حسین لینے کو تیار بھی تو ہو کیا کچھ نہیں ہے لطف محبت میں عشق میں کہتے ہیں جائیں کس کی عیادت کی واسطے میں دل لگاؤں غیسے کیا بولنے ہو تم کس طرح غم غلط ہو دل نا صبور کا لائینگے کوڑی دور کی زندان بادہ مست ہو جائے شادی مرگ جو بھکھو تو کیا عجب سوار رحم کرتے ہو دشمن کے حال پر کس شخص سے جان میں اپنی مثال دل بات اُن کی مان لینے کو تیار ہوں مگر ایفائے وعدہ کو جو کہا سنکے بولے وہ قربان اپنی جان کر دوں اسکے پاؤں پر</p>	<p>دل دیں تو کسکو کوئی خریدار بھی تو ہو انسان کوئی اسکا گر قنار بھی تو ہو نا خواستہ خدا کوئی بیسار بھی تو ہو تم سا کوئی جو ان طر حدار بھی تو ہو ہند رہی تو کوئی ہو غمخوار بھی تو ہو ہاں اس طرح کا خازنہ خمار بھی تو ہو ان کی زبان سے وصل کا اقرار بھی تو ہو الطاف سے حال پر اکبار بھی تو ہو دنیا میں کوئی مجھ سا سید کار بھی تو ہو پہلے وعدے کے ملنے سے انکار بھی تو ہو آئیگے ایک رات شب تار بھی تو ہو یسے گلے کا نطق کوئی یار بھی تو ہو</p>

کیوں چپ ہو نطق دار عشر کے سامنے
شکوہ توں کا بچہ سر در بار بھی تو ہو

منبہ

باب اول

۱۱

بیل کو چٹھ ہے عروس چمن کیساتھ
کیوں دشمنی نہ ہو مجھے چرخ کن کیساتھ
کھیلی ہوئی ہیں کیا یہ غزال ختن کیساتھ
پتیاں گلاب کی ہیں یا سمن کیساتھ
ہے لطف سیر گل کسی غنچہ دہن کیساتھ
تنبیہ اسکی بھونڈی ہو سرو چمن کیساتھ
جتنا کہ روح کو ہے نعلق بدن کیساتھ
اسکو ذرا ملائیے مشک ختن کیساتھ
سوئے تھے ایک ات کسی گلبدن کیساتھ
کرنے لگا تھا گفتگو بیہودہ پن کیساتھ

اسطرح مجھ کو بھر ہوائے دہن کیساتھ
ہوتا ہے یہ غل سرے پر کار و بار میں
بھرتی ہیں چو کڑی تری انھیں جو اسطرح
منہدی ملی ہوئی ہیں تری نازک نکلیاں
تہا نہ جاؤں گا پے گلگشت باغ میں
طوبی سے بڑھکے قامت موزوں ہر اچکا
اتنا ہی رکھتے گھر سے سرو کار ہر مند
خوشبو میں بڑھ سکے گا کبھی خال یا سے
میکے بدن سے آج تک اتی ہوئے گل
کیا خسر و دہیل میں فرعون کا ہوا

منبہ

عاشق ہو نطق شیریں کلامی یار کا
ہر اسکو اس کی زبان دہن کیساتھ

۱۲

ہیں انکے سحق جو ہیں مرید و پیر سخا نہ
کھڑے ہیں دیر سے کپڑے سے زنجیر سخا نہ
خدا کی شان ایسی ہو گئی تقدیر سخا نہ
پاکر ادہ احمد کا ساغر پیر سخا نہ
کرامت انہی دکھلائے ذرا لے پیر سخا نہ

سے کوثر اور فردوس بریں جاگیر سخا نہ
خدا را سیکرہ کا کھول دے در پیر سخا نہ
ہوا خود مختب اگر مرید پیر سخا نہ
دکھاتا ہر بہشت و دوزخ دغا لک کی پیر سخا نہ
لٹا اپنے حقیقت کش کو آنکھوں کی گردش سے

یہ کم ظرفی ہو رہندوں کی جو ہنسی باتیں کرتی ہیں
 یہاں کے بیٹھے والے خبر لاتے ہیں گرد و کی
 محبت ہو گئی بہت انس کی سرخ زلفت سے
 کروں یہ دو عالم دو نواں نکھیں میری کلجائیں
 درمیان پر ہر وقت یہ بیٹھا ہی رہتا ہے
 تنافس سے تری او ساقی گلغام خوش بہت
 خدا سے لو لگاتا ہو جسے منظور وہ آئے
 ہے دل میں دشمنی بادخت زکی چاٹ جو سکھ

نہایت ۱۲
 شریک زمرہ زنداں نہ گونفق کیا سنی
 ذرا بڑے دوا کے قلب پر تنویر میخانہ

بات اتنی تو مری لے بار رکھ
 ہو ذرا سینہ بسینہ لب لب
 اب نہ تو یا ہجرتیں لے ماہرو
 یا خدا جب تک ہی میری زندگی
 دردمنٹ جا لگیا ہر روز کا
 بھول کر بھی تو کسی کو بد نہ کہہ
 تیری عاشق جانیں سکتے کہیں
 سرد آہوں کے گزر کے واسطے
 سخت جاتی کا اگر ہے استحاں
 پھک ہا ہے شعلہ غم سے جسگر
 زندہ درگور اپنے عاشق کو بنا

زخم دل پر مرہم زنگار رکھ
 میرے گالوں پر گل رخسار رکھ
 لے میحباب نہ تو بیمار رکھ
 جام الفت سے مجھے سرشار رکھ
 حلق پر تو خنجر خو خوار رکھ
 پت رکھانا چاہو پت لے یا رکھ
 زلفت کے پھنڈی میں اگو مار رکھ
 میری جانب روزانہ دیوار رکھ
 بھاری گردن پر مری تلوار رکھ
 ہاتھ سینے پر ذرا لے بار رکھ
 چشم جادو سے انھیں تو مار رکھ

پاس خوش و خاطر اغیار رکھ	چاہتا ہے تو بنے ہر دل عزیز
۱۱	نمبر ۸۷ جان ہی دیدے فراق یار میں نطق پر جھگڑا نہ تو بیکار رکھ
جائے دنیا سے جو انسان تو یار کیا تھا اور اک تم ہو ملطف نہیں انسان کیا تھا آتے ہیں بزم میں قتل کو سامان کیا تھا سٹھ سے جو کدیا پھر وہ ہر میر جان کیا تھا اُس ہوتا ہی ہر انسان کو انسان کیا تھا انہیں انسان کو نہ ہو دوسرے انسان کیا تھا دیکھ خوشی نہیں لازم بگھے مہمان کیا تھا تیرے عشاق نکلتے ہیں تو اس شان کیا تھا اور لیتے بھی کبھی وہ ہیں تو بہتان کیا تھا جبکہ لساں بنے شیطان شیطان کیا تھا	سٹھ سے جو کدے کوئی پھر وہ ہر جان کیا تھا کرتے ہیں اہل کرم رحم تو جوان کیا تھا سر نہ بھی اٹکھو نہیں ہر کسی ہی یار کیا تھا اب حینوں سے وہ الفت وہ محبت کیسی کیا برا میں نے کیا نکو جو چاہا میں نے ایک ہو جاتے ہیں سب پانی کے قطرے ملکر درد دل - دل میں وہ بیٹھے ہیں اٹھ رہ رہ کر اک طرف لشکر غم ایک طرف یاس کی فوج نام عشاق کا لیتے نہیں بھولی سے کبھی بیٹھ سکتا ہی نہیں چین سے اک لمحہ بھی
۹	جائے گریہ ہے تاسف کی جگہ ہر امی نطق ہونہ ہر دی جو انسان کو انسان کیا تھا
۹	نمبر ۸۸ خیال اس قاتل عالم کا کبھی نکلتا ہے غرض سیر دنیا حست سے کچھ نفع سے طلب مراد چوٹ ہی کھائے ہوئے ہو ہی کیا کیئے تمھاری ہجر میں امی جان لب پر جان آئی ہی مرے سینے میں رہ رہ کر کلیجے کو سستا ہے کیسی یاد سے لیکن دل سبیل بہتا ہے ذرا سی بات پر آنسو کا اک چشمہ اُبتا ہے ابھی دو چار آنحوں میں ہمارا دم نکلتا ہے

نہ تو پر اثر اس کا یہ قیمت ہی کی گردش ہو ریاض عشق کی اب غیر حالت ہو گئی ایسی گلے پر جو رکے وہ بت لگا اس طرح فرمانے تھے بیمار الفت کی ہو حالت دم کے قابل	لو کہ میرے نالے سے تو پھر تک بگھلتا ہے نہ جنبش ہے لبوں کو ہی نہ یہ کروٹ لیتا ہے تھیں کہ وہ کہ قیمت کا لکھا ہرگز بدلتا ہے میں حالے خبر طبعی کہ لب لباب دم بگھلتا ہے
--	---

نمبر ۸۷	خدا محفوظ رکھے عشق سے لے نطق ہر اک کو لگی ہو تن بدن میں گ دل سینے میں جلتا ہے	۱۰
---------	--	----

دل لگا کر اس ترم پیشہ سے بچتا یا کئے وہ شب وعدہ نہ آنا تھا نہ آئے ہے غضب غیر پڑتی رہی ان کی محبت کی نگاہ - اُف رے انداز تم سے جلتے کیلئے اں میں آؤں گا مقرر آج رہنا منتظر وصل کی شب بھی غرض بکا را آخر کٹ گئی میری غنچواری کا آیا کچھ نہ صاحب کو خیال وصل اگر میرے مقدر میں نہیں تھا کیا گلہ رقص سبل کا تماشا دیر تک ہوتا رہا	ہاتھ ملتے رگے غم عمر بھر کھایا کئے شام سے تقدیر پر ہم اشک برپایا کئے زنگ سے سیسے دل بریاں کو برپایا کئے رات دن وہ دشمنوں کی بزم میں جایا کئے روز مجھ سے آپ یوں ہی آہ فرمایا کئے وہ الگ بیٹھے رہے تا صبح شرمایا کئے عمر بھر غریبوں کا لیکن آپ غم کھایا کئے دیکھنے کو بھی مگر بھکو وہ ترسایا کئے ریت کر بھری چھری سے بھکو تر پایا کئے
---	---

نمبر ۸۸	اک بت نا آشنائی دوستی میں مان دی نطق کو احباب بیٹھے لاکھ سمجھایا کئے	۹
---------	---	---

سے عاشق کیوں نظر تیری لپک کر رہ گئی ہوتی ہو رہ رکے کاوش کیوں دل صدمہ میں وعدہ کر کے وہ بت وعدہ شکن آیا نہیں میرے دل کی جستجو کو بڑھ گئی میری نظر	کیسی ادھی تیغ ہے چکی چک کر رہ گئی ہو نہ ہو نوک فرہ تیری اٹک کر رہ گئی آز و کی آگ سینے میں دہک کر رہ گئی مرے دم بھی جان آنکھوں میں اٹک کر رہ گئی
---	--

تھا دم آخر ترے دیدار کا اتنا خیال، آپ ہی آپ کی تلوار بھی نازک بنی کس قدر جوشِ نو ہے جو بنوں کا اوری بے تسوں یہ گنبد گرداں کھڑا ہے کی طرح	مرے دم بھی جان آنکھوں میں ایک کر رہی ایک ہی دو دار میں انوس تھک کر رہی دو ہی گھٹو غنم تری آگیا مسک کر رہی عقل میری اس جگہ کھا کھا کے چکر رہی
---	---

نسب ۱۲	اس طرح جی پڑھائی عیسے اس ماہ کو، نطق سے بیفائدہ آخر کھٹک کر رہی
--------	--

وادی حقیق و محبت کی فرا کچھ اور ہے نطق کے دلیں ہوں لے مہ لقا کچھ اور ہے ہجر و وصل ایر دونوں ہی عجب ہیں لطفِ خیر سرت پہلوی میں اگر بٹھن کا فی نہیں وصل کا وعدہ الیا کیا کر سیکو کریں شکے عرض مدعا وہ گلبدن گلگوں قبا دیکھ لے اسکو سنی باتوں پر لے زار نہ جا کیا گذر تیرا ہوا تھا کو چہ دلدار میں نوشدار و آب ہی پی لے طیب مہراں منصف کو کہ تھیراں دونوں نسبت ہی کیا کیا تقابل تجھے خواباں جہاں کو ہو سکے	یہ چین ہی اور ہے اسکی ہوا کچھ اور ہے تیری نیلے بت شیریں ادا کچھ اور ہے اسکی لذت اور ہے اسکا کچھ اور ہے میسے دل میں آرزو لے دلیر با کچھ اور ہے عاشقوں کی جگہ قیمت میں لکھا کچھ اور ہے مہن کے زمانے لگا اسکے سوا کچھ اور ہے حورِ رضواں اور ہے وہ مہ لقا کچھ اور ہے چال کا انداز تیری لے صبا کچھ اور ہے اسکے یار محبت کی دوا کچھ اور ہے چشم آہو اور چشم سرمہ سا کچھ اور ہے جانتاں تیری ادا سرتاں بیا کچھ اور ہے
---	--

نسب ۱۳	منشیو مجھے اسکی خیریت فرمائیے، نطق کی نسبت ابھی میں نے نہ لکھا اور ہے
--------	--

وہ وصل کی شب گئے ہوئے تین پہر کے خوبان جہاں تپے ہیں سب قند و شر کے	یہ سوئے کہ گھر جانے کے وقت سحر کے جادو سے یہ لیلیتے ہیں دل فردا شر کے
---	--

نکلے ہیں وہ بازار میں خوب کچھ سونے کے
 دنیا بھی گئی دین بھی انوس صدافوس
 اک نیرے پر آجائیکا خورشید قیامت
 کیا جائے کیوں خلق کیا ہمو خود انے
 جو بوجھ اٹھا سکتے نہ تھے جن دلائل ک
 ہم مرنے پر آئیں تو ہو عالم تہ و بالا
 رہتا ہی جو دن رات بپانوح کا طوفان
 نالوں سے جو گہرائے تو پاس اپنے پایا
 کہا صبح و صلا کیا ان نے پریشان
 لے بیخ قدم جادۃ الفت میں نہ کھنا
 لے لوالہوس کو جہ کل ملک عدم کا
 وہ حق خدا داد وہ اعضا کے مناسب
 گو فکر میں میں تار نظر سا ہوا معدوم

جار و بکاش کو چہ دلدار ہیں لے نطق
 وقف نہیں جھگڑیے بہشت اور ترکے

سانسے رکھ کر گھڑی ہم تا سحر دیکھا کئے
 مجاہل غیار میں ادا بستہ اتنا اتھا
 جلوہ ہائے یار نے وہ محو حیرت کر دیا
 مرنے پر کیا خاک رکھوں اشیائے امینہ فنا
 اب اثر ہوگا دعاؤں میں ابھی آئیں گے وہ
 دل کے دینے پر بھی بہراستیاں مجھ دیر تک

انتظار اس خبر و کالات بھر دیکھا کئے
 تیرے ظلم ناروا او فتنہ گرد دیکھا کئے
 کشمکش باندھے ہوئے ہم رات بھر دیکھا کئے
 ان بتوں کی بیوفائی عمر بھر دیکھا کئے
 رات بھر اس وہم میں ہم سٹے دیکھا کئے
 ہاتھ اکھڑا دکھ کر دھیرے قلب پر دیکھا کئے

<p>اصل کی شب لا کر کوشش کی بتایا یا نہ کچھ</p>	<p>رات بھر ڈھونڈاھا کئے انکی کمر دکھاکئے</p>
<p>ان بتوں کو رحم دترہ بھر نہ آیا نطق پر</p>	<p>منبر ۱۹۲ شک لب کھاکئے یہ چشم تر دکھاکئے</p>
<p>۱۲ حرام موت کو بت ہم حلال کر بیٹھے کہ پاس بیٹھے تو گھونگھٹ نکال کر بیٹھے کہ ارے غفے کے چہرے کو لال کر بیٹھے اسی کو آج یکا یک حلال کر بیٹھے عجیب آپ بھی صاحب کمال کر بیٹھے دھیسے پاس ڈو پٹہ سنبھال کر بیٹھے حضور مجھے بھلا کیوں ملا کر بیٹھے کہ دخت رز کو یکا یک حلال کر بیٹھے وہ رز خسرو یہ مجھ سے سوال کر بیٹھے بتوں کے عشق میں نقصان مال کر بیٹھے بلا یہ آئی ہوئی سر سے ٹال کر بیٹھے</p>	<p>ہماری بات کا جب وہ ملا کر بیٹھے شب وصال وہ مجھے چال کر بیٹھے سوال وصال پر اتنا ملا کر بیٹھے جناب شیخ جسے کل حرام کہتے تھے ذرا اسی آنکھ دکھا کر دلوں کو چھین لیا عدو کے پاس تو آنچل کا بھی خیال نہیں بھلا بڑا جو کہا تو عدو کو میں نے کہا جناب حضرت واعظ نے کج فہر کیا بتا کہ دل کے لگانے کا کون مجرم ہے ٹٹائی کھول کے جی ہمنے دولت و عزت نکالا ہمنے رقیبوں کو بزم سے ان کی</p>
<p>۱۰</p>	<p>منبر ۱۹۳ جناب نطق نے کتنا نہ دوستوں کا کٹا بتوں کے عشق میں اپنا یہ حال کر بیٹھے</p>
<p>پھری ہوئی مجھے ہائے کب تک نگاہ نازبتاں رہیگی خدا ہی جانے فراق دلبر میں روح کب تک پٹیاں رہیگی نہ نکست گل نہ بوئے غنچہ نہ نزہت گلستاں رہیگی بہار گلشن رہے گی باقی نہ باقی طرز حسنہاں رہیگی تھاری الفت ابد تک لے گل نہ دل سے جاگیگی ایک لحظہ</p>	

ہمارے سینے میں سرشل ہو یہ نہاں رہی نہاں رہی
 رہی کسی سے غم میں یہ کہ تیرے کو بچے میں جا بے گی
 بھل کے قاب سے روح میری خدا ہی جانے کہاں رہی
 خنک جہیں پر ہیں ابرو پر پہل غضب کے تیرے غضب کی چتون،
 کھینچی رہی یہ تیغ کب تک جھکی یہ کبتک کہاں رہی
 ستارہ اتنا کسی کو ظالم خدا نے برحق سے تو ڈرا کر،
 حجاب کے شل تیری ہستی نہ باقی اے آسمان رہی
 غرور عہد شباب کا کیا ہے چاندنی صرف چار دن کی
 جوانی کس کی سدا رہی ہے جو آپ کی مہرباں رہی
 جدا جو تم ہو گئے ایک لمحہ تو وہم آئیں گے مجھ کو کیا کیا
 مری طبیعت قسم خدا کی اسی طرح بدگماں رہی
 اگرچہ کچھ بال سر کے تلکے مگر ہے جوش شباب اب تک
 ہے جام گلگوں کا دور جب تک طبیعت اپنی جواں رہی

مبصرہ ۱۹۵
 ہمارے قالب میں نطق جب تک ہماری روح رواں رہی
 ۱۸
 بتوں کی الفت سے ایک لفظ نہ باز آئی گے دیکھ لینا

<p>تباؤں کیا کہ کیا وہ بانی بیدار کرتا ہے یہ کیا بچھا ہوا اگر دون بے بنیاد کرتا ہے ہمارے پائے لاغر کو ہے کافی قطعہ کا کل عدد کو قتل کرتا ہے تڑپتا چھوڑ کر مجھ کو جھکائے اپنی گردن دیر سے قتل بیٹھے ہیں سکہ دہی عطا کرتا ہے سر سرن سے جدا کر کے</p>	<p>ہمیشہ اک نئی طرز ستم ایجاد کرتا ہے ہر مسنون طرب کوئی کوئی فریاد کرتا ہے عبت تو بڑیاں تیار لے حلاوت کرتا ہے ستم ایجاد کیا کیا وہ ستم ایجاد کرتا ہے ارادہ غیر کے کیوں قتل کا جلا د کرتا ہے یہ کم احسان اب عشاق سے جلا د کرتا ہے</p>
---	---

<p>بھنسا تا ہے جو مرغ دل تو کیا الزام ہو سبا تیرا گندہ اسکی گلی میں ہو تو یہ کنا پھری ہی پھری حلقوم پرانا ہی جاں کر تھاری نوک نرگاں کی خوش اس سے بھی زیادہ نہیں بنا بھی کوئی اس کے دیوانہ برائیدہ خدا کا شکر گرا حسان اس قاتل کا لے سر پر جو چکی آئی بزم غیر میں انکو تو یہ بولے عجب انداز دلکش ہے ہوائی چکیاں ہدم ترا احسان مائیں یا تھے خنجر کے ہوں ہمنوں اگر اتنی بھی ہو شاگرد اس ستارہ کامل کا</p>	<p>جو فطرت کا تقاضا ہے وہی صیاد کرتا ہے جوانی عاشق شیدا کی کیوں برباد کرتا ہے نہ بھگو تو اگر آزاد اسے صیاد کرتا ہے کھٹک پیدا جو نوک فشر نصاب کرتا ہے پس دیوار بیٹھا مالہ و زیاد کرتا ہے تھے شہر خرمشاں خوب وہ آباد کرتا ہے خدائی خوار عاشق کوئی بھگو یاد کرتا ہے کوئی محشر خرام اکبتہ بھگو یاد کرتا ہے کہ بند فکر سے عشاق کو آزاد کرتا ہے غزل گو اسکو فیض حضرت شہشاد کرتا ہے</p>
---	---

<p>نہ ۱۹۶</p>	<p>نلاش نطق ہوتی ہے ہمیشہ مشق کے خاطر کوئی تازہ ستم جب وہ پری ایجاد کرتا ہے</p>	<p>۱۳۸</p>
---------------	--	------------

<p>ہو نہیں سکتا ہے حاصل جب کہیں دل سے ہو دیدہ مجنوں ہویدا پردہ محفل میں ہے جان ہی دیدیں تو کیا اپنے نہیں نیکے یہ محفل لیلیٰ میں روزن ہو نہیں سکتا کبھی جاں کنی ہو اس طرف و عیش و عشرت شہرت کسکے غم میں گریہ بے وجہ ہو کھلتا نہیں ساکن بزم پر رویاں کو کیا حاصل شہت بھانپ کر میری تنکھویوں کو وہ یوں کنہی لگا توڑتا ہے دم بہ چکی کاوش جانکاہ سے</p>	<p>میسے دل کی آرزو ہر تہ کے مشکل میں ہے یہ کرامت دیکھئے جو عاشق کابل میں ہے یونانی ان پر یزادوں کے آب گل میں ہے دیدہ مجنوں ہویدا پردہ محفل میں ہے جامے کا دور ہے وہ غیر کی محفل میں ہے شعخ گریاں رات بھر کنویں غیر کی محفل میں ہے لطف اس سے بڑھکے کیا کچھ روز کی محفل میں ہے بھگو بے لوم ہے جو کچھ کہتے تیرے دلیں ہے کون سا تیرا ہوائی سینہ بسل میں ہے</p>
--	--

<p>تھی لکھی یہی سے مقدر میں شہادت ہوئی پھر رہی تو آنکھوں میں تصویر مقتولوں کی یہ غیر کا لہو استخاں خود بخود ہوتا جاوے گا</p>	<p>اکلی پھر شہر زندگی کیوں دیدہ قابل میں ہے کب یہ تیلی کالی کالی دمہ قابل میں ہے فرق کچھ تجھے نہ پوچھو کیا حق باطل میں ہے</p>
<p>منبر ۱۹۷ آرزو سے نطق نہاں جو کہ میرے دل میں ہے کلیسا میں کہ گہر میں نہاں ہے یہ کس حور بھشتی کا مکال ہے کوئی باغ جوانی اُنکا دیکھے کوئی دھونڈھے کہاں اس پر نشان کہ لگائے کلخ گردوں میں نہ یہ آگ نہیں بدلی فلک پر یہ نمایاں کوئی مینہ اُبھلا گیا کر سیکے گا بہتہ منصرف نہ تپا رہے یہ جو آئے ہو گئے سحر تماشا دھواں دھارا میں کہیں ہجر کی خب نہ کہنے کا نہ کچھ سننے کا موقع ہے لالہ زار دلیخ دل سے ایسا کبھی تھقل مرثیہ لب تک آئے ہے نغمہ دن کوئی بیل حین میں</p>	<p>۱۵ جان بنے پر بھی حاصل ہو تو میں خوش بخت ہوں مجھے سہ جتنو جسکی کہاں ہے ملک جسکی نگلی کا پاسباں ہے بہار بوستان بے خزاں ہے وہ شہور دو عالم لاسکال ہے ہوائے سوز نہاں کا دھواں ہے مری آہوں کا گرد کارواں ہے خدا جنت تک کہ مجھ پر ہواں ہے ترا عاشق قمر بھی بنگال ہے ترے کوچہ میں کچھ ایسا ساں ہے فلک تک آسمان ہی آسمان ہے عجیب آفت یہ مرگ ناگماں ہے مرا سینہ نہیں سب گستاخان ہے دل ناداں یہ وقت امتحان ہے کہ آسپل اسدم شعر خواں ہے</p>
<p>منبر ۱۹۸</p>	<p>۱۰ نہیں ملتے وہ نطق دل خریج یہ فرماتے ہیں میری کشائیں</p>

نہ لب پرانکے ہے یہ تبسم نہ چہرہ اُنکا نقاب میں ہے
 سحاب میں کو نذرتی ہے بجلی یہ ہر اوزر حجاب میں ہے
 یہ خال جیسا کہ خوبصورت ہے مصحف نوح پر اس پری کے
 یہ نقطہ لا جواب ہرگز نہ آسمانی کتاب میں ہے
 جو نشہ عشق میں مزا ہے وہ دل سے پوچھو جگر سے پوچھو
 نہ بھانگ ہی میں ہے لطف ایسا نہ کیفیت خیراب میں ہے
 تمہاری فرقت کا رنج اسپر عذو کے طعنے ہیں نوک نشتر
 تمہاری رمی الفت میں جان میری عجب طبع کے عذاب میں ہے
 ہے ڈھیر لاشوں کا رہگذر میں ہے شور نالو نکاشہ بھر میں
 عجب قیامت کا ہائے فتنہ بتوں کے عہد شباب میں ہے
 تمہاری زلفوں کو کوئی سونگے تھامے گا لوں کو کوئی دیکھے
 نہ ویسی خوشبو ہے یا سمن میں نہ ایسی رنگت گلاب میں ہے
 نہ غلصی ہی ہے اس سے ممکن نہ جان دینا ہی ہو کچھ آساں
 تمہاری زلفوں میں دل اُلجھ کر عجب طبع کے عذاب میں ہے
 جو قاصد آیا پلٹ کر اپنا لہنا نہ کھولا بصد تشنا
 تو دیکھتے ہیں کہ سادہ کاغذ ہمارے خط کے جواب میں ہے
 تم آہ و نالہ کو اپنے رو کو نہ سوتے فتنے کو تم جگا دے
 ابھی وہ محبوب فتنہ قاصد منا ہے لے نطق خواہیں ہے

۹	کسی کا محتاج مرتدیم تک نہ کیجے نطق دل خیریں کو	نمیں ۱۹
تو سلامت رہے کو چہ ترا آباد رہے	ہمیشہ شام و سحر خدا یا دعا یہ تیری جناب میں ہے	ہر گھڑی عشق تم لے تم ایجاد رہے

<p>سر ٹپکتے رہے روتے رہے بر باد ہے مرہم زخم بھی ہو تیغ جفا کے شال لاکھ ہوں جو دستم اٹھ بھی لب تک لے ہم ہی کہتے ہیں لے دل کے جلا نیوالے قتل فرماتے ہیں عشاق کو بہتر لیکن حلقہ کا کل دلبر جو پڑے پاؤں میں قتل عاشق کے لئے خنجر ابرو کھینچو</p>	<p>عاشق زلف تباہ دہریس کبشا در ہے خندہ بھی طیش میں لے بانی بیدا در ہے ضبا سے کام ہمیشہ دل ناشاد رہے تو سلامت رہے پھولے پھلے آبا در ہے آپ بچتا کیس گئے آخر کو بہت یاد رہے مرنے دم تک بھی نہ عاشق کبھی آزاد رہے اسکے رہتے ہوئے کیوں خنجر فولاد رہے</p>
<p>منبتہ ۲۰ تھکوا اغیار یا پیر فلک کیا کیجئے تو نے صوت ایسی ہی بائی ہو ای ناز کدین یہ دل کجنت بھی اس بیوفا سے مل گیا کچھ اثر دل پر نہوگا اس بت بدکیش کا ایسے لعل کے نہیں فتن تک نکلے کا اگل کس قدر لے ماہر و تصویر تری ہر حسیں دہم کی بھی جیسے سائی اس جگہ دشوار ہے تنگھی جو پٹی سمجھئے آنکھوں میں سرمہ دیجئے اس قدر جدت پسندی سیر دل میں آگئی</p>	<p>منبتہ ۱۰ نطق کس لطف سے نکلے میری جان تریں موتے دم کوئی جو پہلو میں پریر اور ہے بخت بد جو کچھ دکھائے چکے دکھا کچھ چاہتا ہے جی تری تصویر دیکھا کچھ آہ اب اس دہریس کس پر پھر سو کچھ قدیوں کے کان کیوں نالوں بچا کر ایسے آپ گو آٹھوں پہر اسکو ستایا کچھ دل کی خواہش ہو لے دن ات چڑھ کچھ اُسے لینے کی بھلا کیوں کر تمنا کیجئے قتل عاشق کیلئے کچھ تو بہانا کیجئے روز خواہش ہے یا مشوق پیدا کیجئے</p>
<p>منبتہ ۲۰ ترجہ شکن شباب عروس بہار ہے</p>	<p>منبتہ ۱۸ خستہ بھی مہرباں ہو نیلے دہر گر نہیں لاکھ سرد و بارے لے نطق مارا کیجئے لا دستہ غنہ کو کہ دل بتقرار ہے</p>

۱۳۲
مضطربہ جان سینے میں دل بقرار ہے
فرمانی تو کوئی صورت جو زیست کی
اس فتنہ زائے فاست رنگا روکھلے
نفس سے جام عشق کے مدہوش جو ہوا
کیا خاک ضبط آدو فقاں مجھے ہونے
ہم دیکھ لیں گے آپ کی یہ پاکدہنی
کیا آپ کا بھی حسن گلو سوز ہے کہ واہ
بے مثل بے نظیر ہے لاکھوں ایک ہے
منظور سیر باغ ہو تو دل میں آئیے
تقدیر میں جو لکھا ہے پیش آجکا ضرور
جانے کا نام ہی نہیں لیتی تپ خزان
جو حق کہیں تو کو کو کہیں پی کہاں کہیں
ہاتھوں میں جام بلغم میں جھولا بغل میں پار
تیرا نہ شیفتمہ ہو تو وہ شخص بے بری
کیا پوچھتے ہو حال دل او چارہ سازین
صد حیف آپ نطق کو پہچانتے نہیں

۱۳۱
۳۲ نہیں سمجھ میں یہ کیوں انتشار ہے
قابو نہ آپ پر ہے نہ دل کو قرار ہے
قربان سرو ہے تو صنوبر خار ہے
حق تو یہ ہے کہ ب میں دہی ہوا ہے
بے اختیار جان تو دل بقرار ہے
باقی اگر یہ زندگی مستحار ہے
صدائے پری ہے حور بشتی تیار ہے
کیا اسکے آگے حور دہری کا شمار ہے
اک دلفریب لطف جودہ المارزار ہے
انسان اس میں واقعی بے اختیار ہے
یا پاک بے نیاز یہ کیسا بخار ہے
غل ہر طرت ہے آمد فضل بہار ہے
کیا جانے کہ کیوں مجھے پھر آشاہ ہے
یہو قر ہے ذلیل ہے دنیا میں خوار ہے
اک خور و کے تیز گہ کا شکار ہے
بالکل غلط کہ اپنے غرض کا وہ یار ہے

منبتہ ۳۰۶	مٹھ مٹھ کے بار بار گھڑی دیکھتے ہیں نطق شاید کسی پری کا انہیں انتظار ہے	۱۳۰
نہ پوچھو پوچھ نہ پوچھو کیفیت اور مہراں سری زبان حال سے کشتی ہو کشت ہل کبہ کی نہ دولت ہو نہ عزت ہو نہ کچھ علم دہنر باقی	مرقع جزوہ کا ہو ہو ہر دستان سری کہ عالم میں ہو لوگو جاے عبرت دستان سری عجب کچھ صفتیں ہیں ہے اندونوں کی	

<p>کوئی اہانت بھی کرتا نہیں لطف عنایت اسے افسوس فلاشوس نے آخر لوٹ ہی ڈانا میرا اخلاق و عادت کے مرد دشمن بھی بنیاد تھے کلی دلی کھلا دیتی تھی ہر قوم و ملت کی شجاعت کا شناخت کا اخوت کا یہ عالم تھا آہی آگیا کیسا یہ جھوٹا باد عرصہ کا پتہ دھونڈیے بھی اب ملتا نہیں نکالے ہیں اتحاد دیکھئے کیا تھا میل مراب ہو گیا کیا ہو تھپڑی موج کے پڑو ہیں طوفاں خیر و بلیہ</p>	<p>کبھی دنیا کی دنیا ہو گئی تھی قدر داں میری سناح دو جہاں تھی بھری پوری کمال میری زمانہ تھا مقروہ تھی اداسے دلستان میری فرخ بخش ایسی ہی کچھ تھی نسیم گلستان میری چلا کرتی تھی خشکی میں بھی کشتی دھال میری لٹی دست خزاں سے کیا عروں گلستان میری فلک نے سلب کر لیں اس طرح جب باں میری کماں سے کیسے جا پہونچی مجھے قسمت کہاں میری خدا یا ڈوبتی ہے اب کشتی ارداں میری</p>
<p>منبر</p>	<p>مقام گریہ بولنے لطف میری بائمالی بھی رہی تانا بے قائم جہاں میں داستان میری</p>
<p>کمانی سن نہیں سکتے ہو تم لے ہماراں میری اڑا لی ہوا اگرچہ اُسے کچھ طر زلفاں میری خدا کا شکر میں کشتہ ہوا تیغ تغافل سے عجب کچھ روح فرما صحبت ناصب ہوتی جو حقیقت تو یہ جو اس تک پہونچنا سخت مشکل ہے بندھی ہو مٹکی کیوں زگس شہلا تالے گی یہ چند اوراق گل میری محبت کس نے ہیں ثبوت و از گوئی مقدر اور کیا میں دل صف شرمیں ہی اُبلان گلچاں لٹھیں لگیں مجھ پر نہیں ہو مادہ تغلب کا میری طبیعت میں</p>	<p>غضب پر دو پر حسرت ہو اچاں تال میری کماں سے لائیگی بلبل دہن میرا زباں میری نہ منت کش ہوئی جلاو کے خنجر کہاں میری نہیں مل سکی زباں سمجھو نہ وہ سمجھے زباں میری رسائی ہو نہیں سکتی کبھی تالاسماں میری یہی لے دیکے بس نیا میں جو اک اڑا سکی فغان بلبل دلگیر شرح داستان میری پلٹ آئی پہونچ کر عرش تک لہ و فغان میری کماں سے دیکھے جا پہونچی ہو شہرت کہاں میری دہن منت دیگر نہیں طر زلفاں میری</p>

دور فتوق ویدار ضم میں اب حالت ہے
 ایسا لے خبر طہری کشا یہ وقت آخر ہے
 مجھے نبی اللہ کا واسطہ تھوڑی سی بلوادی
 ادا ہو سکر کہو مگر آپ کے لطف و عنایت کا
 نہیں مجھ پر چھپا کچھ جس بات کو نہ تو تھیں ہوں
 جدا میں سے رہتا ہوں الگ ہیں سے کتا ہوں

محبہ اس شکری سے یہ ڈرا و نطق ہوتا ہے
 غصہ طبعاً اٹھا لگی یہ چشم خون نشاں میری

۲۵

ہجوم خلق یوں ہوتا ہو کر اس ماہ کامل کے
 جو عاشق ای پروردہ ہیں تری وصل کو دل کے
 تھے چاہ زرخداں پر اگر انکی نظر پڑتی
 نہیں ہے حلقہ زنجیر حلقہ زلف و برکات کا
 وصال یار سے محروم ہوں میں اس کی تنہا
 ذرا حسرت کو اس پر کشتہ تقدیر کی دیکھو
 کبھی میرا اسکے کوچے کی کبھی فتنہ دیا باں کی
 ہمارے سخت جانی نے نہ مریلی اجازت دی
 بظاہر گوہ اچھے ہیں مگر زخمی ہو دل انکا
 مسلمان و رہندہ و حقیقت و فوٹو بھائی ہیں
 نہ وجہ شرم ہو گا وہ نہ باعث نوح و حسرت کا
 نہیں ممکن کہ ناکامی ہو اس میں خس و خاشاک
 دل زخمی ہوا رہا ہو گیا انگور کا خوشہ

ایسے چار جانب جھلجھلے ہوں شمع محفل کے
 تائے ہیں کوئی دق کو کوئی بجا نہیں مل کے
 خوشی ہو گرنے اگر اس میں قیدی چاہ باہل کے
 نہ ہونگے جیتے جی آزلو با پند اس سلاسل کے
 پیاسا صبر رہ جائے کوئی نزدیک ساحل کے
 کہ کشتی جسکی اگر غرق ہو تو نزدیک ساحل کے
 کرشمے کچھ عجب دکھائے ہیں مولیٰ دل کے
 عمت بیفائدہ - بیکار شکوے تیغ قاتل کے
 یہی حالات لے گلوں قیامیں تیری سہل کے
 مناسب رہیں پس میں یہ ہر وقت بل بل کہے
 کہ میں کل سے شکل کام بھی دو چار اگر مل کے
 کہ میں کل سے شکل کام بھی دو چار اگر مل کے
 تمہارے راض غفلت سے لے خورشید چھل چھل کے

پڑا ہے بستر غم پر عجب پروردِ وحالت ہے
 اسی کیواسے میں نے دیا تھا تھکوا ایسا صاحب
 ستاری میں گروں ہو فقط دھوکا ہی دھوکا ہی
 کبھی مرقا ہو اس بت پر کبھی شیدا ہو اس گل کا
 بُرا ہو چرخِ کج ز قمار کا اسے ہمدرد جس نے
 دیا رشتِ غربت میں جو یاد انکو وطن آیا
 خدا ہی سچا ہستیوں میں میری آبرو رکھ لے
 حیا آڑے جوا جائے تو شاید دل پہنچ جائے
 ذرا انصاف سے کہد و تمہیں لے ہمیش مجھ سے
 خدا ہی اب نگہاں ہو دل عشاق پر غم کا
 نہ کچھ ناصح کی سنتے ہیں نہ احباب و اقارب کی

مریض غم سے پانی تک پیا جاتا نہیں بل کے
 کہ نینے کھیل میں بوکڑے کر ڈالے مرو دل کے
 یہ دو دکا کے شامل شرائے ہیں مرو دل کے
 عجب انداز ہیں جس نے کلفِ مضطرب بل کے
 ہزاروں ٹکڑے کر ڈالے مری محبت دل کے
 پچھلے بھوٹ کر ڈالے گئے کانٹوں کے بل بل کے
 بُرے کچھ کچھ نظر آتے ہیں تو آج قافل کے
 وگرنہ سخت رہن ہیں بیسے دوزخ قافل کے
 کبھی تے حسین دیکھے ہیں شش کل و ثنائیل کے
 لڑے ہر گئی میں حج ہیں لے کو فافل کے
 جناب تلق بندہ ہو رہے ہیں اپنے ہی ل کے

نہیں لے تعلق کیوں بتیل ہم شہار کوئی ہیں
 کہ ہیں شاگرد ہم شہاد سے استاد کا بل کے

۱۳

نمبر ۱۰

ہیں درد و سوز مناسب دل و جگر کے لئے
 مریض عشق ہے مہمان اب کوئی دم کا
 جگر ہو شیر کا تو عشق کی کٹے مندر
 جو پاس ایک بت سنگدل کے جاتا تھا
 غضب ہو وسط جانی میں ڈھل گئے جو بن
 کوڑ بند ہیں اس حوروں کے ابرو کے
 صباحت رخِ زیبا کو دیکھے کیا زاہر
 جلائیں اسکو سموم لای کے جھونکے

ہے عشق لازم انسانیت بشر کے لئے
 وہ رخت باندھ کے آمادہ ہو سفر کے لئے
 بدن ہو لوسے کا اس لہ پر خط کے لئے
 پہاڑ ہو گیا خط میرا نامہ بر کے لئے
 عروج انکو ہوا صرف دو پہر کے لئے
 بھٹکتی پھرتی ہیں آہیں مری ایش کے لئے
 شمع مہر ہے تار یک بے بھر کے لئے
 دعا بھی ہے مری آہ بے اثر کے لئے

<p>گمان مبع ہوا چہرہ دیکھ کر اس کا کمر کو باندھئے تار نگاہ عاشق سے وہ گھر میں کیوں ہوں مقید ابھی کہہ نہ پایا وہ مرنے پر بھی ہمارے ذرا خبر نہ ہوا</p>	<p>و ضو میں کرنے لگا سجدہ سحر کے لئے یہی ہے موزوں کر بند اس کمر کے لئے نہیں ہر حفظ درختان بے شر کے لئے غضب ہو جان دی اک ایسے بخت کے لئے</p>
--	---

منبر ۲۰۶	جناب نطق نے بھی دل کسی پر ی کو دیا بلا یہ مفت میں سرے لی عمر بھر کے لئے	۱۰
----------	--	----

<p>یا خدا تا زلیست عشق زلف جانانہ ہے تا ابد ساقی ترا آباد میخانہ رہے آج پھر آٹھوں پر گردش میں چاہی رہے تیر نہ ہر آلودہ ترنگاں سے دل ہو چور رہے سرمد دو آنکھوں میں لنگھی ہو خطر خارا میں کیوں عطا کچھ کو نہ کر تا خال کا بوسہ بہت حسن ہی پا جا ہو تو نے ہمایاں ای شمع و ہوں جو یہ چار دل ہم پھر لطف کا کیا چھپنا پھر ذرا سکتے جلو عشاق کے دل زیر پا</p>	<p>مرنے دم نکل اسی لیلی کا دیوانہ ہے صدقہ آنکھوں کے ذرا گردش میں چاہی رہے رندوں پر ساقی وہی لطف قدیمانہ رہے آج بے سفاک وہ انداز ترکا نہ رہے کچھ لحاظ اپنوں کا اور کچھ پاس بگیا نہ ہے مل ہی جاتا ہے اگر تقدیر کا دانہ رہے عاشقوں کا دل ترا کیوں کرنے پروانہ رہے ابر ہو باراں ہو تو ہو بزم رندانہ رہے پھر وہ اٹھلائی ہوئی رنقا رستانہ رہے</p>
--	---

منبر ۲۰۷	کان بختوں کے بھی کالے ہیں جناب نطق نے ذرا الفت میں انکا کیوں نہ افسانہ رہے	۱۱
----------	---	----

<p>بلائے جان و طوفاں خیر دریا پر محبت کا محبت ان جینوں کی بلا ہے اک مصیبت ہی نہ پروا اور رضواں کی نہ شوق غلہ پر فحہ کو دل انساں غدیوانہ ہو کر نہ کر باگنی چوں کا</p>	<p>پتہ نہ جسکے نہ ساحل کمانہ گرائی کی غایت ہی قیامت غصہ ہے قہر تو نہامت ہے آفت ہی گلی ہی آگ کی لے عورت بھکو خفت ہی تھاری ہر ادلے جانتاں ہی جان قیامت ہی</p>
--	---

ازل ہی میں ہو اتھا حضرت صانع کا پر عاشق
پس مومن بھی شہر انام جاری ہو مرے لب پر
نہیں ویران میرا خانہ دل اور پری اس میں
کوئی کیا یہی انسانیت ہے ملے پری پیکر
مرا حواس نصیبوں ہی کر دل سے پوچھنا کوئی
اگرچہ ہو پاس ہے باقی بیداد ہے وہ بہت
کبھی یہ شیخ کی کو پاس بھی آنے نہیں دیتی
کیونکہ لب اور کیونکہ گالیاں وہ دیں
پر پری بھی حور بھی ہیں چاند بھی سورج وہ بت بھی
بہت ہی خوش ہے ہر دیکھ بھال آئینہ دل کی
خدا کی شان ذکر عاشق ناشاد پر اپنے
کسی حذیہ میں جی لگتا نہیں ہو کیا بتاؤ نہیں

شرع من ہے جان خیز تھ مجھ سے
محبت اسکو کہتے ہیں ایسا کا نام الفت ہو
ہجوم رنج دیاس داکر دود داغ حشر ہو
محبت ہے الفت ہے نہ آنکھوں میں مروت ہو
نہیں وہ صل میں جو ہجر کی تلخی میں لذت ہو
جو سچ پوچھو تو پھر بھی وہ حسنین نہیں ہو
مقیقت میں یہ دخت رز بڑی ہی پاک عصمت ہے
تصور اس میں نہیں انکا یہ اپنی اپنی قسمت ہے
کے انصاف سے کوئی کہ اچھی کون صورت ہو
نہیں کھلتا کہ کیا اس کا فریب کی نیت ہو
یہ فرماتے ہیں ان سے ودر کی صاحب دست ہو
خدا جانے کہ میری دل کو کیوں نرات خست ہو

نہیں

اگر یہ جانتے لے نطق انکو دل نہ ہم جیتے
بھلا معلوم کیا تھا چار دن کی یہ محبت ہو

۱۳

عجب کچھ شان اس کی تکی اور اہل بصیرت ہو
نہ کچھ کھانیسے مطلب ہے نہ کچھ کپڑوں کی حاجت ہو
نہیں کرتے اگر وہ دم یہ انکی عنایت ہے
تمہاری بزم سے اُنھکے سوئے فردوس جاؤں گا
سنم انکا فلک کا جوڑے طے آتشاؤں کے
گر بیاں بھاڑ کر چور بھرا ہو گئے عاشق
تمہاری بزم کے بدلے کرے جو شوق جنت کا

کب کثرت میں حدت ہو کسین صحت میں کثرت ہے
تمہاری عشق میں جان پوان کی حالت ہو
نہ بھکھو بخت کا شکوہ نہ کچھ انکی نکست ہو
میران حور کی صحبت میں رہو بنگا گیا تھا ہو
ہماری جان مضطرب کیلے کیا ایک آنکھ ہو
تمہاری ہی غلط انداز نظر کی بدولت ہو
تو ایسے شخص کے اوپر اب تک بار لفت ہو

تم اپنی یاد سے اٹھ جو ہوتے ہو تو یہ کہہ دو
تغافل سے بھاسے ناز سے بلی اعتنائی سے
دل زخمی عاشق ہی سے پوچھا چاہیے اسکو
مری باتیں غلط سب آپکے بعد ہی سبھی سچے
غریب اک بھائی ہو تو دوسرا بھائی یہ کہتا ہے
کہ عاشق کے پہلنے کی بھلا پھر کون صورت ہے
ہماری لمبے پر و جان اب جائیگی نہ بت ہے
روح گلوں پرانے کس قیامت کی ملاحمت ہے
ذری سنی بات کا بیکار بھگلا مفت محبت ہے
قربت تو نہیں ہو دور کی صاحب سلامت ہے

نہیں
اگر یہ نقد ہوتا تھا سبق میں ہم نہ پڑھتے تھے
نکلت سے مجھے لے نطق بھیجیں ہی سے نفرت ہے
۲۰

زہر یہ ہشتی نہ ہو جائے
ڈر ہے جسکا وہی نہ ہو جائے
نطق اب تنقی نہ ہو جائے
اڑ چلا ہے جوان ہوتے ہی
اس سے ملنے چلا تو ہوں لیکن
کل کے وعدے کی انتظار میں ہاں
ناز کی ہو نہ قتل کی مارغ ،
دیکھو دیکھو تمھاری چالوں سے
چھینٹا ہے تمام دن واعظ
مسی ملتے میں یہ خیال رہے
ہمکو یہ خوف ہے کہ ضرب نفل
ہو رہی ہے یہ سجدہ گاہ انا م
خیمہ ساں چپ میں آپکو دیکھوں
قال بد کیوں نکالے منہ سے
دوستی دشمنی نہ ہو جائے
غیر سے دوستی نہ ہو جائے
زند سے یہ دلی نہ ہو جائے
آدمی سے پیری نہ ہو جائے
سرد رہے ذری نہ ہو جائے
حتم یہ زندگی نہ ہو جائے
ڈر ہے جسکا وہی نہ ہو جائے
کل قیامت کھڑی ہو جائے
بکتے بکتے سڑی نہ ہو جائے
اعل لب سرخی نہ ہو جائے
آپ کی ناز کی نہ ہو جائے
کہہ اسکی گلی نہ ہو جائے
کیوں منگے بیکلی نہ ہو جائے
جھوٹ سچ واقعی نہ ہو جائے

<p>منہ چڑھنے انکے ہو گئے دشمن الفت تیغ اُبرو جانان، آتے آتے دھڑکن جائیں کہیں راز الفت نہ تار جائے کوئی رات دن تم جو نطق روتے ہو</p>	<p>مجھ سے کچھ بیرخی نہ ہو جائے باعث خود کشی نہ ہو جائے آنے میں اکبسی نہ ہو جائے سم مری خامشی نہ ہو جائے کہیں یردہ دری نہ ہو جائے</p>
<p>منبر ۲۱</p>	<p>نقد جاں دیکے نطق بھی شاید آپ کا مشتری نہ ہو جائے</p>
<p>کھڑے جو شرم و حیاے ہیں سر بھجائے ہوئے چلو نہ قل کو پردہ میں نہ چھپائے ہوئے بتائیں کیا کہ پڑی ہم چرچ کیا افتاد یہ سچ جو ایسے ستمگر کو دل نہ دینا تھا ذرا دھر بھی تو آؤ کہ اک زمانہ سے نہیں ہے پاس اگر تو واسے پری پیکر عزیزا قارب و احباب ہیں طعنہ زناں حنائے ہوئے سرمہ لگائے کھولے بال غضب ہو تہہ سر جوش شباب کی سستی خیال عاشق صادق ہوا تو مرنے پر وہ اسکو سمجھیں سمجھیں ہے اختیار انھیں تھائے عدہ کا کیونکر یقین ہو ہم کو ہو اجو تذکرہ حور جل کے وہ بولے فراق یار میں عشاق کی یہ حالت ہے</p>	<p>۱۹</p> <p>انھیں کے ازواد کے ہیں ہم تائے ہوئے خدا کے واسطے برقع ذرا ہٹائے ہوئے ہم انکے کوچے سے آؤ ہیں چو کھائے ہوئے عذاب جنوں ہیں سر پر ہیں اپنے لائے ہوئے تھاری راہ میں آنکھیں ہیں ہم چھپائے ہوئے ترا خیال ہی سینے سے ہیں لگائے ہوئے ہیں جتنے لوگ خدا ہی کے ہیں بنائے ہوئے ہزار طرح کے پھندے ہیں بچھائے ہوئے قیامت انکے ہیں جو بن نو پر آئے ہوئے وہ بیٹھے روتے ہیں تبت گم گھائے ہوئے ہم انکی راہ میں اپنے کو ہیں مٹائے ہوئے ہزار بار تو بیٹھے ہیں آزمائے ہوئے پرانے قصے یہ سب ہیں سنئے سنائے ہوئے لو کی ندیاں آنکھوں سے ہیں بجائے ہوئے</p>

ہمارے لاش جو دیکھی تو بولے چوری سے کہاں سے آئے ہو اس حال سے کہ تو سہی گذر جو شہر خوشاں میں ہو گیا اُن کا بیان درد جگر پر وہ ہنسکے کہتے ہیں	چلے ہو حور کے گھر مجھے منہ چھپائے ہوئے لباس جو رہنے میں ہو نہائے ہوئے تو بولے گھر میں ہمارے یہ بلب لہائے ہوئے پر آنے تھے یہ سب ہیں سنے نائے ہوئے
---	---

نمبر ۲۱	گذرے اٹلی کلی سے تو نطق یاد رہے بگاہ نادر سے دل کو ذرا بچائے ہوئے	۹
---------	--	---

تم اگر خوش ہو گے بیکر تقدیر یونی سہی خانہ بجا گالیاں ہیں آپکے منہ میں اگر تم اگر مانع ہو اس سے بھی تو بھر کر ناہر کیا خاص کر کے میرے لئے کو نہیں آئے اگر منہ سے آزمائش بر اگر لطف و کرم آپ کو چڑھ ہے اگر میرے بیان حبس کر میری سب باتیں غلط جو کچھ کہو تم سب بجا چاہتے ہو تم رفیقوں سے نہ کچھ بولیں اگر	ہو بھی جاؤ مہرباں لے مہرباں یونی سہی لپٹے منہ میں ہم بھی رکھتے ہیں زباں یونی سہی جنبط ہی کر لینے زیادہ فقاں یونی سہی گھومنے ہی پھرتے آؤ میری جاں یونی سہی ہم بھی ہیں موجود بہرا متجاں یونی سہی اب نہ چھیرینگے کبھی یہ دہشتاں یونی سہی خوش اسی میں ہو اگر اے مہرباں یونی سہی بند کر لیتے ہیں ہم اپنی زباں یونی سہی
--	--

نمبر ۲۲	نطق کو اپنی جدائی میں گھلا کر رات دن تم جو لینا چاہتے ہو نقد جاں یونی سہی	۲۰
---------	--	----

میرے جسم کے ٹکڑے ہیں یا فولاد کے ٹکڑے مروڑی پارہ ہاؤ دل میں جکوا آپ لٹتے ہیں جواک اندر لے قاتل تری قوت کا کیا کتنا نگاہ سے وار پھر قاتل کہیں صرف تن منا میں زمین قتلگہ پر دیکھ کر غلام قدم رکھنا	کر ان سے اڑا رہو ہیں خنجر جلا د کے ٹکڑے یہ سب ہیں آپ ہی کے خانہ برباد کے ٹکڑے اُٹے اک وار میں میرا دم زاد کے ٹکڑے اکٹھا کر ہا ہوں میں دل ناشاد کے ٹکڑے پڑے ہیں جا بجا میرے دل ناشاد کے ٹکڑے
--	---

ہزاروں ہی چلے گلزار میں سادے ٹکڑے
اڑے سوار جس سے فوج جلا دے ٹکڑے
لگے ہیں کئی لخت خانہ شاد کے ٹکڑے
گرائے عرش سے کر کے عری فراد کے ٹکڑے
بنے ہیں کیمیا اکثر یہی فولاد کے ٹکڑے
جینگے موم کیونکر ہائے یہ فولاد کے ٹکڑے
جوانوں کے لائے ہیں آبرو فولاد کے ٹکڑے
اڑائے دیشہ غم نے دل فراد کے ٹکڑے
بھجوا دیں ہوں کیوں شرف واد کے ٹکڑے
کر میرے ساتھ اسے کر دے ہزار کے ٹکڑے
ہیں تخت دل گدا کے خانہ برابر کے ٹکڑے
نہوں سطح قلب بانی بیداد کے ٹکڑے
غضب ہیں خاک ہوئے پر بھی فولاد کے ٹکڑے
نہ کرے تیغ آہ صید نو صیاد کے ٹکڑے

تراقد چکھ کر وہ رشک سے کٹ گیا ایسا
ہمارے سخت جانی بھی خوار کے غنیمت ہے
ہے کیوں دعویٰ خدائی کا بتوں کو قصیر انکے
ناسف کی جگہ یہ ہے کہ تیغ نار سائی نے
انھیں سے ملک ملتا ہے انھیں سے مال ملتا ہے
گھٹنے کی تان شکل کی کون صورت ہے
ضعیفوں کے ہیں تقویت کے باعث یہ چرند ہیں
نہائی ہاتھ شیریں جبکہ اس محنت مشقت پر
لو باقی نہیں اب کاٹھ ہو سارا بدن میرا
شنا کیونکر نہ ہوا بدوم شمشیر تل کی
انھیں ہاتھوں میں لیکر تم جو فوراً پھینک دیتے ہو
کیونکہ جس سے بچت جائے یہ وہ غم کا فاسد ہے
ضعیفوں کو تو بس اکیس کا یہ کام دیتے ہیں
ہے اندیشہ تو اسکا ہو اگر ڈر ہو تو اسکا ہے

نشان کو کہن ملے نطق بانی مبتوں پر ہے

بٹے ہیں آج بھی کچھ تیشہ فراد کے ٹکڑے

تیشہ

آفتاب حشر کی فوج سے پیدا دل میں ہے
تپلیوں کا دلربا نہ تماشا دل میں ہے
بھسے تم کیا پوچھتے ہو کیا ارادہ ملیں ہے
سنگ کعبہ دل میں ہے سنگ کلیسا ملیں ہے
حوصلہ یہ دل میں ہے تو اک تینا ملیں ہے

عکس روئے تیشیں کا گیس جلوہ دل میں ہے
ہر نگاہ ناز تیری کر رہی ہے اس میں گھر
پلنے دل ہی سے نہ اسکو پوچھ لوئے مہ لقا
حب حق اس تاروں دونوں ہیں مبین جاگزین
تیرے قدموں پر کریں قرباں ہم جاں خیر

ہے انھیں تنیوں جگہ میں کہیں پردہ پر ی لاکھ پرے میں چپے گا دیکھ لینگے ہم تجھے	میری آنکھوں میں سلایا جگر یا دلیں ہے اے پری پیکر نہاں تیرا سرا یا دلیں ہے
منبر ۲۱۳	بنگیا کعبہ سے تہ خانہ دل عکین نطق اک بت نا آشنا کا جبے نقشا دلیں ہے
۱۵	
آہ منت کش اثر نہ ہوئی لاکھ تہ سیز کی مگر نہ ہوئی وصل کی شب ہو ہقد رچھوئی حسب وعدہ جو تم نہ آئے یہاں گور بھی اک عجیب منزل ہے یہ توافل بھی کچھ توافل ہے میں عدد کو مزا چکھا دیتا راہ پر اس پری کے لالنے کی کس طرح غلہ میں گئے گا دل اک نگہ میں دلوں کو چھید دیا بارگیسو سے دہری ہو جاتی آرہے ہیں وہ بے بلائے ہوئے دوسرے کو دیا نہ ہو مکتوب افکو میں راہ پر لگا لیتا	اس پری کو مری خبر نہ ہوئی بے خبر کو مری خبر نہ ہوئی ہجر کی رات مختصر نہ ہوئی رات آخر مری بسر نہ ہوئی جبکی شب کی کبھی سحر نہ ہوئی مر گئے ہم تمھیں خبر نہ ہوئی طبع مائل لبوے شر نہ ہوئی کوئی تہ سیز کا اگر نہ ہوئی آپ کے ایسی حور اگر نہ ہوئی تیر ٹیر ہی تری نظر نہ ہوئی خیر گذری تجھے کمر نہ ہوئی بے اثر آہ پر شر نہ ہوئی چوک تو تجھے نامہ بر نہ ہوئی خود طبیعت ہی راہ پر نہ ہوئی
منبر ۲۱۵	نطق تو خسرو معانی ہے غم نہیں سلطنت اگر نہ ہوئی
۱۴	
کوئی کس پر سیکر دلبرے	صدتے ہوتا ہوں اُسکے ادبرے

سنگ پھیلے بھی تم نہ کچھ لو گے
گرا گیا سنگ آستان ہو کر
سوکھ جاتا ہوں کانپ جاتا ہوں
جان ہی جائے ابو بہت ہو
دل کو زخمی کیا تو ہنس بھی دو
دنگ ہو جائے ابر نیساں بھی
ہم تو کرنے کو سب کریں لیکن
اکدے اتنا ہی جا کولے دریاں
کس کی آہ رسا نے کام کیا
آپ کے چہرہ منور کی
سے نے دیدی ثبوت کم ظنی،
چاہ غبغب کی وہ کرے تعریف

سنگدل تم ہو بڑے تپتے سے
میں نہ اٹھو نگاہ ترے درے
وصل کی شب بھی جگر کے ڈرے
تا کجا تیری دید کو ترے
کچھ ننگ بھی چھڑک دواد پرے
چشم گو ہر فشاں اگر درے
سخت ناچا ہیں مقتدرے
لے آئے کوئی باہرے
آرے ہیں نظر دہشت شدہ
کیا دوں تشبیہ ہر انورے
گر بڑی جب چھلکے ساغرے
نہ جو دھو آئے حوض کوثرے

منبر ۲۱۶

نطق ایسے ہوئے ہیں گوشتیں
اب نکلنے نہیں کبھی گھستیں

۱۲

درد و رنج و درد و غم سے چالت ہاری ہے
بہم غم سے جان تباہ جینے سے عاری ہے
کسی پر کیا گدائی ہے کسی کو کیا خبر اسکی
کوئی ہرگز لگا ئے دل ان نازک داؤد سے
جست ہی نے قیس و عاشق و فریاد کو مارا
تھاری آنکھ کا مارا کبھی اچھا نہیں ہوتا
ننانا جو آنچھ میں تراشید کہ اب اسکی،

کہندی خون کی ہر وقت ان کھٹو زحاری ہے
مریض درد و فرقت کیلئے یہ رات بھاری ہے
جو دن کو آہ و زاری رات کو خیر شادی ہے
غیر اپنا اگر دم ہے جو اپنی جان بپاری ہے
یہ سب کے سب اس راہ ہل بیہریاری ہے
یہ اک ایسی بھائی زہر کی جھوٹی کھاری ہے
زباں پر کیا کہہ کر گت تیرا نام جاری ہے

مزا کیا زندگی کا موسم میری جب آ پہنچا	نزل کی ٹی چین میں رخت اب باد بہاری ہے
عروس موسم گل کی بھی کیا ہی شان ہو دیکھو	جلوس ہر طرٹ باد بہاری کی سواری ہے
آگے دفعتہ اس ملک کی کیسی ہو ابدلی	نہ ساقی ہے نہ صبا ہی نہ شعل بادہ خزاری ہے
چڑھا دیتی ہر تہ عرش پر اہل تواضع کا	بنادیتی ہے خور ذرہ کو یہ وہ خاکساری ہے

نمبر ۲۱	ذرا آکر کوئی بغض جناب نطق کی دیکھے	۱۱
	سب کیا ہو کر اینر کج بیہوشی سی طاری ہے	

بتائیں کیا تھے الفت تری لہیر کہاں تک ہے	خدا ہی جانتا ہے اس کوئے ظلم جہاں تک ہے
ہزاروں بار دیکھا ہو کبھی ایفانہ یہ ہوگا،	تراوہ و عید کے ہونے تری زبان تک ہے
کرے کیا تجھے کوئی عرض حال اور ترک فتنہ گر	ترے آگے کسی انسان کے منہ میں نہ بان تک ہے
کے دیتا ہوں اسی ہر فلک چھپا نہ کر بھگو	رسائی آہ فائدہ کی مری اب کہاں تک ہے
پس از مومن فرے کی بند بیکری کو آتی ہو	کھڑا ہر طر کا صرف اس عمر رواں تک ہے
یہ حق دلر بایا نہ یہ شوخی آپ کے اسی	نہ پریوں میں نہ حوروں میں خبر بھگو جہاں تک ہے
غضب ہو کر بھوکا پر بھی سمجھتا ہے وہ بیگانہ	ہائے خانہ دل میں وہ گلر دیہاں تک ہے
وہ کتا ہو کہ پہلو چیر کر دکھلا دو دل پہلے	کہ یہ معلوم ہو الفت مری اس کی کتنا تک ہے
الہی کون وہ محبوب ہے اس باغ عالم میں	کہ جسکے حق کی شہرت زمیں سے آسمان تک ہے
عدو کی ناروا مائیں بھی نہ کہیں ہی تباہ ہو	تھارا پاس بھگو لے مرے گلر دیہاں تک ہے

نمبر ۲۱۸	عجب دلکش طریقہ سے بیاں اور نطق کرتے ہو	۱۳
	نرا شعر و سخن کا واقعی طرز بیاں تک ہے	

رات دن سامنے اس رشک فخر کے ہوتے	کاش درباں ہی اس حور کے در کے ہوتے
سوئے عاشق جو رواں تیر نظر کے ہوتے	آن واحد میں وہ ب پار جگر کے ہوتے
اسطرح مٹ گیا گویا کہ یہ تھا خواب خیال	وصل کی شب کا سماں ہائے سحر کے ہوتے

<p>تج کیوں کھینچے ہو قبر نظر کے ہوتے مفلسی سے جو سب کرتے ہیں زر کے ہوتے ارت کیوں لینے لگا کوئی پسر کے ہوتے بچہ سائی کیلے آپ کے در کے ہوتے بچہ نوا ہی کے ہم رہتے نظر کے ہوتے شام کے ہوتے کبھی وعدے ہو کر کے ہوتے کون پوچھے انھیں اس رشک کے ہوتے تج ابرو کے ترے دل میں جو ہو کر کے ہوتے صدتے ہم آپ کے اس ترجیحی نظر کے ہوتے</p>	<p>جان ہی لینے کی خواہش ہو جولے اہل سیف ان لوگوں پر لے باقی عالم صحت تج کا کاٹ کسی میں نہیں خنجر کے سوا غیر ممکن تھا کہ کہے کو چلا جائیں مانستے ناصح شفق کا افسر ہانا دصل کا ذکر جو کرتا بھی تو میں کیا کرتا حور ہوا ہو پری سب کو تصدق کروں میسے ناصح نہ نصیحت مجھے کرتا تو کبھی رکھتے آپ جو ترجیحی ہی لگا ہو سک ہیں</p>
---	--

<p>۱۷</p>	<p>گبر و سخت ہی نے کھو یا اسے در نہ انو نطق رہتے کیا کیا نہ ابھی اور بشر کے ہوتے</p>	<p>منسلہ ۲</p>
-----------	--	----------------

<p>لب ہلا سکتا نہیں طاقت نہیں زقار کی یہ کرامت دیکھئے اس شوخ کی زقار کی ضرب کچھ اچھی پڑی تھی یار کی تلواری نگہی ہے دستگی جلا د کی تلواری بارھ کچھ ایسی ہے تیغ ابر و خنجر کی بھو لکر آتی نہیں آہٹ کسی غنوار کی یہ بڑی اعلیٰ صفت ہے تیغ جو ہر دار کی کچھ حقیقت ہی نہیں اس گنبد روار کی لوندی ہے یہ بھی تر شاہ جن کے سرکار کی کچھ ہوا ہی ناموافق ہو گئی گلزار کی</p>	<p>چار دن میں ایسی حالت ہو گئی بیمار کی مروے زندہ ہو گئے عشر ہوا گویا بیا جان لینے میں ہماری لاغری نے کی مدد اکس کیسا ہے رگ حلقوم کو شمشیر سے ایک جنبش میں ہزاروں تلپیں ہوتی ہیں ہلاک بھر کی شب کا برا ہو کوئی پاس آتا نہیں تیر جائے دل میں لیکن جس نہ مقتول کو اسکے ہاتھوں خلق میں کیا کچھ ہو جاتا گمرا کیوں ہاں کو رہے سوچ کچھ نہیں کھنسا ب راہ پر اسے مزاج عند لب زار کیا</p>
---	--

غالباً تقلید غبنوں کی ہے منظور نظر بوئے زلفِ غنبریں کچھ اور بوِ مشک اور چشمِ جادو کا اثر کس شوخ کی اسپر پڑا نورِ ایماں جسکو مل جائے خدا کی دین ہو اہل دنیا آئے کیا آئینے وقت بیکسی بدگمانی کا بُرا ہو مجھ سے فرماتے ہیں یہ	بند مٹھی رہتی ہے اسواسطے زردار کی اسکے آگے کیا حقیقت طبلہِ غطار کی جنے ایسی کردی حالتِ زرگس بیمار کی کچھ نہیں تخصیص میں سمجھ و زنا ر کی غیب سے ہوتی مدد ہے عاجز و ناچار کی اب محبت وہ نہیں آنکھیں نہیں وہ پیار کی
---	--

نمبر ۲۰ پسند خاطر خاطر ہوا کچھ شک نہیں نطق کے دل پر نظر کیوں جم گئی جریار کی	۱۲
--	----

عشق میں جان کا خطر بھی ہے بے وفا قسطِ زادہ تھا ہی دیکھ کیا کہہ ہی ہے خلقِ خدا تیرے تیر نظر کی دعوت کو بچ و راحت جہاں میں توام ہیں آہ میں کیا کروں شبِ فرقت کیا بتاؤں کہ کسکی نظروں سے دردِ دل سے ہمارے وہ بدحو آفتِ رے طولِ شبِ فراقِ صنم کیا ہو امیدِ لطفِ اس بت سے وصل کی اُن سے کیا بند ہے بید زارِ حالتِ جو تیرے عاشق کی و ہمارے کرنے میں اس پریر کو	فائدہ بھی ہے اور ضرر بھی ہے کہنے سننے کا کچھ اثر بھی ہے اسکی تجھ کو ذرا خبر بھی ہے دل بھی حاضر ہے اور جگر بھی ہے فائدہ جمیں ہے ضرر بھی ہے نارِ سا بھی ہے بے اثر بھی ہے دل بھی گھائلِ مرا جگر بھی ہے با خبر بھی ہے بے خبر بھی ہے کہیں اس شام کی سحر بھی ہے دل میں رہم اسکے ذہ بھر بھی ہے وعدہ بھی ہے اگر مگر بھی ہے کچھ تجھے بے خبر خبر بھی ہے پیش و پس بھی ادھر ادھر بھی ہے
--	---

<p>لفق کیوں استدر پرشیاں ہو خشک لب بھی ہیں شہم تر بھی ہے</p>	<p>نمبر ۲۲۱</p>	
<p>۸</p> <p>وہی فردوس عاشق پر جہاں مہیا ٹھہرے جو یوں لائے تو کیا آئے جو یوں ٹھہرے تو کیا ٹھہرے کسی صورت تو طلب غلط ہے دلربا ٹھہرے چلے تیغ نظراب ناوک ترگاں ذرا ٹھہرے وفا کیا تم کر دے عہد جب رہو وفا ٹھہرے ذرا کچھ دیر تک باہر ابھی میری تضا ٹھہرے چلی تیغ اواجب ناوک شرم دجیا ٹھہرے</p>	<p>جہنم اور جنت کیا جب اسکے آٹھ ٹھہرے ابھی آئے ابھی تیار جانے کو ہو کیا معنی جو تم خود آ نہیں سکتے تو پھر تصویر ہی بھیجو مرجباں اپنے ہر حربہ کا جو ہر ب کو دکھلا دو مجھے معلوم ہے کتنا خیال عہد و پیاں ہے مری بالیں پر آنا ہے وہ پردہ نشیں ہمد نہیں مکن ہے آنا ہاتھ وصل سن فتنہ فاست کا</p>	
<p>۱۵</p>	<p>دیا لے لفق دل بھی اور ابلہ یان بھی ہیں کردں بچہ بھی آکو کیا یہ بت بھیج خدا ٹھہرے</p>	<p>نمبر ۲۲۲</p>
<p>اب میا بھی سنا ہے سیکے سیکارو نہیں ہے یہ تو ہنگام ازل سے ناز برداروں میں ہے بے حقیقت جس الفت کے بازار و نہیں ہے شور آمد کا یہ کسی آج گلزاروں میں ہے دوستو نہیں دہتی باری نہ کچھ باروں میں ہے پوچھنے والا نہ کوئی میرے غمخواروں میں ہے کچھ نہ پوچھا کہہ دیا یہ کتک سیمار و نہیں ہے یہ انوکھی بات اس لیلی کے سیکارو نہیں ہے اسکے درباروں کا دستور نہ دار و نہیں ہے مرجبا کا شہر و غل کیوں آج سیکارو نہیں ہے</p>	<p>کون ایسا ہو نہ سیکے جو طلبگار و نہیں ہے آج سے کچھ دل نہیں سیکے خرم دار و نہیں ہے پوچھتا کوئی نہیں سیکے دل صد چاک کو شوق پامالی میں گل کی پتیاں گرے لگیں یا آگہی آگیا دنیا میں کیسا انقلاب رات دن تنہا پڑا رہتا ہوں بت الخزن میں ان کیوں کے کچھیرے تو جان اپنی چھٹے جان دیدیتے ہیں لیکن یہ نہیں کرتے علاج رہتے ہیں کانٹوں کے پہرے گولک کے رات دن زند کے زمرے میں زاہد ہو گیا شاید شریک</p>	

تین ابرو تیر خرگاں تنجہ ناز واد اپنے دل کی دوستی پر کیا بھروسہ کیجئے بات کا ہرگز غور و کی تم نہ کرنا اعتبار جرم الفت کا ہے مجرم یہ دل در در شنا	جاز ہر تعریف لیکن ایک ہی چار و نہیں ہے جانتے ہیں یہ بھی بد انسانوں میں غدار نہیں ہے بوجہ افنی ہے وہ شیطان عیار و نہیں ہے کھنچو گیسو کے شکنجے میں گنگار و نہیں ہے
--	---

نمبر ۲۲	سیکھہ اور لطق یہ کیا اپنے فرما دیا ایک یا یہ سچ ہے یہ فرشتہ خوب بھی منجور و نہیں ہے
---------	--

کیسے بولتے تو دیکھا نہیں ہے مرجان تھو یہ ریا نہیں ہے ستایا نہیں یا جلایا نہیں ہے تری زلف کا کسو سودا نہیں ہے مبت کرے حور سے بیکہ پہلے نہیں ہے تو صرف ایک لہر اٹھسا بتوں کو جگہ دل میں کس طرح دیں ہم جو تم چاہو مٹ جائیگا دل و خست نہ شرم کے کا فعل پر اپنے وہ کچھ ہوں فرما دو و امق کہ ہوئیں محزون	عدم سے کوئی واپس آیا نہیں ہے جلانا کبھی دل کا اچھا نہیں ہے موجان تنے کیا کیا نہیں ہے یہ مار سہ کس نے بالا نہیں ہے موجان ایسا یہ بندہ نہیں ہے خدا کے دے سے مجھے کیا نہیں ہے یہ کعبہ ہے کوئی کلیسا نہیں ہے یہ تقدیر کا کچھ نوشتہ نہیں ہے شکایت کا کوئی نتیجہ نہیں ہے تپ غم نے کس کیس کو مارا نہیں ہے
---	---

نمبر ۲۲	مروت میں یکتا دفا کا ہے پہلا ابھی لطق کو مٹنے جانا نہیں ہے
---------	---

خدا کی بھرتی سے منہ موڑا تمھارا در پہ آئیٹھے لگایا آنکھ میں سرمہ تو اک حقنہ جگا بیٹھے خفا ہوئے ہر اچھی بات بھی تیسے جو میں لیں	خدا کا نام لیکر اتو ہم بستر لگا بیٹھے چلے مہدی جو ملکر پاؤں میں محشر اٹھا بیٹھے جڑی باتیں عدد کی شکے تم کس طرح کھا بیٹھے
--	--

کر دے تذکرہ کوئی تو غیروں کی محبت کا
 اگر کیونکر نہ بچٹ کر آسمان ہلو تعجب ہے
 تیس چاہوں دوسرے کو آپکے ہوتے نہیں مکن
 قیامت کی غضب کی ہو ڈھٹائی آپکی صاحب
 بڑے پہل بل محفل غش میں کیوں اور مفاتحے
 نری حالت جو دیکھے گا کلچر مت کہ آئے گا
 کیسے ہو نہیں سکتے حسیان جہاں ہرگز
 معاذ اللہ یہ نفرت ہے انکو اپنے شیدائے
 ظلمت چھد جائے گا آخر کلچر ایک دن تیرا
 تھائے قول کا اقرار کا کیونکر یقین آئے
 بہت مشکل ہو اکی زردے بچا جان عاشق کا
 اسی کا نام آنا ہو یہی معنی ہیں آنے کے
 رہا ہو پاس ہی کیا اب جو تکونہ دریں حساب

بتاؤ میری جان کوئی تمھارے پاس کیا بیٹھے
 وہ زرم غیر میں رخسار سے برقع ہٹا بیٹھے
 یہ بیٹھے بیٹھے کیا بھجر غلامت لگا بیٹھے
 بھری محفل میں اگر غیر کے پہلو میں جا بیٹھے
 دکھائی آنکھ یاد ا روئے ہوشی بلا بیٹھے
 مری بالین پر کیونکر کوئی درد آ سنا بیٹھے
 مناع ہر درد عالم بھی اگر کوئی لٹا بیٹھے
 نشان تربت عاشق بھی وہ آخر مٹا بیٹھے
 اجابت کے نشانے پر اگر تیر دعا بیٹھے
 تھیں سو بارے جاں جہاں ہم آنا بیٹھے
 مرے بسنے میں سیدھے نادرک ناز و ادا بیٹھے
 ذرا آئے ذرا ٹھہرے ذرا پہلو میں آ بیٹھے
 تب فرقت سے اپنے دل جگر و نون جلا بیٹھے

نمبر ۱۲
 گمہ شکوہ کجا ہوتا نہیں ہے ذکر غیر و دل
 جناب نطق کی صحبت میں جا کر بار بار بیٹھے

نطق کیوں ہو شادماں کیا بات ہو	سچ کہو لے مہرباں کیا بات ہے
مطمئن رکھتی ہے فکر و حسرت	تیری آبا رخواں کیا بات ہے
بیٹھے بیٹھے کیوں خفا مجھے ہوئے	سچ بتاؤ میری جاں کیا بات ہے
لومٹی ہے تیرے قدموں پر بہار	تیری جن جادواں کیا بات ہے
عاشق و شہیدا و لیل بتلا	اسکے ہیں بیرو جاں کیا بات ہے
حور ہے قربان صدقے ہے پری	آپکی لے مہرباں کیا بات ہے

اگل اجازت عرض کی جھکا بندی ایک شب بھی لے پری پیکر مرے ہائے و دہن بھی کسکی راہ میں بچھے ہے ہر دو جہاں روشن تری	اگر کہتے ہیں کہ ہاں کیا بات ہے تم اگر ہو میہاں کیا بات ہے میں جوئے دوں نقد جان کیا بات ہے لے فروغ لامکاں کیا بات ہے
نمبر ۲۲	رات دن اسے نطق تم جو بے سبب کرتے ہو آہ و فغاں کیا بات ہے
قتل دہ کرتے اگر اک بات تھی بزم میں گو سادگی سے آئے وہ اب عدو کی بھی نہیں انگو خبر جنگ پر آدہ تم کیا ہو گئے بے سبب ناحق خفا تم ہو گئے ہوتے ہم ممنون سن لیتے جو آپ بزم سے ان کی نہ میں آتا کبھی قتل تمہے بے خطا اس کو کیا اپنی چھینٹوں سے سجھا دیتی اگر قتل عاشق غمخیز فولاد سے	چھبہ دیتے دل جگر اک بات تھی سادہ بن میں بھی مگر اک بات تھی مجھ سے رہتے بے خبر اک بات تھی قتل پر کہتے مگر اک بات تھی بوستے ہم کچھ اگر اک بات تھی مختصر سے مختصر اک بات تھی کیا ہو ایسی ہی مگر اک بات تھی کچھ جو کہتا نامہ ہر اک بات تھی سوزش دل چشم تراک بات تھی مارتے تیر نظر اک بات تھی
نمبر ۲۳	نطق کی جادو بیانی کیا ہوئی ان کو لائی راہ پر اک بات تھی
عالم ایجاد میں جب تک فنا لائی نہ تھی عشق کی آفت مصیبت میرے آئی نہ تھی تو نے شہرت پس ایوانا زکام دا بانی نہ تھی	بیخودی لے نطق بھی تجھ میں دی گئی نہ تھی جبکہ ارگل صورت اپنی تو نے دکھائی نہ تھی تیرے پس پہلے تیری یاد ہر جا لائی نہ تھی

<p>چار دن کے واسطے ہو صرف دنیا کا سفر انکا اس انداز سے بن ٹھن کے آنا زم میں تھے دہاں موجود انکے ناز و انداز و جہا سائنا مقصود تھا اپنے کلچے میں اُسے داو خواہی خاک کرتا داو و محشر سے میں زلت کا پھندا لگا کر کھینچتے تم دار پر کون تھا محشر میں ایسا جو نہ تھا یہاب وار تھا ہجوم حسرت واران وایس و آرزو</p>	<p>عالم ہستی میں یہ کہہ کر قضا لائی نہ تھی تھا پیام مرگ عاشق جلوہ آرائی نہ تھی خاص خلوت میں بھی ماحل مجھ کو تنہائی نہ تھی بے سبب تصویر تیری میں نے کھینچوائی نہ تھی عاشق بے جرم کی کوئی بھی تنوائی نہ تھی اس سے بڑھ کر ادھ میری عزت افزائی نہ تھی دیکھ کر انکو طبیعت کس کی للچائی نہ تھی قبر میں بھی رکھے حاصل مجھ کو تنہائی نہ تھی</p>
--	---

<p>نمبر ۲۲</p>	<p>غیر اگر ہوتا کوئی تھا آپ کا واجب خیال نطق سے ملنے میں او جاں کوئی رسوائی نہ تھی</p>	<p>۱۵</p>
----------------	--	-----------

<p>وہ دہی رات کو مضطرب ریشاں حال ادھر گئے کہہ رہے کہاں آئے کیا میں آپ کے پوچھوں ہجوم رنج و غم سے ایسی حالت ہو گئی میری ہو اتیار پھندا عاشقوں کے بھانسی ڈینے کو لگا کر اس در پر تیرے اک مدت سی ڈھیا ہوں کسی صورت سے کہنے تو کشش دیکھو محبت کی تھا کرنا کوکثر گال میں یاد دل روز پکیاں ہیں کر نہیں جان دول دونوں کو صدا اسکے ادھر سے بتا ان ظاہری باتوں کا کیا ہو فائدہ زاہد یہ میری داغ گوئی مقدر کے کرشمے ہیں جو کوئی تیرہ باطن ہونہ دیکھے یا رکا جلوہ</p>	<p>خدا کا شکر نالے جا کے اپنا کام کر آئے سمجھتا ہوں کہ رستہ بھول کر شاید ادھر آئے کسی نے حال پوچھا دیدہ و دل و زون بھڑکے بڑھے اس سرو قد کے تار گیسو تا کر آئے خدا ایسا کرے اک دن مری اسیہ برائے اکمیں جلتے تھے رستہ بھول کر لیکن ادھر آئے کہاں سے اس ہوائی تیر کی کوئی سپر آئے خوشی کا خط امیں لیکر جو میرا نامہ برائے تو کر وہ کام جس سے یار کا جلوہ نظر آئے لگائے زخم میں مرہم تو وہ ایلے ابھر آئے نہو جب صاف آئینہ تو کیا چہرہ نظر آئے</p>
--	---

<p>مسافر صبح کا بھولا تو وقت شام گھر کے اگر تیغ ادا فنا زان کی بار طہ پر آئے ہم اکتا کر کسیدن آہ کرتے پر اگر آئے</p>	<p>لہذا تک تو چلے آؤ نہ آئے گو عیادت کو سبجنا چاہئے پھر سر قلم ہونے لگیں کتنے نہیں معلوم ہو جائیگا کیا کیا دونوں عالم میں</p>
<p>۱۳</p>	<p>منبر ۲۲۹ ہناب لطف کا یہ حال دیکھا میں بے چین سے اگر جو بولے سو بولے اور جد ہر آئے او ہر آئے</p>
<p>عاشق کی جان لیتے میں یہ نام کر گئی رخصت دلوں سے راحت و آرام کر گئی بچپن ایک صورت گلہ فام کر گئی وہ غل چراغ گور سر شام کر گئی انکی نزاکت آج بڑا کام کر گئی یہ کام آج لائق انعام کر گئی ناحق یہ مجھ کو مورد الزام کر گئی گو اس کی آنکھ وصل کا پیغام کر گئی الفت کسی کی محبت اور ہام کر گئی تقدیر سے کسرتی میں یہ ارقام کر گئی ان کی نگاہ موت کا پیغام کر گئی جادو تری نگاہ سر بام کر گئی</p>	<p>محفل میں ان کی تیغ نظر کام کر گئی آلفت بتوں کی جمع آلام کر گئی دن کو نہ چین شب کو نہ آرام ہو نصیب ان کی گلی سے ہو سکے اگر آگئی ہوا ہو جاتا خون ورنہ کسی بے گناہ کا بے آئی ان کو کھینچ کر لے آہ بر اثر میں دل لگی سے صرت گنگار ہو گیا کرتا ہے بار بار شرارت سے وہ نہیں دن رات وہ ہم آتے ہی رہتی ہیں کناک ہو گا قاتیل ناز کسی گلہزار کا اکتوں کی لاش بزم سے نیکی لگی دھنا نیچے جو تھے کھڑے ہوئے بہت ہو گئے</p>
<p>۱۱</p>	<p>منبر ۲۳۰ تھا لطف دیندار و خدا ترس و متقی الفت بتوں کی ہی اُسے بدنام کر گئی</p>
<p>لے عرش بلانے لگی فریاد کسی کی اب حد سے بڑھی جاتی ہر ہمدرد کسی</p>	<p>منتا نہیں تو لے ستم ایجاد کسی منتا نہیں ظالم بھی فریاد کسی</p>

<p>اس طرح سے مٹی نہ ہو بر باد کیسی بیچین کے دیتی ہے فریاد کیسی تڑپاتی ہے ہر وقت مجھے یاد کیسی کیوں کرتے جوانی کو ہو بر باد کیسی تڑپاے اگر آپ کو بھی یاد کیسی اب دیکھی نہیں جاتی ہر دواد کیسی پڑ جائے نہ آہ دل ناشاد کیسی لے لے نہ کہیں جان یا فتاد کیسی</p>	<p>صحنہ ملایا ہر مجھے تیری اداسے اتنا تو اثر اب ہو وہ کہتے ہیں برابر لے لیتی ہو رہ رکے مرے سینے میں ٹھکی اسے پار کر رہم ترس کھانے کی جاہو اس وقت سمجھے گا ہو تکلیف مجھے کیا لو ہچکیاں لیتا ہو پڑا وقت ہر آخر اتنا نہ سنا عاشق بچیم و خطا کو دل آنا بھی کس قسم سے آفت ہو غصہ ہے</p>
<p>۱۱</p>	<p>لے لے لے دیا مفت حمینوں کو دل اپنا کیا یاد رہی کب کو نہ بیداد کیسی</p>
<p>سینے میں ہے اک چاندی تصویر کیسی سنتے ہیں لب برگ سے تقریر کیسی کیونکر نہ کہوں لو گئی تقدیر کیسی سو بار ہلا آتی ہے زنجیر کیسی سنتا ہی نہیں وہ بت بے پر کیسی دکھلائے رہ گور نہ تاخیر کیسی کام آئی نہ کچھ ایک بھٹی بدیر کیسی چلتی ہے کس انداز سے شمشیر کیسی لینے کو ہے دم زلف گرہ گیر کیسی لپٹی ہوئی ہے سینے سے تصویر کیسی</p>	<p>ہر خانہ دلیں مرتے نور کیسی پاتے ہیں ہر اک چیز میں تصویر کیسی جوڑا وہ بدلتے ہیں کہیں جاتی ہیں اس دم آہ دل زرد و فغان دل بے صبر سمجھا نیکو تو لا کھوں ہی سمجھاتے ہیں اکو ہاں مان لیا آنیکو ہیں بہر عیادت وہ ماہ لغار راہ پر افسوس نہ آیا دل ٹکڑے جگر ریشہ کلیجہ ہے دو پارہ کیا رد بلا کی کوئی تدبیر کروں ہیں بے افس ہو وہ لاکھ یہ با افس ہو لیکن</p>
<p>پہونچی ہے لحد پر مرے تحریر کیسی</p>	<p>نازیت مرے خط کا جواب آیا نہ لے لے لے</p>

سمجھ تھے لیکے دل دیکھ دن وفا کرینگے
 دل لینے کو وہ سو سونا نذا داکرینگے
 نقتہ ہر یہ ہوں کی یہ ہی توں کا ثبوت
 تجھ کو نہ تھا بنانا پتھر توں کے دل کو
 اک التجا ہماری تو مان لے جولے بت
 میرا خلا ہے ملک اسکو پکارنے ہیں
 مانا کہ انکو میری صورت کے بھی ہو نفرت
 مجھ خفائیں کر کے نکھ جائینگے خود آخر
 اب پھیرتے ہو میرا تم یہ دل نکستہ
 اٹھ جائیں ہم تھائے در سے ہو غیر ممکن
 آنکھوں کے سانس وہ ہوں ہم نفل عدو
 دیکھیں گے تو بھی کب تک ہم سے پھر رہے گا
 میدان حشر میں اس رفتار قتلہ زائے
 صرغ نظارہ جب تک وہ چشم قتلہ زائے
 تجھ کو بھی چین سے ہم رہنے نہ دینگے ظالم
 بہتر ہے تم نہ چھوڑو جو رجحان کی علوت
 کیا عرض مدعا ہوسن بھی جولیں وہ ہکو
 انذا کیا زالا پایا ہے ان توں نے
 سر کو ٹپک ٹپک کر ہم جان دینگے پتھر
 تم سخت بیوفا ہو کہہ دینگے انکے منہ پر
 ہم زند اور بدوزخ کیا کہہ دیا یہ تو نے

کیا جانتے تھے ہم سے وہ یوں وفا کرینگے
 دل لیکے پھر وہ آخر لاکھوں جفا کرینگے
 کس سے وفائیں کی ہیں کس سے وفا کرینگے
 شکوہ خدا کے آگے یہ بر ملا کرینگے
 سائل ہر تیسے حق میں دل سے دعا کرینگے
 ہرگز نہ ہم ہوں سے کچھ التجا کرینگے
 آجائیں گا جو دل ہی اسکو وہ کیا کرینگے
 کب تک شتم کرینگے کب تک جفا کرینگے
 ہم اسکو لے کے صاحب بتلاؤ کیا کرینگے
 تم گالیاں جو دو گے بیٹھے سنا کرینگے
 اب اس سے اور برا حکو وہ ظلم کیا کرینگے
 جب تک اثر نہ ہو گا نالہ کیا کرینگے
 اک دوسری قیامت برپا وہ کیا کرینگے
 اک قتلہ کیا ہے لاکھوں قتلے اٹھا کرینگے
 اک آہ کر کے ہر دم تڑپا دیا کرینگے
 لو ہم ہی دل کر اپنے دردم شناس کرینگے
 فوڑا رقیب انکو ہبکا دیا کرینگے
 بولینگے کچھ نہ منہ سے بسکی سنا کرینگے
 الفت کا حق تمھاری ہم یوں ادا کرینگے
 کیا بولنے میں میرا منہ ہی دیا کرینگے
 بی بی کے توبہ و عطا ہم لیا کرینگے

فیثمت کا جو لکھا ہے پیش آلیگا وہ اکدن
 ہیکو نہ گھسکر باہر پردہ ہی میں رہو تم
 وہ شاد کیا کرینگے ناشاد کیا کرینگے
 عاشق و گرنہ آکر نرنہ کیا کرینگے

نمبر ۲۳۲
 ہوں ہر باں نہ آخر تو لفظ مسب لڑتے
 کب تک علم وہ مجھ پر تیغ جفا کرینگے
 ۱۶

ہے آسمان پر نہ یہ باغ جہاں میں ہے
 بالطف زندگی ہے تو وصل تباں میں ہے
 شہرت تمھارے حُسن کی سارے جہاں میں ہے
 نفیس کا کچھ فروہ ہے تو کچھ چاشنی کا لطف
 اودل جلائے واسے خبردار ہوشیار
 شمس و قمرین و زماں میں بھی نہیں
 جیسے کہ سیر چھوڑی اس نو نہال نے
 سُنے تو آپ اسکو ذرا گوش ہوش سے
 پہلو میں اپنے دل کو نہ پایا تو کی تلاش
 سچ تو یہ ہے کہ لے مہ تاباں ترا جواب
 آکر جلائے عاشق بیاں کو لے بری
 زاہد تو چھوڑ کر دوزخ و بہشت
 کیا اسناد کیجئے لڑتا نہیں ذہن
 جود و سخا میں حاتم طائی کا ہے جواب
 ڈالا فلک نے تفرقہ یہ بعد مرگ بھی
 جنت اگر ہے آپ کے شاید مکان میں ہے
 با جام مل میں صحبت پیریناں میں ہے
 الفت کا میری ذکر زمین و زماں میں ہے
 اک خاص بات آپ کے حُسن بیاں میں ہے
 تاثیر دل بلائے کی آہ و فغاں میں ہے
 فوٹ کشش کی جیسی کہ حسن تباں میں ہے
 اگلی سی وہ بہار نہیں گلستاں میں ہے
 پر لطف ایک بات مری داناں میں ہے
 جا کر جو دیکھتے ہیں تو کوئے نباں میں ہے
 باغ جہاں میں ہے نہ تو باغ جہاں میں ہے
 اسجاز عیسوی تو نقط تیری ہاں میں ہے
 دونوں جہاں کا لطف تو ذکر تباں میں ہے
 جب دیکھئے دل آپ کے صحن مکان میں ہے
 کیا خوب یہ صفت مرے پیر مغاں میں ہے
 تربت میں جسم روح کیسے مکان میں ہے

نمبر ۱۳۴
 خالص خوشی کیسکو بھی حاصل نہیں ہو لفظ
 گل ہیں اگر تو خار بھی باغ جہاں میں ہے
 ۱۸

مصیبت پڑنے ہی بیگانہ ہر نیا بیگانہ ہی
 جوانی پھٹ پڑی ہو عیش و عشرت کا زمانہ ہے
 خدا کا شکر کرتے ہیں موافق اب زمانہ ہے
 نہیں ~~سہ~~ سمند حسن کو یہ تازیانہ ہے
 یہ درد دل کا نقشہ ہے یہ حسرت کا فسانہ ہے
 ہمیشہ آئینہ ہے سامنے زلفونہیں شانہ ہے
 زمیں جکی فلک ہم عرش رفت تھامیانہ ہے
 تری الفت کے آخروں پر یہ دن دکھا چھوٹا
 وہی دل ہو جو واقف ہی نہ تھا ہر کچھ غم کیے
 دلیل خبر دی اور اس سے بڑھکے کیا ہوگی
 کبھی کام کیا ہر دم توبہ ہی کی پیش ہے
 جو یاد کر سیرا بنے تکلف وہ حسین دولا
 فنا ہو جاؤ ادسکی راہ میں تباہ کو پاؤگے
 محبت کرتے ہیں تو اور وہ ظالم گردتاہی
 ہمیں نے دل دیا ہو اور ہم ہی ہونا چھڑے
 جوانی کے وہ نقشہ میں ہیں بل کھاکھاکو چلے ہیں
 خدا محفوظ رکھے دل کو اس تیر سوانی سے

بہت بچتا ہوں ابے لفظ تشبیہ و اضافت سے
 غزل ہے عاشقانہ رنگ اس میں عارفانہ ہے
 نمبر ۲۲۵

انہیں کا دور دورہ ہو انہیں کا ابنا مانہ ہی
 مرجاں کیسی کے درد پہناں کا فسانہ ہے
 جس میں جو خلق کی اور اکھا سنگ شانہ ہے
 گل و بلبل کا یہ نقشہ نہ مطب کا تراشہ ہے

<p>خزاں اب آگئی گلزار سے بلبلِ بردانہ ہے کسی کی سقنایوں طائرِ دل کا شین ہے کسی کو ہوش اپنے ن بدن کا کیا رہی باقی گلستانوں میں ب ہوں چھپے کیا عنایوں کے ہمارا قمری دل ناز کرتا ہے مُقدِر پر وہ کس میں نہیں رازِ محبت سے اچھی وقف خوشی کا نام بھی باقی نہیں سوا اللہ کبھی رونا کبھی مہنسا کبھی مرنا کبھی جینا کھینچے جاتے ہیں وہ جیسے مارجا ہوں لُپ نہیں میں جانتا ہوں لے پر پرو ایک دستے سنا حالِ دل پر درد تو چھسکر لگے کہنے نہ دیکھا ہے کسی نے اتھک ایو شعلہ رو کجگو رلا ہے ربُّہ اعلیٰ یہ ہمو خا کا ساری سے</p>	<p>چمن سے کہتی ہی پھر آئی گئے جو آبِ دانہ ہے نہ طوبی آشیانہ ہے نہ سدرہ آشیانہ ہے جوانی کا زمانہ عینِ مستی کا زمانہ ہے خزاں کا آگیا موسم اُداسی کا زمانہ ہے کہ اسکا صفتِ سرورِ قدوموزوں کی نشانی ہے ابھی میں کھیلنے کے دن لڑکپن کا زمانہ ہے یہ کیسا دور آ پہونچا ہے یہ کیسا زمانہ ہے حقیقت میں محبت کا طلسمی کارخانہ ہے وہ نازِ دلبرانہ ہے یہ طرزِ عاشقانہ ہے نہیں منظور ہے آ نازِ اکت کا بہانہ ہے تھاری داستان ہے یا یہ محبوب کا فسانہ ہے مگر ہر جگہ تیرا ہی ذکرِ غائبانہ ہے زمیں اپنی ہے مسندِ حیرت گرداں شامیانہ ہے</p>
---	---

<p>۱۸</p>	<p>اگرچہ نطق تو نے اسکو پوشیدہ بہت رکھا مگر ہر جگہ تیری محبت کا فسانہ ہے</p>	<p>منسلک ۲۲</p>
<p>وہ جو آئے موت آئی دیکھے انکے دیدہ کی صفائی دیکھے ہو رہی ہے ہاتھ پائی دیکھے کر رہے ہیں بے وفائی دیکھے پھر لگی ساری خدائی دیکھے دیکھے اُن کی ڈھٹائی دیکھے</p>	<p>میری قسمت کی بُرائی دیکھے شرم تک ان کو نہ آئی دیکھے دیکھے اُن کی رکھائی دیکھے انکے کیا دل میں سمائی دیکھے وہ نگاہِ ناز کیا ہم سے پھری ہو رہے ہیں غم سے راز و نیاز</p>	

<p>دیکھئے میری لگاؤ کو ذرا ہجر کی شب یار بھی آیا نہیں باتوں باتوں میں بگڑ جاتا ہو وہ آپ ہی کے ناز کی انداز کی اُن کی اُلفت اور محبت کے سبب کہتے ہیں وہ غصے کیا واسطہ یہ طریقہ آپ کا اچھا نہیں لاتے ہیں افلاک سے مضمون ہم رنج و غم سے حسرت و دیر سے باتوں باتوں ہی میں دلکو لے لیا عرش کی زنجیر تک پہنچے لگی</p>	<p>اور یہ انکی ٹھکانی دیکھئے محبوبت بھی میری نہ آئی دیکھئے اُس پری کی کج ادائی دیکھئے دے رہے ہیں ہم دوائی دیکھئے ہو گئی کیا جگ ہنسائی دیکھئے ان کی باتوں کی صفائی دیکھئے عاشقوں سے بے وفائی دیکھئے ہنس کی اپنی رسائی دیکھئے ہوتی ہے کب تک رہائی دیکھئے اور پھر اُن کی ڈھٹائی دیکھئے آہ و نالہ کی رسائی دیکھئے</p>
<p>منہ بند</p>	<p>رات کو چھپ چھپکے جاتے ہیں کہیں نطق کی یہ پارسائی دیکھئے</p>
<p>مخلوقات اُسے جو اپنی ہی نوک تیر قابل سے بوقت ذبح اُن تک جہنم کی منہ سو بیل کے بکیر دانتے ہی تم چھیڑ نیٹھے یہ نہ کچھ سمجھا خدا شاہد ہے ہرکو جس قدر تم سے محبت ہے تسکایت میں کروں تیرے جہاد و جد کی توبہ کسی سے کچھ کہا میں نے نہ اسکو کوئی کہتا ہو مجل جاتا ہے فوراً دیکھ لی صورت اگر اچھی خوشی سے پھول اٹھا کھل گیا مثل گل لالہ</p>	<p>وہ لذت وہ فرے اگر کوئی پھر مکر سے صدائے مرجانی زبانی تیغ قاتل سے تھکا ماندہ مسافر آ رہا ہے ایک منزل سے نہیں جان جہاں ہم چاہتے ہیں جان کے دل سے نہیں ہونے کا یہ ایسا لقا ہرگز مکر سے غلط الزام دینا ہے تو پیدا کیجئے دل سے بہت تنگ آ گئے ہیں تو ہم اس لئے دل سے لب سوخا نہ کیا جائے کیا کہنا دل سے</p>

ترے تیرے نے زخم پہنچا یا کہاں ہسکو
میں ہوں وہ کشتی آفت رسید بحرِ نایاب
رقیب کینہ کش طینت کی یہ مانی طبیعت ہے
گرے ہرگز نہ دشمن بھی کیسے چاہے غیب میں
وہ پہلے جان کے خواہاں تھے اب یاں کے خواہاں
میں وہ نشہ جگر تھپانی گیا اک ایک قطرہ تک
کہاں کی حور کیسا باغِ رضواں تو بکروا غلط
رقیب رو میرے سیکر برابر اور تو ہو گا
بجلا متا کے تشبیہ انکے رتے روشن کی

بتا اسکا چلیگا لے پر رو سخت مشکل سے
تھپیرے پٹندہ جی میں موج کے ہوں درج سے
نہ آیا ہے نہ باز آئے گا وہ اقوالِ باطل سے
نہ اپیم یہ آتی ہے اسیرِ جاہِ باطل سے
پڑی اک دوسری شکل جو نکلا اکٹکل سے
نہ نکلا خون ذرہ بھر بھی زخم تیغِ قاتل سے
گذر بہر خدا نادان ان اوہامِ باطل سے
قدا اُن پر کرے گا جان بگاڑیہ بڑی دل سے
فرد ہے خون میں وہ ماہِ پیکر ماہِ کامل سے

نمبر ۲۳

جلا ہے وصل کا قرار لینے نطق تو اُن سے
اگر راضی بھی وہ ہونگے تو دشوار فیہِ مشکل سے

۲۵

مے سے مینا ہے سب سے جام ہے
ہو خوشی کی صبح غم کی شام ہے
حشر کا میدان ہے کلام ہے
عرض کرنے کی اجازت ہونگے
دیکھو مجھ کو وہ یوں کہنے لگا
عاشقوں کی قدر وہ کرتے ہیں یہ
پھنسے کتنے نسیمِ عقلمند
ارض کو گردش ہے چکرِ چرخ کو
عاشقوں کی کچھ نہیں ستے ہیں وہ
پیتے ہیں خون جگر کھاتے ہیں غم

ما سوا سے بند کو کیا کام ہے
دیکھئے یہ گردشِ ایام ہے
اک قیامت اُنکے زیرِ باہم ہے
آپ سے اک مختصر سا کام ہے
کون آیا ہے یہاں کیا کام ہے
جھڑکیاں ہیں ہر طرزیِ دشنام ہے
زلفِ شکیں بھی غضب کا دام ہے
اس زمانے میں کسے آرام ہے
عاشق کا نام ہی بد نام ہے
اور آگے بس خدا کا نام ہے

<p>خاکساران جہاں کو دیکھیے دیدیا جس نے اخوت کا سبق غیر اچھا ہو بڑا ہو کچھ بھی ہو ہے تقاضا رے کے کوچہ میں چل اپنے دلدادہ پر اس خوش چشم کی چہرہ نکافت جاں ہے اگر جو ہوا پیدا ہوا ناپسند وہ کر رہے ہو ظلم بید کس لئے آپ کچھ میسے نہیں روزی سال کیا کروں تدبیر اسکے وصل کی راز کی اک بات جو ان سے کہی ایک ل میں نذر کس کس کی کروں راز الفت تنہے خود افشا کیا پھونک دینگے تجھ کو ہم اور ہماں</p>	<p>جس جگہ بیٹھے وہیں آرام ہے حق یہ ہے وہ مذہب اسلام ہے اسے دل نواں تجھے کیا کام ہے دل کو اپنے کام سے بس کام ہے کیا نوازش اور کیا اکرام ہے وصل انکا موت کا پیغام ہے یہ اُسی آغاز کا انجام ہے دل لگانے کا یہ کیا انعام ہے رزق پہنچانا خدا کا کام ہے کا دشوں پر سخت نافر جام ہے ہر جگہ وہ آج طشت از بام ہے سیمتن کوئی کوئی گلفام ہے مجھ پر ایجاں یہ غلط الزام ہے یاد رکھنا نطق مسبر نام ہے</p>
--	--

<p>نمبر ۲۲۹</p> <p>ہونگے تجھ پر ہاں وہ ایک ن نطق یہ کیسے خیال خام ہے</p>	<p>۱۲</p> <p>و وصل ہو یا آپ مرنے دیجئے خوب انھیں بنے سنوئے دیجئے دوش پر سے سر اترنے دیجئے اپنے اوپر ٹھکومرنے دیجئے اک قیامت ہونگے دیکھ دن بعد</p>
<p>کچھ تو جھکو کرے دھرنے دیجئے قتل کے سامان کرنے دیجئے ذبح کرتے ہیں تو کرنے دیجئے جان یہ قربان کرنے دیجئے فتنہ محشر اُ بھرنے دیجئے</p>	<p>۱۳</p>

<p>کچھ نہوگا جب خدا ہے ہر ایں ہم منالینگے اُنھیں جلدی ہو کیا پاک ہیں ہم تہمت بیوجہ سے پھر کہاں پہلو میں ہے دل کا پتہ دل مرا بیشک اُنھیں نے لیا بندر کر دیتے ہیں کیوں میری باں</p>	<p>دشمنوں کو کان بھرنے دیجئے اُن کا غصہ تو اُترنے دیجئے کیا ہوا الزام دھندے دیجئے چار آنکھیں اُنکو کرنے دیجئے وہ مکر تے ہیں مکر نے دیجئے کچھ تو عرض حال کرنے دیجئے</p>	
<p>منہ ۲۴۰</p>	<p>نطق اپنے اس دل بتیاب پر جو گذرتی ہے گذرنے دیجئے</p>	<p>۱۷</p>
<p>تھکائے ظلم سے جو رجھائے شکایت اب کرینگے ہم خدا سے مجھے دام محبت میں پھنسا یا پلا دو ہم کو آبدوم تیغ مریض بھرا بدم توڑتا ہے تم اپنے وصل سے سیراب کر دو سراپا شرم ہے وہ بانی ناز ہسانہ کر کے جانا غنیمت گھر مریض ہجر ہوں ممکن نہیں ہے کسی کی آنکھ نے جادو کیا ہے لعاب لعل لب اس ماہر و کا قیامت ہے غضب کا ٹاٹا کا ہوئے تیار بہار امتحاں کیوں</p>	<p>میں باز آؤں گا تسلیم و رضا سے نہ بُت باز آئینگے اپنی جفا سے فریب و زور سے مکر و دغا سے نہیں ہکو ہے کام آب بقا سے ذرا تو دیجئے اگر دلا سے لعاب لعل لب کے ہم ہیں پیاسے نہیں کھلتی زباں اسکی حیا سے یہ چالیں آپ کی اہل وفا سے کہ اچھا ہوں دوا سے یا دوا سے طبیبوں فائدہ کیا ہے دوا سے نہیں ہرگز ہے کم آب بقا سے ہزاروں مرگئے تیغ ادا سے مری جاں بدظنی اہل وفا سے</p>	

<p>ہوئے دو چار ہم لاکھوں بلا سے پڑا ہے سابقہ اک بیوفا سے چلے جاتے ہیں اس جہاں ہمارے</p>	<p>محبت میں ہوا ہم پر نہ کیا کیا خدا حافظ خدا ناصی ہم میرا تھاری یاد میں ہم مر رہے ہیں</p>
<p>۱۶</p>	<p>نہ پوچھیں گے کبھی وہ حال لے لے لفظ مروم یا جو ان کی بلا سے</p>
<p>وہ دل لے لیتے ہیں سو سو ادا سے جو وہ کر لیتے ہیں ناز و ادا سے حیا سے شرم سے ناز و ادا سے وہ لے لیتے ہیں دل سو سو ادا سے مرے کوئی اگر میری بلا سے بیکال لے جذبہ الفت اس بلا سے دل بے مدعا تیری بلا سے کہ نکھیں انکی چھپتی ہیں مہا سے کوئی اتنا کہ با د صبا سے نہ اتنا بھی ہوا آہ رسا سے مجھے کیا کام صاحب اسوا سے مقتدر لو گیا سب اسما سے بہت بگڑے ہوئے ہیں وہ ہوا سے محبت ہو گئی اک مہ لقا سے کہ باندہ اسجاؤ ظلم ناز و ادا سے</p>	<p>ادا سے ناز سے شرم دیا سے کوئی تیغ و سناں سے کیا کر لگا کیا کرتا ہے قتل عام وہ بیت کرے دل کی حفاظت کوئی کوئی وہ کسکا حال شکر کہہ رہے ہیں شب تاریک فرقت کا شتی ہو وہ جائیں گے گھر یا نہ جائیں مٹ نہیں کس حال میں دیکھا ہوئے بنائے انکو مست خواب غفلت ہم لے دیک انکو گھنچ لاتی نہیں مطلوب ہو طالب ہوں جبکا میں گھلکر ہو گیا معدوم ایسا اگر اسکر جو آنچل سے آگے نہ ہو کر و ماغ اب آساں پر انقا خاصہ یہی انسانیت کا</p>
<p>۱۰</p>	<p>خدا یا لفظ کو آزاد رکھنا بیشہ فکر سے نہ بچ دہلا سے</p>

<p>اس ماہ لقا پر یہ فدا جان کرینگے اک بلبل ابن جائیگا یہ گنبد گردوں ہم کلمہ پڑھائیں گے اُسے دلیں ٹھا کر طرح وہ گیسو کے بنائیں ہیں مہر لوہار کا پھل آبِ دمِ خنجر خنجر روز قیامت تو اُسے یاد کرے گا مینہ رخسار کے دیدار کے خاطر ہو سچائیں گے ہم آنکھ کے رستے سودا تک ہم اُن کی محبت سے نہ باز آئیں گے ہرگز</p>	<p>ہے جان تو کیا صدقے ہم ایمان کرینگے اُن آنکھوں سے بیا آج وہ طوفان کرینگے کعبے میں ہم اس بُت کو مسلمان کرینگے کس کے دل مضطر کو پریشان کرینگے عشاق کی دعوت کا یہ سامان کرینگے بھگو بھی وہ اسے چرخ پریشان کرینگے کبتک بھگے دوڑا یں گے حیران کرینگے ہم خانہ دل میں بگے ہمان کرینگے اس سوئے میں سوطح کا نقصان کرینگے</p>
--	---

<p>۱۶</p>	<p>اے نلق جو بیچ پوچھو تو اسکا نہ گماں تھا غیر دل بھی کہہ سن کا وہ کچھ کان کرینگے</p>	<p>منبت ۲۲</p>
-----------	--	----------------

<p>مار ڈالو ابرو محمد اسے آپ کے اس بار بار انکار سے ہے نخل باد صبارت سے خضر پا ہے تری رفتار سے خون پیکے دیدہ خونبار سے آنکھ ملنے ہی بجاہ یار سے بو پھئے عمر صبارت سے عقل لیلے تھوڑی سی بازار سے بھڑتی ہے شکر لب گفتار سے بچکے میں آیا دہان مار سے</p>	<p>ذبح کیوں خنجر خنجر سے دیکھئے اقرار اُلفت ہو گیا کس قدر وہ حور ہے نازک خرام کچھ خبر بھی ہے تجھے لے ناز میں ہم نفل اُن کے عدو کو دیکھ کر یہ دل تباب چھلنی ہو گیا کس طرح چٹکے جلی جاتی ہے یہ وہ کجا زاہد کجا حور بہشت گفتگوئے یار کا کیا پوچھنا چوم کر کامل کو زندہ رہ گیا</p>
--	---

<p>ڈالے پھندا گلے میں ہار سے اس سپہر دون کج زنتار سے بجلیوں کی پھلیوں کے خار سے اب نہیں آتی کسی گلزار سے اور تم جا کر بلو اغیار سے</p>	<p>دیکھے چپا کلی سے بے کلی ہو گیا دنیا میں کیسا انقلاب سینہ پر داغ میرا چھل گیا نہرت افزا جو ہوا پہلے تھی وہ جان وایاں ہم فدا کر کے</p>
<p>۲۴</p>	<p>نمبہ ۲۴ آج کیا ہے جھوٹے آتے ہیں لفظ آرے ہیں خانہ نمٹار سے</p>
<p>غضب کی جوش برائی ہوئی انکی جوانی ہے حباب بھر بھی شرار ہا ہے پانی پانی ہے دو قامت اسکا بولہ سا قیامت کی نشانی ہے یہاں بال ہما عشت ہو غفا شادمانی ہے مرد بجاں تیری صورت میں غضب کی دستانی ہے رستم کی دلربائی ہے غضب کی جانتانی ہے میرجاں جوش لفت میں یہ امر ناگمانی ہے وہ نقشہ نقش اول ہے نقشہ نقش ثانی ہے حیا ان کو ہے اتنی اور اتنی بدگمانی ہے تھارے ناز کے صدقے یہ بھی قدر دانی ہے کسی خون میں شاید یہ شہدی تنے سانی ہے تھیں جادو لہجہ اور بکھے معجزیانی ہے فضا کی کیا خطا ہیں فقط یہ درمیانی ہے یہی فرش زمین انکے لئے تخت کیانی ہے</p>	<p>اگر خورشید چہرہ ہے تو لب لعل کیانی ہے قیامت کا نمونہ یار کی اٹھتی جوانی ہے کوں کیا فتنہ دوراں تنگ کی جوانی ہے ریض عشق کے دستہ رستم کی حکمرانی ہے تری صورت جو دیکھے گا ہمیشہ دلگور و بیگا حیا سے دل نہ لیتے ہیں ادا سے جان لیتی ہیں خفا کیوں ہیں جو میں نے آ کی تصویر کو جو جمال یوسف مصری بڑھکے حُسن تیرا ہے جوانی کا بڑا ہو جانے سایہ سے جھجکتے ہیں میں پناہ دل جو دلوں تک تو تم پال کر ڈالو خاک کا رنگ شوخ اتنا تعجب ہی تعجب ہے تمہاری چشم سحر آگیں شرافشان میں میری کسی کے خنجر ابرو نے مجھ کو مار ڈالا ہے گدا ہیں تھکے در کے بادشاہ کشور کسری</p>

<p>میارک خنجر کوئے عمر طوفانی ہے بھٹکے حدیث غم نہیں ستا کسی جو ر عاشق کی اسی پر چڑھکے میں بحر فنا سے پار اندوں گا بیان داستان حیرت وہ ہنسکے کہتے ہیں تھامے وعدہ فدا سے کیا خوش نخل مخرب کوئی پیدا کرے چشم بصیرت دیکھلے اس کو میرا س لائق نہ تھا تو نے جو تہہ دیدیا بھٹکے حدو کٹ کٹ نہ جائیں لکیریں کر میری باتوں کے مریض درد فرقت کی وہ حالت تھکے کہتے ہیں</p>	<p>فراق یا میں اکدن بھی عمر جاودانی ہے یہ کیا معلوم تھا بھٹکے کہ وہ بت تاویانی ہے تری تلوار کی بھی آنچ کشتی رخانی ہے یہ بے بنیاد باتیں ہیں یہ تب قصہ کہانی ہے خدا جانے کہ دلسے ہو کہ اقرار زبانی ہے جہاں کی بادشاہی اسکا یہ کی پاسبانی ہے یہ تیر فضل لے خاتون پیری مہربانی ہے زبان میری نہیں ہے تیر تیغ اسفغانی ہے فنا نہ نطق کا ہے یا یہ بمنوں کی کہانی ہے</p>
--	---

<p>مذہب ۲۴</p>	<p>انصاف سے نہیں کہتے تراہو نطق کیا کہنا غضب کی خوش بیانی ہے غضب کی شرخانی ہے</p>	<p>۱۳</p>
----------------	---	-----------

<p>یہاں بیٹھے یا دہاں بیٹھے یہ موقع ملا آج برسوں کے بعد پریشاں دماغ اور پر اگندہ دل جہاں ہونہ گردوں دہاں جایے نہ گلشن نہ گھر میں نہ صحرا میں خوش میں مرجاؤنگا آپ اگر جائینگے ذرا سیر جوے رواں دیکھئے اگل داغ ہیں دل میں پھولے ہوئے پھر ٹک جائیے گا خدا کی قسم، مراد دل بھی خنجر و چشم بھی</p>	<p>خوشی آپ کی ہو جہاں بیٹھے ذرا اور بھی میری جاں بیٹھے مصیبت ہے جا کر کہاں بیٹھے نخل ہو نہ کوئی جہاں بیٹھے دل درد مند اب کہاں بیٹھے ادھر آئیے مسراں بیٹھے مری آنکھوں میں میری جاں بیٹھے مری جان آکر یہاں بیٹھے سناؤں گا وہ داستان بیٹھے یہاں بیٹھے یا دہاں بیٹھے</p>
---	--

<p>ترے آگے ہر منہاں بیٹھے نہ یہ کہہ کر لے ہر باں بیٹھے</p>	<p>دھڑے ہاتھ رہا تھو کے رڈ تک بلائے اگر باقی ساقی ہو کچھ</p>
<p>۲۱</p>	<p>ذرا کے ذرا پس و فطیق میں خدا کے لئے ہر باں بیٹھے</p>
<p>بہار گل بے خزاں دیکھے ذرا اُن کا طرزِ بیاں دیکھے کہاں ڈھونڈنے اور کہاں دیکھے جدھر جاوے اور جہاں دیکھے یہاں دیکھے یا وہاں دیکھے کہیں شل جو ہر عیاں دیکھے ذرا آ کے اے ہر باں دیکھے فقط آپ اپنی زباں دیکھے ذرا آ کے یہ گلستاں دیکھے ذرا چلے اب لامکاں دیکھے یہ دل رشک باغِ جہاں دیکھے تو بھر جا کے کوئے تباں دیکھے جو دکھلائے یہ آسماں دیکھے نکلتی ہے اب میرِ حیاں دیکھے سعیبت ہے کسکو کہاں دیکھے شعاعِ عذارِ تباں دیکھے گماناے جوئے رواں دیکھے</p>	<p>شگفتہ عذارِ بتاں دیکھے یہ الفاظ اور یہ زباں دیکھے پتا دونوں عالم میں اسکا نہیں ہے جلوہ ترا ہی عیاں ہر جگہ زمین پر تو ہی آسماں پر تو ہی نہاں ہے کہیں شل تارِ نظر تب سب سے مر رہا ہے کوئی نہ یہ کیجئے اور نہ وہ کیجئے ہے داغوں سے گلزارِ پہلو میں دل نہیں دیر و کعبہ میں اسکا پتہ اکل داغِ فردوس میں ہیں کہاں اگر سیرِ جنت کی منظور ہو ہے انسانِ مجبور کیا کیجئے سوارِ کمرِ سب زرم وہ آگے وہ کہتے ہیں لاکھوں ہی سنے لگے ہو برقِ بجلتے اگر دیکھنا خدا میری آنکھوں میں آ بیٹھے</p>

<p>سورے سورے اداں دیکھئے دل گم شدہ کو کہاں دیکھئے ہیں موجود ان کو جہاں دیکھئے</p>	<p>شب وصل صندھو موزن کو بھی، کسی کے ہر جوڑے میں لپٹا ہوا گشت اور کبے میں تجھانے میں</p>
<p>۱۰</p>	<p>منہ ۲۲ الگ ہر کسی سے میں کہتا ہوں نطق مرا آپ طرزِ بیاں دیکھئے</p>
<p>لطف ذکر نہیں ہے تو دشنام ہی سہی خوش نام اگر نہیں ہوں تو بدنام ہی سہی گلگوں قب نہیں ہو تو گلغام ہی سہی پستہ نہ تو کا غدی با دام ہی سہی مانا خیال ہلیل داو دام ہی سہی دو چار بد تلیں نہ ہوں اک جام ہی سہی جنت میں لاکھ شمع کے آرام ہی سہی مشرق کوئی بھی ہو سیہ نام ہی سہی صبح شب وصال نہیں شام ہی سہی</p>	<p>ہوں ہم نہ کامیاب تو نا کام ہی سہی الفت میں اُس پری کی مرانام تو ہوا کوئی تو ہاتھ آئے پری ہو کہ حور ہو بوسہ لبوں کا یا بچھے آنکھوں کا دیکھئے دل کو خوشی تو ہوتی ہے حوروں کے ذکر سے ساقی پلاؤں کے کھر تری ہمت دراز ہو بے یار کے سقے کے بھی بدتر ہے وہ مقام صورت سب اچھی لگتی ہے جو شہنشاہیں عاشق کے خم میں دونوں سجاوت میں نہیں</p>
<p>۱۸</p>	<p>منہ ۲۳ تجھ کو ہے کیا پڑی ہوئی ناصح خدا سے ڈر اں نطق ان کا بندہ بے دام ہی سہی</p>
<p>عاشقوں کے خم میں تم ہرگز سے جان لے سرمہ کا کما از سے چشمہ غلمات کی یہ نہ سے چہیں آ باد کیسا شہ سے پہنسی ہے یا خدا کا قسم سے</p>	<p>یہ ہنسی یہ مسکراہٹ قسم سے سُریں آنکھوں کا بوسہ قسم سے کالے بالوں میں نہیں نکلی ہر مانگ دن دہارے قافلہ دل کا لٹا اگر پڑی سبیلی دل بے تاب پر</p>

<p>منہ کیوں کرتا ہو واعظے سے تو جانے گی یہ شربت دیدار سے جان لے گی نہ نگاہیں گریں کچھ عجیب دلکش ہے اسکی سادگی مرنے پر بھی ہلے یہ جاتا نہیں دل کا آ جانا حقیقت میں حضور سرورِ وقت لے تو پھر ہوجم بغل کشتی دل ڈوب جاتی ہر بہاں ہوتے سوتے آپ کے لئے رملقا بے وفا بد امن اور نا آشنا یہ نہیں سیندور انکی مانگیں</p>	<p>تیری جنت میں بھی تو یہ نہیں چشم سوزاں میں جو میری لہر تیسرا آلودہ کا یہ چہرہ اک قیامت ہے غضبِ حق ہے افسوس کیسوں کا کیسا زہر ایک آفت ہے بلا ہو تو زال دنیا کا یہی بس ہر حسن کے دریا کی ایسی لہر میں لوں کا غیب کیا نہیں ہے یقینی نام حیکا دھڑ بادہ احمد کی یہ اک نہیں</p>
<p>نہ ۲۲</p>	<p>دور رہے نطق اس سے بھاگے ۱۹</p>
<p>بادہ کش اور مجلس زندانہ ہے آج حاصل صحبت زندانہ ہے بخت پہ اپنے نہ کیوں نازاں ہوں ہم زندوں پر بریناں یہ التفات زلف میں نکتے پھنسے ہیں مرغول کیا چمکتا ہے تل اس کے گال پر ہے یہ میری اتھالے لاغری وہ پر پر و آج مجھے مل گیا</p>	<p>صحبت ساقی ہے اور پیمانہ ہے فرض مجھ کو سجدہ شکرانہ ہے ہم سے اُن سے آجکل بارانہ ہے دفعہ انکے واسطے مینا ہے دام ہے یہ پاکہ چڑیا خانہ ہے آب میں یہ گوہر کیدانہ ہے میری انگلی شانہ کا دندانہ ہے فرض مجھ پر سجدہ شکرانہ ہے</p>

<p>دیکھ کر جھوڑ نہ ہوں ہم کس طرح تمکو آشغوش تصور میں لیا ہے ہمارے دوست کا مسکن یہی کہہ رہا ہے صاف حسن لا زوال یہ گھٹایا ہر یہ بھٹندی ہوا چشم بامین سے اگر دیکھے کوئی قدر توکل کا اسے پری پیکر تری ہو رہے ہیں استعدرت شباب چھید دیتی ہے کلیجہ دل جگر چل رہی ہے یہ ہولے اتفاق</p>	<p>سر سدا گیس ز کس مستانہ ہے فعل یہ ایجان بتا یا نہ ہے ایک کعبہ دوسرا تہخانہ ہے جو مرا منکر ہے وہ دیوانہ ہے آج لطف بادہ و مہیا نہ ہے ایک ہی کعبہ اور تہخانہ ہے جو کرے انکار وہ دیوانہ ہے جو ادا انکی ہے وہ مستانہ ہے تیر دشمن عنفرہ ترکانہ ہے اب تو اپنا سبزہ بیگانہ ہے</p>
<p>نسبہ ۲</p>	<p>کون لے گا نطق بوسہ خال کا تیری قیمت کا اگر یہ دانہ ہے</p>
<p>نیم دا آ نکھوں نے دیوانہ بنا رکھا ہے توجو پہلو میں نہیں ہر لمحے لے ماہ جیس آج بیمار محبت تو مرے جاتے ہیں ڈر ہے اک رند ڈب دوسے نہ سفینہ دل کا بیٹھ محفل میں پردیوں کی ازاد خشک نالہ عاشق بے تاب وہ سنکر توبے حور پریم کا گلہ میں نہ کروں گاہرگز چیز اگر کوئی ہے تو غش محبت ہی ہے ابرووں ہی کی محبت میں شا جاتا ہوں</p>	<p>اسی انداز نے عاشق کو ٹھارکھا ہے تیری تصویر کو سینے سے لگا رکھا ہے جشہ و برآپ نے دیدار اٹھا رکھا ہے دیدہ ترنے وہ طوفان اٹھا رکھا ہے بوالہوس حور و نہیں فردوس میں کیا رکھا ہے آسمان کے اوپر کسے اٹھا رکھا ہے فیصلہ اس کا قیامت پر اٹھا رکھا ہے ورنہ بھرا اسکے سواد ہر میں کیا رکھا ہے دلیں دو چاند کے مکڑوں کو چھپا رکھا ہے</p>

خوب ہی نہجتی جو مل بیٹھتے دیوانے دو
 کون دنیا میں ہے محروم تنہا مجھ سا
 مجھ کو مجنوں سے ملاقات نہ ہونے پائی
 آئی جو دل میں سے بات نہ ہونے پائی

نمبر ۲۵
 ایک دو بات میں ہم مہم بنا لیتے نطق
 کیا کہیں اُن سے ملاقات نہ ہونے پائی
 ۲۴

پاگل مجھے بنا یا صورت دکھا دکھا کے
 دل لے لیا تو پہلے تنہے لہجھا لہجھا کے
 دو برس مجھ کو صدقے میں ناز اور ادا کے
 ہیں طور سب نزلے ایجاں نری ادا کے
 جاؤ تو عاشقوں کا ایجاں خون بہا کے
 آنکھیں بھی تو برابر کرتا نہیں کسی سے
 کرتے ہیں تنہے وعدہ کل آئینے مقرر
 صورت ہوا انکی بھولی باتیں ہیں انکی پیاری
 مٹی میں تنہے مجھ کو آخر ملا ہی چھوڑا
 کیا شان دلیری ہے دیکھو نہ ہی منہ ہی میں
 فرمایے تو کیونکر مجھے یہ ہو سکے گا
 رہا کر رہے ہو مٹی بھی اب ہماری
 اچھا نہیں گئے تھے دشمن کے گھر بھی تم
 لے لیتے ہیں حسین دل شہرخص کی نفل سے
 دیدار کے ہوس میں بیمار مر رہے ہیں
 جن دہشہر ملائک سب ہو گئے مقتید
 کوئی تڑپ رہا ہے شاید ہے وقت آخر
 جاتے ہو اب کہاں تم مجنوں مجھے بنا کے
 بے اعتنائیاں اب عاشق مجھے بنا کے
 سائل ہیں کرد و رخصت اور جان فے دلا کے
 چشم زدن میں دکھ لیا جاتی ہیں اڑا کے
 خواہاں کبھی نہ ہونگے یہ تنہے خون ہا کے
 قربان اس ادا کے صدقے تری حیا کے
 دشمن سے کہہ رہے ہیں مجھ کو سنا سنا کے
 لے لیتے ہیں دلوں کو باتیں بنا بنا کے
 رہا کر ہی ڈالا مجھ کو جلا جلا کے
 پہلو سے لے لیا دل مجھ کو منہا منہا کے
 سجدہ کر کے تہوں کو بندہ ہیں ہم خدا کے
 ٹھکرا رہے ہو تہرت کیوں خاک میں ملا کے
 یہ ہیں نشان کسکے اسے یا نقش پا کے
 فراق دن و رات سے یوں دیر ہوئی ان کے
 صورت دکھا دو صاحب اب اسطے خدا کے
 پھیلے ہوئے ہر پھندے کے کا کل دنا کے
 اتنا تو کہہ دے کوئی اس سہ لقا سے جا کے

<p>تقشہ نہ ایک اترا اس بانی جفا کا الفت جتا رہے تھے باتیں بنا رہے تھے ہم جان دے رہے ہیں تم مجھ سے کچھ رہے ہو سب حال کہہ سنا لائے میرے پیارے فاسد ہم سب سمجھ رہے ہیں باتیں پتے پتے کی لاکھوں مصیبتوں کا ہر وقت سانس ہے</p>	<p>بہسنہ زدنے اگرچہ کھینچے ہزار خاک کے وہ چل رہے تھے فقرے کذیب اور خاک کے بد امن و بمرور صاحب ہو اتہا کے پھر شوق وصل کہنا پہلو مگر سچا کے کیا ہم سے اڑ رہے ہو بالا بتا بتا کے دن رات تیسرے عاشق پنجے میں نفا کے</p>
---	---

<p>نمبر ۲۵۲</p>	<p>اے نطق شعر خوانی یہ کون کہہ رہا ہے خوش باش کی صدا ہو نعرے ہیں مہاجا کے</p>	<p>۱۹</p>
-----------------	---	-----------

<p>کوئی ٹٹا ہے کوئی عشق میں برباد ہوتا ہو خفا جھوٹ مجھ سے وہ ستم ایجاد ہوتا ہے کیسے تالہ کہیں پر شکوہ بیدار ہوتا ہے لگائے دل کوئی کیونکر بھلا ان مہ جیوں کے نہ اور ہم فرما تقشہ کا مان شہادت پر بسان غائب شطرنج میرا خانہ دل بھی کسی کے حلقہ کا کل میں چھنا شرا ہو پھر تو تے ہیں ظلم کرتے پر جبار ہیں وہ آمادہ عدو میری تباہی کی اگر کچھ فکر کرتا ہے حصینوں نے میرے دلید جگ اس طرح کر لی ہے کبھی دل مانگتے ہیں اور کبھی میں جان کے خواہاں کھینچے تصویر کیونکر اس بت گلفام صورت کی میں پہلو چکر دلچاشیں کر دینے کو حاضر ہوں</p>	<p>خبر لیکن کہاں وہ بانی بیدار ہوتا ہے تو ٹکڑے ٹکڑے غم سے یہ دل ناشاد ہوتا ہے ترا ہی ہر جگہ پر ذکر لے جلا دھوتا ہے ستمگر کوئی ہوتا ہے کوئی جلا دھوتا ہے غضب گھٹ گھٹ کے خون آرزو جلا دھوتا ہے کبھی دیران ہوتا ہے کبھی آباد ہوتا ہے کوئی کب جیتے جی س قید سے آزاد ہوتا ہے ذرا دیکھیں تو ہم کیا کیا ستم ایجاد ہوتا ہے غضب یہ جو کہ اُس سر پر کچھ بھی صلا دھوتا ہے کہ جیسے خانہ نقش عمل آباد ہوتا ہے کبھی ایمان دینے کیلئے ارشاد ہوتا ہے جس پاس کوشش میں عاجز خانہ بہرہ دھوتا ہے ذرا فرمائے تو صاف کیا ارشاد ہوتا ہے</p>
--	--

خل ہر کام میں یہ چرخ بے بنیاد ہوتا ہے
تغافل صفت انکا باعث فریاد ہوتا ہے
خود سے تیسرے کا رنشر نفاذ ہوتا ہے
یہ بھپیر میری جاں الزام بے بنیاد ہوتا ہے
ہماری آہ سے موم بھگن فولاد ہوتا ہے

جلا کر اسکو بھوکوں آہ سوزاں سے تو بہتر ہے
جفا و جور سے اُن تک بھی لب پرا نہیں سکتی
پیاسے خون جاری ہو مرے اندر گدجاں سے
شکایت میں کروں تیری جفا و جور کی تو بہ
نہ گپھلے تم تو کیا فولاد سے بھی سخت دل تم ہو

۲۱
۵۵
ہے استاد ی مبرا ہو کلام و لفظ صیوں سے
غزل لکھ دینے ہی سے کیا کوئی استاد ہوتا ہے

یوں پریشان جو نری زلف معنہ ہوگی
ہوگی یہ نیر کبھی اور کبھی نشتر ہوگی
ہے یقیں اور طبیعت یہ مکتدر ہوگی
حور کیا خلد میں ان پر یوں سے بہتر ہوگی
انکی ہر بات مرے واسطے نشتر ہوگی
روح فرزند امری بھٹے سنگ ہوگی
حور جنت سے محبت مجھے کیونکر ہوگی
در ہم و بر ہم اسی سے صف محشر ہوگی
دل ہی دل ہی میں نری یاد برابر ہوگی
گردش ساغر بادہ لب کوثر ہوگی
ساری دنیا ہی کسی دروز مسخر ہوگی
حور ہوا ہو بری اس کے برابر ہوگی
لال آنکھوں کے مقابل مٹی احمد ہوگی
تا اب بھبھکرتہ پھر حاجت ساغر ہوگی

حالت عاشق زار اور بھی استدر ہوگی
جب غلش بزرگہ ناز ستمگر ہوگی
خاک بزم طرب و عیش میں بہتر ہوگی
زاہد خشک یہ جھک مار رہا ہے کیا کیا
ابھی چپ بیٹھے ہیں لیکن وہ اگر بولیں گے
برنے پر بھی تری چوٹ سے تلک ہوئیں گے
نہ یہ صورت نہ یہ سیرت نہ یہ انداز و ادا
یہ وہ ہے چال قیامت کی کہ لے خضر خرام
خون رسوائی سے گو نام نہ لوں میں تیرا
دیکھنا زندوں کو دعا تو اگر جاہو بچے
چشم جادو سے کیسی یہ یقیں ہے مجھ کو
بقیہ اندر سراپا وہ بت خوش خوب ہے
مست آنکھوں کی نہیں اسکی تشبیہ
گردش مشہم سے تو اگر مست کرے

آج اک لال پری شیشے سے باہر ہوگی
کون وہ نیک نظر ہی ہے جو مقرر ہوگی
ان کی بو چھار جو ہوگی وہ مرے سر ہوگی
سب کی آئی گئی بکشت ترے سر ہوگی
رند و دعا میں محبت کو کیونکر ہوگی
ناگن اک رز ہی زلفت منبر ہوگی

ناجتنی کو دنی زندگیوں کو دکھاتی جو بن
دھل کے واسطے اہان ذرا کیئے تو
غیر تقصیر کرے گا تو نہ کچھ بولیں گے
یار کے کوپے کی خواہش دل انا دھڑکے
و خضر زکو سرے سے وہ بتا اہو حرام
نطق آخر کو زری جان کے لینے کیلئے

۲۱

نطق میں کیا مرے اشعار کے مضمون ہی کیا
خوش مرے شعر سے کیا علیغ غنور ہوگی

منبر ۲۵

دیکھئے گا اک قیامت ہی سیا ہو جائیگی
مرے دالوں کو یہی تیغ قضا ہو جائیگی
رشتہ سے اسکے قضا خود ہی فنا ہو جائیگی
ہوش آجائیکا جب انکی سزا ہو جائیگی
موت کا میری فرشتہ یاد ادا ہو جائیگی
رفتہ رفتہ انکی شوخی بھی حیا ہو جائیگی
دیکھ لے بنا دہی دن میں کیا سو کیا ہو جائیگی
پیسے کو سیکر اک دن آسیا ہو جائیگی
دیکھتے ہی دیکھتے برق بلا ہو جائیگی
آپ سے آپ اکو قدر آشنا ہو جائیگی
جانتا تھا یوں طہیث مبتلا ہو جائیگی
انکی گالی بھی سرے حق میں دعا ہو جائیگی
حشر میں نو دید ان کی بر ملا ہو جائیگی

تقلید میں جب علم تیغ ادا ہو جائیگی
قتل عاشق کیلئے کافی ادا ہو جائیگی
ہر طرف جب شہر تیغ ادا ہو جائیگی
حضرت دل سننے والا ہر کسی کی کیا بھی
نیچی نظروں سے نہ جھک دیکھنا لے ملقا
شرکیں آنکھوں کا انکی یہ اثر ہو جائے گا
اس قدر جوش منور ہے جو انی آپ کی
آپ کی آنکھوں کی گردش جو ہی قائم رہی
ہے نگاہ بار سیدھی صرف بچپن کے سبب
اس پری پیکر کو ہوتے دیکھتے مست شہاب
کھیل سمجھا تھا کسی محبوب کی لہفت کو میں
میں تو کہتا ہوں کہ ہر قسمت اگر میری دست
آج گو نہیاں ہیں وہ کل تو عیاں ہو جائیگی

<p>سینکروں انکی گلی میں ہوتے جاتے ہیں شہید ذکر ہے اسمیں شہیدانِ وفا کے خون کا نافعہ ہیں انکے جوڑے کو اگر تو نے کہا تم نہ آؤ گے شب وعدہ تو ہوتا ہے یہی گو جوانی نے تمھاری آج باندھی ہو سُرخ جوڑا زیب تن کر کے بجانا بلغم میں ایک دن آخر پہنچ جائیگی رتِ شونک</p>	<p>اب میں اس کو بچے کی خاک شفا ہو جائیگی اب زمین شعر بھی خاک شفا ہو جائیگی جان لے تجھے بڑی بھاری جفا ہو جائیگی نیند میری آنکھ کی اڑ کر رہا ہو جائیگی چار دن کے بعد یہ خود ہی ہوا ہو جائیگی چاک ورنہ سو جگہ گل کی قبا ہو جائیگی زلف تیری رفتہ رفتہ جب رسا ہو جائیگی</p>
---	--

۲۶

اڑ کے جا پہنچی اگر یہ دامنِ دلدار تک
 نطقِ اُدم خاکِ میری کہیا ہو جائیگی

نمبر ۲۵

<p>فدا ہو جائیے اُن کی ادا کے فدا ہم آپ کے ناز و ادا کے تہانِ سنگ سے دل لگا کے مجھے وارفتہ و مجنوں بنا کے مسیحا ہو جلا لو جلد آ کے، خدائی آگئی قبضہ میں انکے گلے لپٹا لیا مجھ کو لحد نے بتاؤ کچھ بھی تو نصیرِ میری غضب میں ہو گئے جامہ سے باہر جو موقع ہاتھ آئے کام کر لو حسینانِ جہاں سے اس پری کے اشارہ تک سمجھ جاتے ہیں فوراً</p>	<p>وہ لے لیتے ہیں اُن کھینٹ لاکے تصدق آپ کی خرم و حیا کے نشانہ ہو گئے تبرِ فضا کے کدھر وہ چل دیے صورتِ کھلا کے مجھے دیدار کا شربتِ پلا کے تو اب بت ہو گئے نیکرِ خدا کے اندھیری میں اکیلا مجھ کو پا کے گھٹائی سننے کیوں الفت بڑھا کے انھیں عریاں کیا غصہ دلا کے نہیں آتا ہے پھر کر وقت جا کے طریقے ہیں الگ جو روٹھا کے ذہانت میں وہ تپلے ہیں ملا کے</p>
---	---

ہیں کیوں چھوڑے رہے ہیں ہر دم
ذرا یہ سوچئے مہمان ہیں ہم
قیامت ہو غضب ہو یہ سجا ہوں
وہ خاکِ پا کو انکی جمع کر لیں
حد سے نرم میں فرما رہے ہیں
کہوں کیا کس طبیعت میں ڈر ہوں
وہ آئے نرم میں اس سادگی سے
تھارا ہی ہے مسکن خانہ دل
ہماری قبر پر زگرس لگانا
کسی کو کھینچ کر جب تک نہ لائے
نہ نکلیگا کوئی ان بیڑوں سے
وفا ہو یا جفا کچھ کیجئے تو
فنا ہی کا سمجھے دیدیکئے جام

رقیبوں کو ذرا پوچھو بلا کے
نہ رسوا کیجئے ہم کو بلا کے
وہ ہیں نا آشنا اب آشنا کے
اگر ہوں لوگ خواہاں کمیہ کے
وہ کچھ مجھ کو اٹا لے سے بنا کے
انہیں آئینہ دل میں دکھا کے
کہ بسمل ہو گئے سب اس ادا کے
لگانا تیر تو پہلو بچا کے
ہیں کشتہ ہم نگاہِ نقہ زاس کے
نہ قائل ہونگے ہم آو رسا کے
یہ حلقے سخت ہیں زلفِ دوتا کے
جفا ہی کیجئے بدلے وفا کے
نہیں پیاسے ہیں ہم آبِ بقا کے

نہایت

اشارہ کر رہے ہیں نطق کو وہ
رقیبوں سے مگر آنکھیں بچا کے

۱۶

خوب ہی شہم وفا چشم مروت دیکھی
قامت اک بوٹا سا اک نور کی مروت دیکھی
کیا کہوں میں نے جو اک شوخ کی صورت دیکھی
طور پر حضرت موسیٰ کو رہی جسکی تلاش
حشر کی دید گاہ کوئی تمنا نہ رہی
کیا کہوں ہائے دل زار کا اپنے نقشہ
میں نے ان چاند کے ٹکڑوں کی محبت دیکھی
سننے جیتے ہی جی لے نطق قیامت دیکھی
مختصر یہ ہے کہ اللہ کی قدرت دیکھی
دل میں غم بیٹھ ہوئے ہیں وہ صورت دیکھی
میں نے دنیا ہی میں کیا کیا قیامت دیکھی
اسنے جسوقت سے اس حور کی صورت دیکھی

<p>ٹھوکر بن ماس کے اس شوخ نے برباد کیا خوبیاں نہیں ہوں لاکھوں مجھے ایسا نہیں ہنے کیا کیا نہ محبت میں نرمی دیکھ لیا پانی ہو ہو کے بے کان نہک وریا میں خنجر بار کو ڈر تھا نہ پھل جا میں ہم ایک برس کے ہو دینے میں تامل اتنا غم ہوا رنج سے کوفت اٹھائی کیا کیا ساتھ چھوڑا نہ مریض غم تنہائی کا اپنے سایہ سے بھی اب آپ بھی کٹھن ہیں</p>	<p>جب کسی عاشق انسان کی تربت دیکھی میں نے پر یوں میں وفا کی ترنہ عادت دیکھی سرخ و غم دیکھے نرم دیکھا ہے حسرت دیکھی عارض یا پر ان نے جو ملاحظت دیکھی ذبح کے وقت لہو میں وہ حرارت دیکھی ہو چکا۔ جان جہاں آپ کی بہت دیکھی عشق میں اسکے مصیبت ہی مصیبت دیکھی میں نے ہاں تری رفاقت تیرے وقت دیکھی دخشیوں میں بھی نہ طرح کی وحشت دیکھی</p>
<p>منہ بستر</p>	<p>نطق شہرہ آفاق زمانے میں نہیں ۱۲ نہ تو کانوں سے سنی ہی نہ شہرت دیکھی</p>
<p>نوک اسکی ٹوٹ کر جو مرے دلیں رہ گئی صورت کسی کی آئینہ دل میں رہ گئی دکھائی صورت آپ سے اگر نہ وقت نزع ٹپو پٹی نہ عرش تک نجی آہ رسامری وحشت بڑھی جو آپ کے دیوانے کی تو بھر ارماں ایک بھی نہ نکالا حضور نے ان کی نگاہ ناز نے زخمی کیا مجھے دل تو شبہ ناز کا اس میں نہیں بندھا سمجھا تھا میں کہ آج وہ آجائے گئے فرد افسوس مجھ سے کچھ نہ ہوا کارا رخت</p>	<p>حسرت لپٹ کے خنجر قاتل میں رہ گئی رد پوش لیلی پر وہ محفل میں رہ گئی اک پھانس صرٹ یل بل میں رہ گئی کیختر رک کے کوچہ قاتل میں رہ گئی ثابت نہ اک کڑی بھی سلاسل میں رہ گئی حسرت بھری ہوئی دل سہل میں رہ گئی نوک مزہ امکے مرے دل میں رہ گئی کبھی گروہ کا کل قاتل میں رہ گئی امید بیری وعدہ باطل میں رہ گئی اچھی طبیعت ایسے مشاغل میں رہ گئی</p>

ملک عدم کا راستہ دشوار ہو گیا | طاقت ہمارے پہلی ہی منزل میں رہ گئی

نسبتہ ۲۶ | اسے نطق جیتے جی نہ میسر ہوا وصال | دل کی جواں تھی وہ مرے دل میں رہ گئی

نطق پر کرتے اگر کچھ مہربانی اور بھی
آپ سن لیتے اگر میری کہانی اور بھی
گھٹتے گھٹتے گھٹ گئی جنب مہربانی اور بھی
ایک تو ملنا زاد دشوار تھا ہی اسے پری
آخر کار ہو ہی جائیگی مسخر ایک دن
خوش کیا وعدہ سے اب بھی اگر اسکو کرو
دل غ فرقت دیکھ کے داغِ محبت دیکھ کے
جاوہ صبر آزما دیکھا کئے ہم دیر تک
بھولی صورت پیاری آنکھیں غ شکارِ عین
اک تو آہِ نارسا اسپر تن داخلِ یار کا
ہے محلِ لبے تمھارے کھاؤ گے اسے جہاں
فتنہ روز قیامت جب لڑدیکھن ہے ترا
مرگ دشمن پر جو پہنوں گے لباسِ مانی
دیدہ پر نم بہا جتنا ہو تجھے شکِ غل
تو نے جب کی زیب تن جالی کی محرمِ پری
غیظ میں اک تو وہ خود ہل در اسے بھی چون

اس دل شوریدہ کی سنتے کہانی اور بھی
ہو گیا ہوتا یہ کم سوز نہانی اور بھی
بڑھتے بڑھتے بڑھ گیا درد نہانی اور بھی
رنگ لائینگی تری یہ لامکانی اور بھی
میں دکھاؤنگا انھیں جاوہ بیانی اور بھی
میرے کجاں بڑھ جائے میری شادمانی اور بھی
دیتے جاؤ میرے کجاں دو اک نشانی اور بھی
ہم سے اب کیا تم کرو گے لن ترانی اور بھی
نہرا سپر ڈھار ہی ہے تو جوانی اور بھی
ہے غضب اسپر ہماری ناتوانی اور بھی
شرم سے کٹ جائیگا لعلِ بانی اور بھی
نہرا کدن ڈھائیگی تیری جوانی اور بھی
اس سے بڑھائیگی میری بدگمانی اور بھی
دیکھنا ہے ہم کو تیری خوفِ نشانی اور بھی
حق تو یہ ہے اڑ چلی تیری جوانی اور بھی
کچھ اگر بولوں تو ہو قصہ کہانی اور بھی

نسبتہ ۲۷ | ایک تو طرزیں تیرا وہ خوش اسلوب نطق | طرہ اسپر ہے تری شیریں بانی اور بھی

<p>کون ہو وہ اور کسکا درد ہے کیا کہوں کسکا یہ کیسا درد ہے پوچھا ہے تو کہے دیتا ہوں صاف بولے وہ مجھکو تڑپتا دکھ کر کیوں نہ بیٹے میں جگہ دل اسکو میں بڑھتے بڑھتے اب یہ اتنا بڑھ گیا کون ہے جسکو نہیں الفت تری اُنکے آنے سے جو کچھ نکلیں ہوئی</p>	<p>دل میں سے آج کیسا درد ہے میرے دلیں بیٹھا تھا درد ہے میں تراز خمی ہوں تیرا درد ہے کوئی کیا جائے کہ کسکا درد ہے درد کسکا ہے یہ تیرا درد ہے دل نہیں میرا سراپا درد ہے ہر کسی کے دل میں تیرا درد ہے ہنسکے بولے واہ اچھا درد ہے</p>
<p>نمبر ۲۶۲</p>	<p>نطق کچھ بھی تو کو کیا بات ہے روتے رہتے ہو یہ کیسا درد ہے</p>
<p>تم نہیں ایسے تو ایسا کون ہے درد اچھا کر دے ایسا کون ہے تم نہیں اچھے تو اچھا کون ہے تو ہے نا پیدا تو پیدا کون ہے تو نہیں تو تیرے ایسا کون ہے نور کا پتلا سراپا کون ہے لاکھ کس عشاق نے آہ و فغاں حور کس کی لونڈیاں ہیں زرخیز اب اگر کنبہ بھی ہو جو کھٹ تری بھبھس میں غیروں کے ہر دم رات کو میں نے انا تو نہیں اسکا سبب</p>	<p>حور کی آنکھوں کا تارا کون ہے اسوا تیرے مسیحا کون ہے حسن میں سے زالا کون ہے خانہ دل میں یہ بیٹھا کون ہے مرجع اہل منت کون ہے محو اوار تجھے کون ہے تنے اتنا بھی نہ پوچھا کون ہے حُسن میں دنیا سے بالا کون ہے تیرے درد وازے برا کون ہے غیر کی گلیوں میں جانا کون ہے درد پیدا دل میں کرتا کون ہے</p>

ہو گئے بیگانہ خویش و اقربا تم نہیں ہو خانہ دل میں اگر کبیا اشارہ کر دیا در کی طرت نکے نالے عاشق بیتاب کے کر دیا ہے کون یہ بازیگری عیش کے ساتھی میں باد آشنا اک ہیں ہیں سر فروش عاشقی کس سے چاہیں حشر میں اپنی اور	جز ترے اب اور اپنا کون ہے چکیوں سے دل مست کون ہے ہنے تو کچھ بھی نہ دیکھا کون ہے بولے یہ شامت کا مارا کون ہے اور پھسڑ محو تما شاکون ہے وقت پڑ جائے تو کسکا کون ہے دوسرے پر جان دیتا کون ہے آپ ہی کے سب میں میرا کون ہے
نمبر ۲۶۳	تو نہیں تو مالکسا بیاں نطق کے جان کا دل کا جگر کا کون ہے
رستے میں آج اُسے ملاقات ہو گئی کھانیکا کچھ نہ لطف نہ بیو کا کچھ مزہ وقت کیدن خراب میں کا دو تو کیا ہو ہستے ہیں بولنے میں برابر عدو کیساتھ رندان بادہ نوش نے کسب کی راہ لی اللہ سے بھلی رخسار مہر و شش بٹھ بٹھائے مجھے جو وہ بیچ ہو گئے آئے وہ آج نرم میں س آن بان سے اچھے گارج کب تک سلا دینی بات کا	بس جن اتفاق سے دوبار ہو گئی الفت کیسی قاطع لذات ہو گئی جھگڑا میں ختم وصل کی بھی بات ہو گئی غیر دل کی طرح مجھے بھی دوبار ہو گئی دیران بزم بیر خرامات ہو گئی انوار رخ سے آپ کے دن رات ہو گئی کیا وجہ کیا سب ہو کیا بات ہو گئی شرمندہ حرا اور پری مات ہو گئی انسان ہی تھی جو کسے اکبات ہو گئی
نمبر ۲۶۴	جرتباں سے نطق مسلمان ہو گیا جس بات کا تھا خوف وہی بات ہو گئی

منوقرین کچھ مجھے نگاہ نازد لب سب کی
 از کھی ہیں زالی ساری باتیں ہیں تنگ کی
 نہ پوچھو کچھ نہ پوچھو کیفیت میدانِ محشر کی
 قیامت کا پتہ دیتا ہے تیرا قیامت دلجو
 نہ دلیس رہ گئی ہو ٹوٹ کر نوک سرشراں
 تڑپتا ہی ڈراک گوشہ عزت میں پہلو کے
 جو تیری جستجو میں تیرا دیوانہ دہاں پہونچا
 کہیں وہ مجرم الفت مجھے میں ہونا انکو
 مراد لے ہی ہو گھر اسکا نہیں لامکان ہرز
 یہ جادو ہو کہ اک برق بلا ہے قبر بی ہے
 ہوئے ہم کا سیلابِ امتحان سرفروشی ہیں
 لیکو توجو مجھائے خدائی اسکو لمجائے
 جو کا نہ دھا دیدیا اُسے تو میں مردہ تھا گویا
 حفاظت جان دولے کر رہا ہوں داغ الفت کی
 گیا گذرا ہوا قصہ رقیبوں کا جو بھر چھیدا
 وہ کہتے ہیں نہ روؤ نوح کا طوفان پا ہوگا
 قیامت میں جو دیکھا داوڑ محشر کو حج اٹھا

ہو دشمنی کی اس میں خاش ہر نوکِ خنجر کی
 بھی کوا ذرا لٹی دھمکیاں دیتا ہو محشر کی
 کوئی فریاد کرنا تھا کوئی موت تھا پھر کی
 حیدائیں تیرے ٹھنڈے کی خبر دیتی ہو محشر کی
 کوئی شہر دلیں جتنی خاش صیہ ہو محشر کی
 میرجاں خیرت کیا ہو جتنے ہر قلبِ سطر کی
 تو لا کھوں دھجیاں ارجا نیکی داماں محشر کی
 فرادجا نیکی محشر میں یہ چٹیں برابر کی
 خبر کئے اڑا دی شہت میں ایسی بے بر کی
 وہ لیتے ہیں جاں اک لاک نگہ میں ساٹھ ستر کی
 خدا کا شکر ہے اُسے ہماری بات اوپر کی
 حقیقت میں یہی کجی ہو باب ہفت کشور کی
 شام جان میں نکست اُسے ہی زلفِ مہر کی
 کمائی ہے یہی دولت یہی ہو زندگی بھر کی
 نکالیں تے پھر باتیں وہی تبتہ و شر کی
 قسم ہم تکو دیتے ہیں تمہارے دیدہ ترکی
 یہ صورت یہ شاہت ہو ہو ہو سیرِ دلبر کی

نمبر ۲۶۵

بڑا ہی سخت جان ہو نطق قائل ہم نہ کہتے تھے
 مری کتنی جگہ سے دیکھ لے تو دھارِ خنجر کی

۱۸

کہا تھک جھوکیاں سنا رہیں قائلِ تنگ کی
 ہے سکہ داغ الفت کا کمائی زندگی بھر کی

جگر میں اپنے ہی ہاتھوں چھان لوں نوکِ خنجر کی
 نہ دولت کی ہوس بھکے نہ خواہش مجھے نہ کی

دو عالم کو ترو بالا کیا کہ سیر انگوں نے
 نگاہ ناز سے یوان دل تسخیر کر ڈالو
 خدا کا خوف بھی دلیں نہیں کچھ اس سنگر کے
 نگاہوں کے چلے نازک کبھی تیغ ادا چلی
 نگاہوں کی کوئی سہل کوئی ابرو کا ہر گھائل
 مرے جلاوٹ نے ضرب اس قیامت کی لگائی ہو
 نہ رام آگیا میں نے نہ وصل نکاہوا حاصل
 ہو دیوانوں کو کافی صرف یہ پوشاک عریانی
 خدا ہی باد آیا دیکھو وہ نور کا عالم
 ترے در کی گدائی فخر ہے ترے غلاموں کو
 مری فکر رسا کی تو ذرا جولانیاں دیکھو
 ذرا سا دیکھو تو تم اپنی ہی زلف پریشاں کو
 کسی زلف پریشاں کا نہ سایہ ہو پڑا سپر
 ترا بڑا ساقی ہے با قیامت کا نمونہ ہے
 ترے قدر کو اگر طوبی کہیں لبتہ موزوں ہے

لمک مینے لگے آخرو دہائی دہہ ترک
 ہوشاہ حسن نم کو ضرورت کیا ہے لشکر کی
 جو خط لیکر گیا تو جان لی بس کے تیسر کی
 ہوا کرتی ہیں مجھ رات دن چوٹیں سنگر کی
 خدا لی اب تو قائل ہو گئی تیغ سنگر کی
 ہر صورت زخم خداں میں طلوع صبح محشر کی
 تبوک میں بے الفت کی اگر کی خاک پتھر کی
 نہ حاجت آگوا طلسم کی نہ دیباے شجر کی
 کسی کی زلف اُسکے رشتے روشن اگر سر کی
 کر گیا لیکے بند سلطنت کیا ہفت کشور کی
 خبر لاتی ہو یہ عرش معلیٰ سے بھی اوپر کی
 اگر دریافت کچھ کرنی ہو حالت قلب مضطر کی
 اسی خبر کج اترے حالت قلب مضطر کی
 صدائیں سرب و گندگو کی ہیں ہاں صور محشر کی
 حقیقت اُسکے آگے کیا ہو شمشاد و صنوبر کی

۱۶	خدا کا شکر ہے جس خال میں اپنی گذشتی ہو شکایت کیا کہیں اور نطق ہم جرج سنگر کی	نمبہ ۲۶
لوگوں کی جان لینے کو شمشیر ہو گئی لوہر زو و شوق قتل کی تدبیر ہو گئی گردن کا طوق پاؤں کی زنجیر ہو گئی اسکا گمان بھی نہ تھا۔ تقدیر ہو گئی	تر بھی نظر تری بت بے پیر ہو گئی دیکھو علم نگاہ کی شمشیر ہو گئی دشمن ہمارے کا کل بے پیر ہو گئی اس خبر سے وصل کی تدبیر ہو گئی	

<p>قسمت کا لکھا یا رکی تحریر ہو گئی تیری نگاہ ناز میں کیا صفا میں بن بن کے آسمان پتہ رسامری خط کی غز نہیں ہو یہ خطا غبار میں شیریں بیاباں جو سنی اُس نے آپ کی بلخ جہا نہیں کھولنا پھلنا نہایت ب پھولوں کا ہار میں پٹ پٹا پھول یا رکو پہچانا محال ہے صورت کو دیکھ کر ہاں جو بدی میں نام ترالب پر آگیا تجھ میں فنا ہوا تو یہ عقدہ نیا بھلا وہ حیرا کے خواب میں دیدار دیکھا</p>	<p>کلاں کی کلاں کا تب تقدیر ہو گئی نیرضی تو تیغ سیدھی تو اک تیر ہو گئی کیا سدا راہ نالہ شہ گبر ہو گئی پوری قرآن پاک کی تفسیر ہو گئی آواز عند لیب گلو گیر ہو گئی تقدیر میری سرور کی تقدیر ہو گئی اُس ناز میں کو لو ہو کر زخم ہو گئی حالت مریض غم کی یہ تفسیر ہو گئی اتنی خطا تو ہو گئی تفسیر ہو گئی تصویر میری تیری ہی تصویر ہو گئی بیدار و فتنہ مری تقدیر ہو گئی</p>
<p>نبتہ ۲۶</p>	<p>خاموش رہنے پر بھی ہیں گویا جناب لطف ان کی خموشی شکل مزا سب ہو گئی</p>
<p>کئے کلام اُنھوں نے جو وقت رخصت کے یہ لفظ آئے زباں پر کبھی شکایت کے وہ جلسے حوروں کے وہ دور ساغر صبا ستھاری جتنی ادا میں ہیں سب نال ہیں غضب نظر سے تو سہ ہے چال فتنہ عشر کردن بیاں ہیں کیا کیسی دلربائی ہے بتوں کی صورتیں کیسی بنائی ہیں پیاری نہ بوجھ پھولوں کے ہاروں کا اٹھ سکاٹے</p>	<p>کلیہ بھٹ گیا جملے تھے اس قیامت کے حضور تلقی وہ ہیں آدمی مرد کے جوانی جوش پر اور دلوں قیامت کے غضب میں ناز تو انداز میں قیامت کے سے غصہ کے سب آثار ہیں قیامت کے کہیں بھی آدمی ہوتے ہیں ایسی صورت کے تری کوئی کے قریاں مدمت قدر کے بس آج ہو گئے ہم قائل اس نزاکت کے</p>

<p>ہیں لوگ بیٹھے ہوئے منتظر قیامت کے لو دیکھو منکر و قائل ہو اب قیامت کے خدا ہی جانے یہ دانے ہیں کسی قیمت کے بتائیں کیا یہ نیچے ہیں اک حماقت کے حضور سارے کرشمے ہیں یہ محبت کے کہ انتظار میں رکھا مجھے قیامت کے اگر ہیں بیچ تو سارے ہماری قیمت کے ابھی اتارے گئے تھے نہ طوق تنسکے ہیں تجھے ڈھنگ زلزلے ہیں بھبت کے</p>	<p>حسرت نام ناز سے محشر بجا کر دو کسی کی فتنہ خراشی سے محشر برپا ہے مجھے نہ بوسہ ملا خال ہائے عارض کا بنی ہے جان پر اپنی کسی کو دل دیکر تری کو پہنے اوتار ہے شیشہ دل میں تھارے وعدہ فردائے کیا قیامت کی نہ آسمان کی تقصیر کچھ نہ انکا قصور نگے میں آ کے پڑا طوق گیسو حباں کسی کو خون گر لایا کسی کو قتل کیا</p>
---	---

۱۰	اسی کے ہو رہے یہ لطف جو نہیں آیا جناب فلق تو ہیں آدمی محبت کے	نمبر ۲۶
----	--	---------

<p>آرزو دل کی مرے دل میں رہی جاتی ہے آرزو یہ دل بسمل میں رہی جاتی ہے طاقت اُن پہلی ہی منزل میں رہی جاتی ہے یہ کردی ایک سلاسل میں رہی جاتی ہے سرخی یہ دامن قائل میں رہی جاتی ہے نوک فرگاں تو مگر دل میں رہی جاتی ہے حسرت دید مرے دل میں رہی جاتی ہے نگہ ناز مرے دل میں رہی جاتی ہے کیا کر میں یہ تری محفل میں رہی جاتی ہے</p>	<p>حسرت اب وعدہ باطل میں ہی جاتی ہے سینے تک زانو نہ آیا ترا مرتے دم بھی ہائے کس طرح کئے گا سفر ملک عدم زندہ زنجیر کے سب ڈوٹے لے ملے طلق زلف لاکھ دھوئے سے بھی دھتیر نہ لہو کا چھوٹا کھینچتے آپ تو ہیں تیر نظر سینے سے مرتے دم بھی نہ نقاب اُسے اٹھائی رشنے کھینچے کھینچے کر جائے نہ یہ کام تمام ہم تو آئے تھے یہاں اور لگا کر امید</p>
--	--

۱۱	کوئی بات ہو جو دلیں رہی جاتی ہے نطق نہا بھی نہ اس شوخ نے پوچھا مجھے	نمبر ۲۶
----	--	---------

گور عاشق پر وہ آہستہ قدم دھرتے چلے
 ناز سے اٹھلا کے جہدم وہ قدم دھرتے چلے
 صرنا تم در اٹھک نکھوں سے وہ کرتے چلے
 صبر کیا آتا دل بتیاب کو اُنکے بغیر
 صاف بس کہہ دی بھی ملنا نہیں منظور ہے
 سرد مری سے تری لے سیتن گلگوں تبا
 ایک لحظہ کو تو اُنے یکے دل چلتے ہوئے
 جاتے جاتے بھی مجھے قاتل نے اک چرکا دیا
 دین سے کیا کام دنیا سے تعلق اُنکو کیا
 سیر کو بازار میں بکھے اگر وہ ایک دن

جال سے اپنی وہ اک محشر بجا کرتے چلے
 ہر قدم پر اُنکے عاشق بیکڑوں مرنے چلے
 مرنے پر بھی بار احسان سے بڑھتے چلے
 جاتے جاتے غم کی اک سل سیسے بڑھتے چلے
 غیر کی الفت کا کیوں الزام تو دھرتے چلے
 سردا ہیں عاشق نا کام سب اچھلتے چلے
 اُسے کیسا ظلم مجھ پر میری جاں کرتے چلے
 چلتے چلتے بھی وہ مجھ پر اک ستم کرتے چلے
 مرنے دم بھی آپ کا عشاق دم بھرتے چلے
 خنجر ابرو سے سہل خلق کو کرتے چلے

نہیں
 دقت آخر بھی نہ بھولے نطفی تجھ کو لے پری
 جب چلے دنیا سے وہ تیرا ہی دم بھلتے چلے
 ۱۳

یہ جوانی اور جو بن ایک دو دن اور ہے
 ڈھل گیا جو بن تو ہو جاؤ گے خُن بے نک
 بلبلو فصل خزاں وہ آ رہی ہے دیکھ لو
 چار دن کی زندگی پر غافل و اتنا غرور
 عمر بھر روتا ہے کسکو کون غم بھول کر کیا
 پھر گدا کے ہاتھ میں ہونگے سر مغرور دہر
 چار دن کی چاندنی سہ یہ جوانی کی بہار
 خود لے گا میری الفت کا اثر ہونے تو دو
 خود حیا آ جائیگی ہو جائیگی وہ جب جواں

لف گل اور سیر گلشن ایک دن اور ہے
 جادو چشمان پر فن ایک دن اور ہے
 شاخ گل پر اب نشین ایک دن اور ہے
 خانہ ہستی میں مسکن ایک دن اور ہے
 بلبلوں کا شور و شبنم ایک دن اور ہے
 انکی سخوت مشفق من ایک دن اور ہے
 جلوہ دادی امین ایک دن اور ہے
 مجھ کو اس فکر سے آن بن ایک دن اور ہے
 یہ شہرت یہ لو کہن ایک دن اور ہے

یہ جفا و جور دشمن ایک دودن اور ہے قوت باز و ہمتن ایک دودن اور ہے گرم بازار عی کلخن ایک دودن اور ہے اجتماع فوج و بلین ایک دودن اور ہے	چار دن میں نیت ہو جائیگا میرا خود عدو، ہاں ستائے اتواؤں کو مگر یہ یاد رکھ، بھوتہ دانوں کو ہے کل خودنا ہو جائیگا پھر خدا دیگا پلٹ سب رازمانہ ایک دن
---	---

نسب ۲۰	اسکی رحمت پر نظر رکھ لے دل عکین نطق تجھے انکی ٹیڑھی چتون ایک دودن اور ہے
--------	---

نطق پر آج جفا اک نئی کی جاتی ہے کیا کہوں آپ سے میں مجھے کسی جاتی ہے گوئی تباہ کر کی اختیار سے لی جاتی ہے کسی صورت ہے کہ آنکھوں میں بھی جاتی ہے آہ دن رات مرے دل کے جلانے کیلئے ہاں کیا روگ ہو ابھیٹھے بٹھائے ہمکو وہ کچھ مجھے تو رہتے ہی تھے آت یہ ہی ہم سے بیمار کو تو ترک محبت کو نہ کہہ جمع کرنے کا زرو مال کے ناسی ہو خیال توڑ ایسا ہے نظر کا کہ آہی تو بہ گوشت پوست اپنا بھی دیتے ہیں جو بھی کو سخی ایسے روٹھے ہیں منائے بھی نہیں تھے وہ جان کیا خاک کسی حور پر اب جائیگی مانے آپ نے ایسا نہ کیا یہ وعدہ آئیے آئیے سن لیجئے اللہ ذرا	حشر کے دن کی زباں وصل کی دیکھ جاتی ہے جو نہاں سینے میں اک بات رہی جاتی ہے سے پر نطق کے کیا مونگ دلی جاتی ہے کسی تصویر سے دل میں کھینچی جاتی ہے خاطر غیب سے سانس کی جاتی ہے خشکی لب نہ ان آنکھوں کی نمی جاتی ہے ان کی تصویر بھی اب مجھے کبھی جاتی ہے یہ دوا تلخ تو ہم سے نہیں پنی جاتی ہے دولت عمر ہی جب روز گھٹی جاتی ہے سینے سے دلیں یہ برجھی کی آنی جاتی ہے مرنے پر بھی نہ کریم النفسی جاتی ہے دیکھنا یہ ہے کہ کب یہ خفگی جاتی ہے یہ تو اب جسم کے اندر ہی گھٹی جاتی ہے گو یہ ممکن نہیں اک بات کہی جاتی ہے کھکھو کچھ کہنا ہے اک بات رہی جاتی ہے
---	--

<p>آج کیوں دل کا یہ نقشہ ہے خدا یا میرے بے سبب رہتا ہے یہ در پہ آزار و مدام گو ہر خشک سے بھر دیتے ہیں دامن کو سخی نطق بھی جان کسی جو رہا اب دیتے ہیں</p>	<p>سہہ طبیعت کہ کسی سمت کبھی جاتی ہے میسے دشمن کی نہ یہ بیخ کنی جاتی ہے مرنے پر بھی نہ کریم انفسی جاتی ہے سچ ہو یا جھوٹ ہو یہ بات سنی جاتی ہے</p>
<p>نمبہ ۲۷</p>	<p>۱۰</p>
<p>درد کی اپنے دوا اب یا خدا کیا کیجئے سوزش قلب و جگر کی اب دوا کیا کیجئے اسکی خوشنودی کے خاطر جان کس دیتی ہیں ہم جان دیکر اسکو جب پنا ہے قیمت میں لکھا میں یہ سمجھا تھا لے گا قبر میں کچھ دن گزرن ہونے والی بات تھی آخر وہ ہو کر رہ گئی نور سے زاری سے زور سے جیب مل سکتا نہیں جھیل ہی لینا ہے شان مرومی مروانہ وار اب مریض درد و غم مہمان کوئی دم کا ست</p>	<p>کچھ نہیں سنتا مری وہ مہ لقا کیا کیجئے بن گئی جب نار سا آہ رسا کیا کیجئے ہودہ اسپر بھی نہ راضی تو بھٹا کیا کیجئے لیکے پھر لے خفت آہ بٹا کیا کیجئے ہو گیا جب آج ہی محنت کیا کیا کیجئے اب شکایت کیجئے کیا اب گلا کیا کیجئے اُس سے لٹے کی منت پھر بھلا کیا کیجئے سر پر آ جائے اگر کوئی بلا کیا کیجئے اب دعا کیا کیجئے اور اب دوا کیا کیجئے</p>
<p>نمبہ ۲۸</p>	<p>۱۲</p>
<p>ادھر آئی ادھر آئی یہاں کوئی دہاں ٹھہری درا تیغ نظر کو دیکھ اسے ظالم کہاں ٹھہری نہیں کاٹے کٹے کر دس لیتا ہوں بیتیم ہاں تیغ نظر اور چار جانب وار کرتی ہے</p>	<p>بچاؤ نا اس سفاک کی برق پیاں ٹھہری تھمی تھم کر چلی جھلکے جگر میں ناگماں ٹھہری درا زئی میں شب بھرا بھی گیسو بان ٹھہری ادھر آئی ادھر آئی یہاں ٹھہری</p>

<p>کبھی سینے کو برایا کبھی دل میں اتر آئی یہ وہ تیغِ دودھ ہے روک اسکا ہونٹیں سکتا بناتے ہیں اس کے دہریں قصرِ فلکِ نوسا ہزار دن ہو گئے بسمل تو پیوندِ زمیں لاکھوں گلوری کچھ کو ظالم نے عدو کے ہاتھ بھیجی ثبوتِ زندگی مرنے سے ملتا ہو عالم کو نکل کر جسمِ خاکی سے کبھی کی جا بگی ہوتی کریں اظہار ان کے سامنے کیا دردِ فرقت کا</p>	<p>تری تیغِ نگہ نے خون کر ڈالا جہاں ٹھہری کلیجہ جبر کر دل میں نگاہِ جانِ نستان ٹھہری دور روزہ زندگی جیسے کہ عمر جاوداں ٹھہری فرشتہ موت کا اسکی اولے جانناں ٹھہری عنایت اس تنگ کی جہائے آسمان ٹھہری صدی کے کوسِ رحلت ہی دلیل کارِ داں ٹھہری مگر قالب میں اک امید پر ہے میری جان ٹھہری غلط جب عشقِ و الفت کی سرسبز نشان ٹھہری</p>
---	---

<p>نمبر ۲۰</p> <p>یہ سمجھا تھا کہ میں ہی نطق ہوں مگر حضرت کا مگر دیکھا تو اک خلقت کی خلقتِ مع خواں ٹھہری</p>	<p>۱۰</p> <p>کیا علاج اب کیجئے اب کیا مداوا کیجئے چار دن کی زندگی میں ہاے کیا کیا کیجئے کس کا دکھڑا روئے کس کا تنکا کیجئے اس دل شوریدہ کا پھر کس سے سودا کیجئے جنسِ آزادی کی کس سے تباہی کیجئے اس دل سودا زدہ کا یہ مداوا کیجئے بخت بد جو کچھ دکھائے اُسکو دیکھا کیجئے سیرِ گلزارِ دل اہلِ تمنا کیجئے اعتبار اب آپ ہی کیے کہ کس کا کیجئے</p>
--	--

<p>نمبر ۲۱</p> <p>ترکِ خودداری کا ہی الزامِ ناطقِ پر دل ہی قابو میں نہواپنے تو پھر کیا کیجئے</p>	<p>۱۳</p>
--	-----------

<p> کیجئے زلفوں میں شانہ کیجئے ہاں یقینی مجرم الفت ہوں میں دید و مجھ کو بوسہ خال و ذوق دل میں آتا ہے کہ لیکر عاشق غم کے ہمراہ آئے ہیں تو اب الفت گیسو کا مجرم ہوں ضرور زان دینا ہاتھ آئے گی جیھی اک یہی سودا ہے اک دن اپنا سر ہے بھری محفل میں انکو فکر چاہتے ہیں جو عروج اپنا تو پھر ہے منتہی دم پٹ بھرنے کا خیال ہے غزل کی داد اگر لینا حضور </p>	<p> عمر شکنی کا بہسانہ کیجئے تیرے مڑگاں کا نشانہ کیجئے ذبح کیوں ہے اب دوانہ کیجئے آج قاصد کو روانہ کیجئے سوچ میں ہیں کیا بہانہ کیجئے مجھ کو وقف تازیانہ کیجئے خود کو تیرے زانہ کیجئے وقف سنگستانہ کیجئے کس کو ابرو کا نشانہ کیجئے جو کہ کرتا ہے زمانہ کیجئے پہلے فکر اب دوانہ کیجئے طرز اپنا عاشقانہ کیجئے </p>
<p>منبر ۲۷</p>	<p>نطق پر جو دستم کے واسطے سوچ ہے کیا کیا بہانہ کیجئے</p>
<p> یہ جانتے ہیں کہ یکے دل نہ ایک نہ بھی ناکر گئے اداس مشوق قبو لڈے جہاں ہیہ اسو کا ابھی تو لینا ہو دل بکا اسی سب لگا نہیں ہیں کیا ہو سوار تے وعدہ مگر نہ ایفا ہو کبھی وہ یقین کا ہوا دل را کر گئے کچھ باس بھی نہ سکا جوانی آئیگی جوش پر جب کہاں کا بڑھ جائے نہیں موقوف کچھ تعین اٹھا تو میں جہاں لے لبر </p>	<p> دنا کے ملے ہمیشہ مجھ پر جفا کر گئے جفا کر گئے دنا میں کہیں کسی میں سے جو تم کسی دنا کر گئے جو دل کو لیلو گے بند پرور قسم خالی ناکر گئے میری جو منت ہی ہو سکی تو سوچ ہو تم سکو کا کر گئے جو اپنے دس میں بھی ہم جھانیں تو جھکیاں تم بکا کر گئے یہ ہم بھی نہ کیجئے بندہ پرور کہ ہمیں کس جاکر گئے سہو جو رہتم آخر نہ لائق تیرا دبا کر گئے </p>

<p>بے بصیرت جانیں کیا عُن تباں کیا چیز ہے لیلیا دل شکر اگر کسے دو باتیں جو کیس شکر اگر چھلے یا منہ کسی سفاک کا کر دیا بیگانہ اپنوں سے کیسے عشق نے مرنے پر بھی اس سے چھلکا اکھی مکھ نہیں غیت غرضید انور سے رخ زیبائے ترا۔</p>	<p>کیا حسینوں کو خبر سوز نہاں کیا چیز ہے کیا کول انسان میں عُن بیاں کیا چیز ہے کیا بتاؤں یاد اے جانتاں کیا چیز ہے ہائے کیا کسے کہ عشق گلر خاں کیا چیز ہے ہائے کیا کسے کہ عشق گلر خاں کیا چیز ہے تیسے آگے جو خست میرے جاں کیا چیز ہے</p>
---	--

نمبر ۲۸	<p>کیا فز الفت میں ہے کیا پوچھتے ہو نطق سے کیا کول تیسے کہ یہ اسے مر باں کیا چیز ہے</p>	۶
---------	--	---

<p>کسی گل و کے حسن جاوداں پر جان جاتی ہے جوانی آئی کیا مرنے کی گھڑیاں گئیں میری گل رخسار کا میں آپکے ہوں عاشق و شیدا تم اپنی بچی نظروں سے دلوں کو چھین لیتے ہو نہ جانا اے دل شائق ہرگز کوئے جاناں میں</p>	<p>کسی کی ہر اولے جانتاں پر جان جاتی ہے خدا جائے کہ کیوں عُن بتاں پر جان جاتی ہے ہوں بلبل سکامیں اس گستاں پر جان جاتی ہے تمہاری اس اولے جاں بتاں پر جان جاتی ہے ہزاروں جاں شاد کی دلوں پر جان جاتی ہے</p>
---	---

نمبر ۲۹	<p>مرا کرتے ہیں ہم لے نطق سو سو بار و دن میں کسی کی ہر اولے جانتاں پر جان جاتی ہے</p>	۹
---------	--	---

<p>لاکھ آفتل سمیں ہر عشق تباں کیا کھیل ہے جان لینا عاشقوں کی کدیر کس کا کھیل ہے کھیلتی ہے وہ نگاہ شوخ دل ہی کا شکار دل پر عاشق چوٹ کھا کر رہے ہر بخش ہیں وہ کیا غنیمت و ارقی سپیر مٹاں کی بزم جو جو فر عشق و محبت میں ہے دلے پوچھئے</p>	<p>نطق کیا سمجھے تھے تم دل کا لگا اکھیل ہے یہ تھارا ہی کر شمشیر تو تھارا کھیل ہے آہو ریم خوردہ کا دیکھو تو کیسا کھیل ہے جان جاتی ہے کسی کی اور انکا کھیل ہے راجہ اندر کا اکھاڑا ہے بری کا کھیل ہے جان کے پڑتے ہیں لالے لیکن اچھا کھیل ہے</p>
--	---

<p>جوان لیوا ہر ادا قابل ہر اک انداز ہے رسی لٹا خانہ کرنا سر ہر دینا آنکھ میں</p>	<p>خلق کو بسمل بنانا انکا دانے کھیل ہے عاشقوں کی جاں لینے کو یہ سارا کھیل ہے</p>
<p>نہ سہ</p>	<p>چشم باطن سے جو دیکھا لفظ میں نہ غور ہے دندان کا فی خواہ سہ سارا زمانہ کھیل ہے</p>
<p>آئی ہے قالمیں آخر جان جانے کیلئے تذکرہ دشمن کا کیا کم تھا جلائے کیلئے منہ می لٹے دست و پا میں مانگ میں سینہ و دم عاشقوں کی جان لینے کو ہوئے ہو خلق تم آپ کو یاد نہ ہو تو آنکھیں لے لیجئے ہیں ستم ایجاد دیکھو چال کیا چلتے ہیں وہ اُن لے عیاری تری اللہ سے تیرا فی سہر غیب سے بھیجا ہو تحفہ کہہ ہے ہیں مجھ سے وہ سُہرے سے تیرا شکر کرنے ہیں نہ ہر آلودہ کا جل آنکھوں میں گلوڑی ٹھہری تھی انت میں ان حسینوں کی وفات ہیں ہو طرز دلبری مرچکے فرما دو شیریں جل بے لیلے و قیس</p>	<p>کیوں نشیں سینہ سپر ہوں تیر گھانے کیلئے ہو گئے تیار اُسکے ٹھک جو جانے کیلئے کچھ بہانہ بے ضروری خوں بہانے کیلئے اور ہم پیدا ہونے ہیں ظلم اٹھانے کیلئے شوق سے آمادہ ہیں ہم تنہا کھانے کیلئے ذکر دشمن کرتے ہیں یہ کھانے کیلئے لہو رہا ہو غیب سے میرے دکھانے کیلئے یہ تھی ترکیب سے میرے جلائے کیلئے ہے مقرر آج میری جان جانے کیلئے سائے یہ سامان میں دل کے بھانے کیلئے کیا کوئی استاد ہے انکو کھانے کیلئے داستانیں گم ہیں سُننے سنانے کیلئے</p>
<p>نہ سہ</p>	<p>آپ کی تیغ تفاعل سے جو مر جائیگا لفظ دیکھئے گایا سبق ہو گا زمانے کیلئے</p>
<p>سُحُن والے جانتے بھی ہیں فاکیا چیر ہے جو نہ عاشق ہو وہ کیا جانے محبت کا مزہ فلسی میں بھی غنی رکھتا ہے دل کو ہر طرح</p>	<p>ہے مروت کون شے شرم و حیا کیا چیر ہے لذت ایذا ہے کیا لطف لینا کیا چیر ہے پوچھئے قانع سے یہ شکر خزا کیا چیر ہے</p>

زندہ جاوید کے حق میں فنا کیا چاہیے
کیا کہ کوئی حسنیوں کی ادا کیا چاہیے
عاشقوں کو چھپے صبر و رضا کیا چاہیے
ناؤ آہوئے چیں شک خطا کیا چاہیے
نہج و غم میں عاجزوں کی بھی دعا کیا چاہیے
اُس پری کا حُسن بھی صل علی کیا چاہیے
کچھ نہ بوجھو مہرباں مع و ثنا کیا چاہیے
رہا اے عشق کی آہ رسا کیا چاہیے

راہ میں تیری جسے کوئی تویر نہیں
چھین لیتی ہے دلوں کے کس اندازے
سلطنت دنیا کے دلوں کی اسکے آگے ہے
کا کل شکلیں کی بوہ ہو کر مرے جی اُنھیں
قدسیاں لیتے ہیں ہاتھوں اتھا دا مان عرش
جنسے دیکھا ہو گیا اُسکا غلام نہ خرید
آدمی تو کیا خدا کو بھی خوشا دے پسند
قلب میں تھپکے بھی دکھلاتی ہوا نیا اثر

و جد میں آ جاتے ہیں جو اسکی سنتے ہیں غزل
نطق کی بھی شر گوئی مر جا کیا چاہیے

نمبر ۲۸۲

کرنا بھی وہ چاہیں تو وفا کر نہیں سکتے
عشاق ترے واسطے کیا کر نہیں سکتے
بھولے سے بھی ہم اُنکا گلا کر نہیں سکتے
کچھ کہہ نہیں سکتے تھے کہ کیا کر نہیں سکتے
ہم اُسکے سوا اور دعا کر نہیں سکتے
اب ہر کس ناکس سے جا کر نہیں سکتے
کیا چال سے ہم حشر بپا کر نہیں سکتے
شرما کے یہ بولے کہ وفا کر نہیں سکتے
کد بچے کر سکتے ہیں یا کر نہیں کر سکتے

کچھ اور گُبنز جو رخصتا کر نہیں سکتے
مر سکتے نہیں جان فدا کر نہیں سکتے
ہم اور کریں شکوہ محبوب تعجب
یہ پاس بٹھارا تھا رقیبوں سے نہ بولے
الفت مہو ہمارے ہی سہی تم کو بھی کیسکی
کیوں کر دُشمنیوں ہوں پھری دین جاں میں
آیا جو کہیں ذکر قیامت تو وہ بولے
وعدہ کے جو ایفا کا کیا ذکر کسی نے
کچھ عرض جو کرکے میں نے تو خاموش ہوئے کیوں

اس بت کو بھلا نطق پڑھانے کلمہ ہم
ہم جس کو کسی طرح طلا کر نہیں کر سکتے

نمبر ۲۸۳

۱۶

مذکور لفظ سے بتائیں زبان رہے
 سوار ڈھونڈ آ یا تمہیں جا کے قصر میں
 وعدہ کیا ہے آپ نے ایسا صفت رہے
 مایوسیوں کی فوج ہے دلیں بھری ہوئی
 اکی جس مستعار پر اک دن نہ التفات
 پہونچکا اوج بام پر اڑ کر یہ مرغ جاں
 جھگڑا چستہ کرتے ہیں آہ رسا سے آج
 اے ساکنان عرش نہ ہو سدا باب تم،
 دل میرے اب جو مجھے پھرتے ہیں آپ
 بوجہ مرنے والو کو روتی ہے خلق کیوں
 پردہ میں وہ نہ آئے نظر اور بات ہے
 ظاہر نہ ہونے پائے کبھی راز عاشقی
 سوز دروں چھپائے سے کیا خاک چھپ سکے
 یا رب بے نیاز یہ تجھ سے ہے التجا
 آزادیست کے متمنی ہیں اہل ہند
 ہے یہ دعا چوں میں ترانہ مات دن
 سچ کاموں کے نہیں نہیں زبان چاہیے
 اس دل بتا ب کو یہ سیکے بھلاتے ہیں ہم
 جلوہ دکھانا نہیں منظور اک حیلہ ہے یہ
 چاہیے جھک بھی میں ہو جاؤں خانہ بدوش
 ہوں نہ پہلو میں اگر وہ لطف پھر دینے کا کیا

کچھ آئین میں عشق کی بھی داستاں رہے
 شب کو کہاں گئے تھے مریجاں کہاں رہے
 اسکا خیال دیکھئے لے مہرباں رہے
 حسرت کہاں ہے مرا رماں کہاں رہے
 دنیا میں چار روز جو ہم سہماں رہے
 ایواں ہیں آپ کی نہ کوئی زبواں رہے
 یا ہم زمین پر رہیں یا آسماں رہے
 سینے سے آہ نکلی تو پھر اب کہاں رہے
 گھر سے نکل کے کئے تو اب یہ کہاں رہے
 ہے فرق کیا یہاں رہے چاہو وہاں رہے
 یہ کیا عیاں ہو اور نظر سے نہاں رہے
 جب تک ہو جان تن میں یہ دل میں ناں رہے
 آخر پھر ک اٹھایا کما تک مثال رہے
 آزاد تا ابد مرا ہندوستان رہے
 منظور یہ نہیں کہ کوئی حکمراں رہے
 جبکہ باں میں نطق رہے تن میں طاب رہے
 عاشقوں پر مہرباں کچھ مہربانی چاہیے
 رہیں گے اک نہ اک دن زندگانی چاہیے
 لے پری زیا ہے جھکھو لستہ زانی چاہیے
 جب نہیں لے بندہ پرور لا مکانی چاہیے
 موت ہستہ ہے نہ ایسی زندگانی چاہیے

<p>اكون بچا ننگا مجھ کو آچک کشتہ ہو نہیں کاٹ دیتا ہوں زباں اسکو بھی بچا نامہ بر حصصنی خال کا دھوا رہے سمجھ گاکوں حرص پیری میں نہ کرنا چاہئے انسان کو تاباوانی کی اُننگوں سے یہ بھمت لٹ سکے</p>	<p>کچھ تو لے غارت گر امیاں نشانی چاہیے میرے دل کا حال کچھ میری زبانی چاہیے اسکے حل کو لے پری کچھ نکتہ دانی چاہیے زن پرستی کے لئے جوش جوانی چاہیے شرم خوش رویوں کو بہر پاسبانی چاہیے</p>
<p>منہ ۲۸۵</p>	<p>شعر کہنے سے غرض مجھ کو نہیں کچھ نطق اور کچھ نہ کچھ تو اس پری کی مدح خوانی چاہیے</p>
<p>دے اک جام گلگوں کہ آئی ہو ہولی عبیر اور ابرک بدن پر چھڑک کر بسنتی ہو پوشاک غار نگروں کی عبیر لہروں پر گلال عارضوں پر ہو تعریف کیا آپ کی لئے نگبیر</p>	<p>حسینوں نے مگر گھر بچائی ہی ہو ہولی بچائی ہو ہو ہولی بچائی ہی ہو ہولی قیامت غضب نگ لائی ہے ہو ہولی حسینوں کیسی رچائی ہے ہو ہولی نہیں شل جبکا وہ چھگائی ہو ہو ہولی</p>
<p>منہ ۲۸۶</p>	<p>سنا ہے کہ ملے نطق تینے بھی شاید کسی گل کے شامل منائی ہے ہو ہولی</p>
<p>آتش الفت تری تپ کے بھی سینے میں ہے تاکہ زیب گوش ہو کر دوسرے رخسار لے سوز غم سے کیوں جلا کر تپا ہے شرب چرخ پر آپ ہی پر کچھ شقاوت کا نہیں ہو خاتمہ حمد میرے ہوتا ہو جگر چھپنے کا کیوں لبت ہو کیا ست ہو جاتا ہے یہ آواز نے پر کس قدر آپ کی آواز سنتے اور چہرہ دیکھتے</p>	<p>ناز و الفت کی دھمک ٹکر کے بھی سینے میں ہے آرزو اس بات کی گوہر کے بھی سینے میں ہے عشق اس مہر کا کیا اختر کے بھی سینے میں ہے کچھ نہ کچھ تو آپ کے خنجر کے بھی سینے میں ہے آگ کے عشق کی گوہر کے بھی سینے میں ہے کچھ محبت کا فرہ اتر دے بھی سینے میں ہے حسرت اسکی ہائے کوہر کے بھی سینے میں ہے</p>

<p>قبریں بھی میں چکا جاتا ہوں اسکی لہر</p>	<p>آتش الفت تہوں کی مر کے بھی سینے میں ہے</p>
<p>نمبر ۲۰۵</p>	<p>۱۰</p>
<p>نطق ہے یا اور بیل کون ہے میں نے مانگے جان اسکی نہ لی بدگمانی یہ کہ اُن کو دیکھ کر آپ نے مارا نہیں نیز نظر اور ہی کچھ ہے فقیر وکل سوال غیر کی اور سرری باتیں جانچئے محل ہوں بیل ہوں ہیں عاشق ترے سکتے ہیں زندانی چاہ ذوق ہے کوئی تو قیر کی منزل ہو وہ</p>	<p>کچھ بتا ہے اسکا قاتل کون ہے پھر تاؤ تو کہ قاتل کون ہے سائے سے کتا ہوں مل کون ہے دیکھئے توڑ کے گھائل کون ہے مال و زر کا تے سائل کون ہے کون حق ہے اور باطل کون ہے ہو نہ شیدا تیرا وہ دل کون ہے یہ نہیں تو چاہ بابل کون ہے عشق کے دریا کا ساحل کون ہے</p>
<p>نمبر ۲۰۶</p>	<p>۱۲</p>
<p>واقع ہی نہیں اس سے وہ ترک نہ کیا ہے کتے ہیں کسے الفت کیا چیز محبت ہے دیدار کی اس بت کے مجھ کو یہ تمنا ہے اقرار ہے مجرم ہوں میں دل کے گلخانے کا ہو سخن ترقی پر جلاوی کا شہرہ ہو دیدار کے شہتہ سے ممکن ہے شفا پانا مجھ خاک نشیں پر تو کیوں خاک اڑاتی ہے</p>	<p>ہے نام حیا کس کا انداز واد کیا ہے ہے من و صبا کس کا انداز واد کیا ہے چونکہ لٹھنا ہوں مرقد میں میں حشو کیا ہے تغذیر ہے کیا اسکی تجویز سزا کیا ہے جزا کے کسی تکبیر عاشق کی عاکیا ہے بیمار محبت کی خرا کے ودا کیا ہے اکھیلیاں مجھے پہلے باز کیا ہے</p>

<p>الفبت کی کشش سینہ اور آہ ریا کیا ہے تلخی فنا کیسی اور لطف بقا کیا ہے آہ یا نہ سمجھ میں یہ وہ ماہ لقا کیا ہے شکوہ ہے مقدر کا صاحب کا گلہ کیا ہے</p>	<p>پہونچی نہ کبھی اُس تک لائی نہ کبھی اُسکو بے بار کے دونوں ہی لاجل و لاطائل بجلی کہ چھلاوا ہے یا حذر پری کوئی الزام کسی کو میں دینے لگا کیوں ناحق</p>
<p>۱۰</p>	<p>منبر ۲۸۹ کیوں نطق ہو تم عکس جیسے کا باعث کیا بولو کبھی تو کچھ منہ سے آخر کہہ ہوا کیا ہے</p>
<p>وہ مرا مہ لقا غنیمت ہے پھر بھی وہ بی وفا غنیمت ہے یہ بھی اے مہ لقا غنیمت ہے تو بھی بیک صبا غنیمت ہے تم میں اتنی حیا غنیمت ہے تیری زلف و دو غنیمت ہے بگفتہ ز غنیمت ہے میری آہ رسا غنیمت ہے سالوں کی دعا غنیمت ہے</p>	<p>بانی صبر ادا غنیمت ہے لاکھ بے جسم ہو وہ مہ پارہ آگئے وقت واپس خس کوئے دلبر میں جا کے بٹھیر ہی گلرغل میں پتا نہیں اس کا دام میں پچانستی ہر لوگوں کو اک نظر میں ہلاک کرتی ہے پھیر آتی ہے بند میں اُسکو حسن کی کچھ زکوۃ دے ڈالو</p>
<p>۱۲</p>	<p>منبر ۲۹۰ نطق کیا خوب آپ کہتے ہیں آگے دم بھی کیا غنیمت ہے</p>
<p>اندوہ مصیبت نے بخشی ہے وہ حیرانی فرما دے کامر بھوٹا یوسف ہوئے زندانی ہے آگ جہنم کی تیری شہر افشانی اچھی ہے کہیں اس سے اس حرکت کی درباری</p>	<p>کیا دل کو بھی ہلاؤں ہے سخت پریشانی نیزنگی الفبت بھی کیا جیسے دنیا میں اے عشق حکومت ہے تیری ہی جہد کیو کیوں سلطنت دنیا کو لاتنا نہ ماروں میں</p>

اپنوں کی نصیحت سے ہے غزن جگر بانی
ان دونوں جانوں میں تیرا نہ ملنا پانی
ادراک حقیقت میں عاجز ہے ہمدانی
سے فخر حسینان جب اس بت کی گسائی
لب بند ہے بخود میں جو لوگ ہیں عرفانی
کام آتی نہیں آہیں کچھ عقل کی جولانی
حن اسکا بھی دیکھے جو یوسف کنعانی
لے عشق کرے تیری جو کوئی کہ مہانی
سے دیدہ گریاں سے اس در کی طغیانی

غخواری یہ کرتے ہیں یہ ہر پلاتے ہیں
جنت کو بھی دیکھ آیا کی قاف کی سیر بھی
تو کون ہے اور کیا ہے کیا شکل و جہاں ہے
کیا پایہ اعلیٰ کی تعریف کرے کوئی
کچھ بھی نہیں کھٹکتا کیا دیکھ لیا ان نے
اسرار حقیقت کی نہ کو نہ کوئی پہونچا
قید ہے چہ غیب اس حر کا ہو جائے
نے ٹکڑے ٹکڑے کے کھانے کیلئے کچھ کو
کھٹکا ہے مجھے اسکا طوفان نہ ہو بریا

نمبر ۲۹۱
مر جائے گا بیوی کے دہ غم ہے کہ کیا کئے
ٹکڑے تو مراد ہے ہر نطق جگر بانی
۱۲

تیرا ہی آجکل رخ زریا نظر میں ہے
کیا کیا بتاؤں تجھے کہ کیا کیا نظر میں ہے
نور نظر تو ہی ہے تری جانظر میں ہے
اک قطر خفیف بھی دریا نظر میں ہے
جب کہ تیری زر گس شہلا نظر میں ہے
تحت الشراے سے تا بہ تریا نظر میں ہے
کیا بڑھکے آپ کے کوئی پیارا نظر میں ہے
جیسے کسی کی زلف چلیبا نظر میں ہے
نعت الشاکر سے تا بہ تریا نظر میں ہے
پتھر یہ کس پری کا سراپا نظر میں ہے

نہ دین ہی نظر میں نہ دنیا نظر میں ہے
شوخی تری اداری انداز گفتگو
کیونکر رہے نظر میں کوئی ماسواترے
لوہا ہوں جب سے کتنے حقیقت کے بحر میں
بیفت در چشم آہود بادام ہو گئے
دل دادگان کو چہ عرفاں کے ساتھ
ہیں آپ ہی کچے ہوے میری نگاہ میں
مار سیہ کو دیکھتا ہوں روز خواب میں
تیری نظیر بلتی نہیں ہے کہیں مجھے
تصور کس کی کھنچ کے اُتر آئی آنکھ میں

پتلی نہیں ہے دیدہ حق میں نطق کے	سچ تو یہ ہے کسی کا ہوا نظر میں ہے
نمبر ۲۹۲	لے نطق بند آنکھوں کو کھٹا ہوں ماتن میں اسلئے کہ جلوہ کسی کا نظر میں ہے
دھکے سونگے دھڑکن کے ہاتھوں میں نطق ہم نواک بت پر فن کے ہاتھوں میں ہائے تیری اک اداسیہ کر دیا ہجو خراب ناخردنا فہم دل سے جو ہوا تھوڑا ہے وہ تہہ بچی نظر آنکھ سے سینے کا بھارا کاروان دل لٹا صبر شکن کیا بی گئی	ہم جوانی اور کسے جو بن کے ہاتھوں میں اسکے انداز و ادا جو بن کے ہاتھوں میں لے شکر ہم تری جہنم کے ہاتھوں میں ہم اسی بے گنہ اور کودن کے ہاتھوں میں ہم اسی جہنم اسی جو بن کے ہاتھوں میں کیا بتائیں نہ کو کس رہن کے ہاتھوں میں
نمبر ۲۹۳	کر دیا ہسکو جلا کر خاک سوز عشق نے نطق سچ یہ ہر اسی گلشن کے ہاتھوں میں
تیری گلی کی جن کو گدائی نصیب ہے حاصل ہے وصل انکو جو قسمت کے ہیں وہی پھندے میں لٹنے کے جو پھینے جان دیئے لوٹے وہ دن وہاڑے کے دل کا قافلہ اکسیر کو سمجھتے ہیں وہ خاک اور دھول فرقت کی رات میں لے گزاری رٹ رٹ	ایمان کی کہوں گا خدائی نصیب ہے بدقسمتوں کو تیری جدائی نصیب ہے وہ کون ہیں کہ جن کو رہائی نصیب ہے اسپر کرے وہ مجھے ڈسٹائی نصیب ہے جن کو کہ خاک پائے خدائی نصیب ہے آیا نہ وہ موت ہی آئی نصیب ہے
نمبر ۲۹۴	راحت لے کسی کو مصیبت کسی کو نطق تقدیر اپنی اپنا یہ بھائی نصیب ہے
بارش یا ران حسرت دیکھے ضبط کی جب لیں قوت دیکھے	حاشق پر غم کی تربت دیکھے تب کسی کی شکل و صورت دیکھے

صانع قدرت کی قدرت دیکھیے یہ تب فرقت کی شدت دیکھیے دل دیا میری مروت دیکھیے دیکھیے ان کی محبت دیکھیے ہو اگر چشم نصبت دیکھیے میری جاں میری مروت دیکھیے کیا دکھاتی ہے محبت دیکھیے اس ستم دیدہ کی حسرت دیکھیے	اس پر در میں بلا کا حسن ہے جسم کھوٹیں پڑ رہے ہیں آبلے آپ تو مجھ کو نہیں دیتے زباں وہ ہیں مصروف طرب مڑنا ہونئیں اسکا حسن اور جاوہ صبر آزار جان بھی ایمان بھی دل بھی دیا جان و دل جا ہی چکے اب ور کچھ مازے جس سے نہ بولیں آپ کچھ	
۱۰	آتے آتے میرے در سے بھر گئے نطق میری آپ قہمت دیکھیے	منبر ۲۹۵
قاصد آیا نہ کیوں خدا جانے آئے گایا نہیں خدا جانے اُس ستمگار کی بلا جانے لذت درد کو وہ کیا جانے سم قاتل کو جو دوا جانے کیا ٹھنی دل میں ہو خدا جانے ور نہ کیا ہو گا کل خدا جانے ہو گا کل کیا اسے خدا جانے جاؤں میں یا اسے خدا جانے	ماجر کیا ہے کوئی کیا جانے بٹھے ہیں منتظر جواب کے ہم کیا گذرتی ہے قلب محروں پر تنج ابرو کا جو نہ گھسائل ہو ایسے بیمار کا علاج ہو کیا نہ تو آتے نہ بھیجتے ہیں خط اے میسا خبر لے جلد آ کر آج ہی کی نہیں خبہر ہم کو کیا کموں حال زار میں اپنا	
۱۰	حضرت نطق ہیں جو افسردہ دجر کو اسکی کوئی کیا جانے	منبر ۲۹۶

جو سبکیان لے کے رو رہے ہو تاؤ اسے نطق حال کیا ہے
 ہے عہد نیکنی توں کا شیوہ جناب اسکا خیال کیا ہے
 محبت ایسی بڑی بلا ہے کہ مرے ہم تو اس کے ہاتھوں
 کسی کی الفت میں یہ نہ سمجھے کہ آخِر اسکا مال کیا ہے
 حسین آیا نظر جو کوئی تو کھینچ گیا دل اُسی طرف کو
 یہ راز کھلتا نہیں کسی پر کہ حُسن کیا ہے جمال کیا ہے
 ہے بخودی رشتہ ہی کی کافی ہے اس میں لذت جہان بھر کی
 نہ ہو یہ حاصل جو عاشقوں کو تو ہجر کیا ہے دصال کیا ہے
 سوال پر وصل کے یہ بولے نہیں محبت کسی سے تمکو
 عجب تماشا ہے دیکھئے تو جواب کیا ہے سوال کیا ہے
 کسی کو تاکا تو مار ڈالا جو ہنس کے بولے گرائی بجلی
 تھیں تاؤ یہ منصفی سے کہ اس سے بڑھ کر کمال کیا ہے
 نہ ہاتھ رکھتے ہیں میرے دل پر نہ بات نیکین کی ہیں کرتے
 پھر آپ مجھ سے یہ پوچھتے ہیں تمہارے لوہیں مال کیا ہے
 مقدر اپنا اگر ہو سیدھا تو ہاتھ باندھے ابھی وہ آئیں
 اثر ہماری جو آہ میں ہو نہ آئیں پھر وہ مجال کیا ہے
 دلوں کو پہلو سے چھینتا ہے جھلک دکھا کر ذرا سی اپنی
 کہوں میں کیا اسے پری کہ تیرا یہ حُسن کیا ہے جمال کیا ہے

۱۱	اسی تمنا میں عمر گزری اسی تمنا میں مرے ہم کبھی نہ بھولے سے بھی یہ پوچھا تاؤ اے نطق حال کیا ہے	نمبر ۲۹
کبتک یہ یوزائی اے جو فار ہے گی	کبتک یہ ٹیڑھی چٹن ٹیڑھی ادھر ہے گی	

کبتک جاکر دگے کبتک جاکر ہنگی
کس کی سدا رہی کسکی سدا رہی
ناحشر یہ قیامت یونہی بہار ہنگی
اس خاک کے برابر اکسیر کیا رہی
دشمن ہمارے کب تک باد صبا رہی
انکی ہمیشہ مجھے ٹیڑھی ادا رہی
کب تک غلش یہ مجھے لے یوفا رہی
تا یوم حشر انکی قائم حفا رہی
تجھ میں ننا جو ہوگا حاصل بقا رہی

نام خدا جواں ہو یہ دیکھنا ہے ہمسو
مغرور ہو جوانی پر اس قدر نہ ہرگز
تیری گلی کا ایجاں ہنگا سہ کم نہ ہوگا
خاک شفا سے بڑھ کر ہے خاک پا تھا را
لاوے شیم گیسو اس یار با ونا کی
قسمت کاسے یہ لکھا میں خوب جانتا ہوں
کب تک کھنچا رہیگا کب تک خفا رہیگا
جتنے حسین میں ظالم پیدا کئے گئے ہیں
مگر بھی نام اسکا زندہ سدا رہیگا

۱۹

اسکے سوا کسی کو تا کو گنجائش نہ رہی
لے نطق اب طبعیت یوں پار سا رہی

منبر ۲۵

جو کچھ کلیفینٹ بھلیں ہیں کسی کے دلچسپ
کہ سنکر نالا بلبل نکل آئے وہ گلشن سے
ہوئی گل شمع مرقد بھی کیسی باددہن سے
ہمک کیوں سوندھی سوندھی رہی جو گلشن سے
تراکتے ادھر ماتھورک چھوٹی گرری چھن سے
میں عاشق ہوں تیری شکل شبابت کا لکین سے
خدا محفوظ رکھے لشکر مرگان نہ ہن سے
ہوایہ تفرقہ پیدا تمھاری ایک چتون سے
کیسی مچلی لچل تمھاری ایک چتون سے
میں ممکن رفد چاک جگر ہو نوک سوزن سے

نہ اندائیں کبھی ایسی اٹھائیں دست دشمن سے
وہ گھبراتے ہیں تنا عاشقوں کے شور و شیون سے
جو آئے فاتحہ پڑھے کھلا یا گل یہ قسمت نے
جلا ہوا آتش گل سے نہ بلبل کا دل مضطر
چلانے کو چلائی تو ادھر بلوار قاتل نے
نری تصویر بچپن سے رہی بیش نظر میر سے
دلوں کے قافلے یہ دن دہائے لوٹ لیتے ہیں
کوئی کہیں میں جا پہنچا کوئی پہنچا کلیسا میں
کوئی دھنستا ہو سر کوئی پڑا ہو خاک پر سبل
تمھاری مہربانی ہی سے ہو سکتا ہی نہ

نہ یہ عقدہ کھلا تم سیر کرنے کو جو آنکھ کے
 کیسی قبر پر حسرت برستی آپ نے دیکھی
 تنہا رتی تیغ کا احسان لینا کون گردن پر
 تماشا رقص سہل کا اُنھیں مایا پسند آیا
 جلایا جیتے جی اور خون کی کلی اُگلوائی
 کسی پردہ نشین کا خُن آنکھ نہیں سہایا ہر
 حسینوں کے اُسپ فیض رکھنا بے نتیجہ ہے
 کیسی تیغ ابرو نے کیا وہ کام عالم میں

اشارہ آنکھ سے کیا کر دیا زکسن سو سن سے
 کہ ہو کر آب دیدہ یوں چلے آتے ہیں فن سے
 اسی باعث سے سر دیکر اتارا بوجھ گردن سے
 سرکتے ہی نہیں دم بھر لگے بیٹھے ہیں حلین سے
 کیا وہ دوست بن کر تم نے جو ہونا تھا دشمن سے
 اسی باعث سے پردہ کر دیا پلو کی حلین سے
 نہیں ملتا کبھی دامن نہ خست کے رخسار سے
 کہ جو ممکن نہ تھا ہونا کبھی شمشیر آہن سے

خواب نطق سمجھائیے کیا اب خاک کھینکے
 محبت اور الفت کے ہیں یہ بے لڑا کین سے

منبر ۲۹۹

۱۶

کر دے اسکو کیا خون تمنا ہو ہی جاتا ہے
 ترے آگے سے جو گزرا وہ شیدا ہو ہی جاتا ہے
 محبت میں ہمیشہ جاؤ بجا ہو ہی جاتا ہے
 کے اچھا خدائی جسکو اچھا ہو ہی جاتا ہے
 رہ الفت میں اکثر بدگمانی ہو ہی جاتی ہے
 ہیرا لک میں شب غم میں مونس ہو کوئی دہر
 وہ روکیں لاکھ شتاق اجل کو رک سکتے ہیں
 محبت ان تہوں کی دلیں بیدار ہو ہی جاتی ہے
 مریض درد الفت کو یہ اکثر میں نے دیکھا ہے
 دہ بھاگے لاکھ اک دنیا کی دنیا گھیری رہتی ہے
 رقیبوں کی یہ محبت ضبط کر نیکی نہ قابل تھی

محبت میں مریجاں اکثر ایسا ہو ہی جاتا ہے
 خدا کی شان کا محتما شا ہو ہی جاتا ہے
 خرد سے تیرا دیوانہ مست ہو ہی جاتا ہے
 بنالیں چار رسوا جسکو رسوا ہو ہی جاتا ہے
 محبت میں مریجاں اکثر ایسا ہو ہی جاتا ہے
 شریکینِ بچ و غم کوئی کسی کا ہو ہی جاتا ہے
 گلی میں اُنکی روزاک حشر برپا ہو ہی جاتا ہے
 ہر انسان پر پردیوں کا بند ہو ہی جاتا ہے
 جو صورت دیکھ لی اچھی تو اچھا ہو ہی جاتا ہے
 ترادوانہ عالم میں تماشا ہو ہی جاتا ہے
 غلط الزام پر انسان کو حصہ ہو ہی جاتا ہے

<p>نہیں ہے لائن تیرا مست تیرا دیوانہ محبت ان سے کرنا شرط ہی نل میں آ بیٹھے کیسی آنکھ میں وہ اور کیسے دلیں رہتے ہیں کریں وہ قول اگر ہے قیامت تک پورا ہو</p>	<p>محبت میں ہمیشہ جاؤ بجا ہو ہی جاتے تہوں کو عانتوں اپنے پردہ ہو ہی جاتے غرض ہر جانے والے سے پردہ ہو ہی جاتے اگر ہو غیب سے وعدہ تو ایسا ہو ہی جاتے</p>
<p>منسبہ</p>	<p>جناب نطق سے گئے ہو دل تم بھی کسی بت کو چھپاؤ لاکھ سے دل پر القاف ہو ہی جاتے</p>
<p>چلیں عشاق پر تیر و سناں ایسا بھی ہوتا ہے محبت کرنے والے پر گماں ایسا بھی ہوتا ہے مرو دلیں ہو بھی اور دل میں چٹکیاں تم کو کئے جاتے ہو تم جو رستم میں کچھ نہیں کہتا بڑھیں بتا بیاں تو جان کو اپنی گنوا بیٹھے کرم بھی کرتے ہیں ہم اورستم بھی یہ کہتی ہیں عناد دل چپ میں ملو طلی بند ہے تقریر سے تیری جدائی کرنے پر مجبور وہ تو آفت کا زمانہ ہی جو دیکھے پوست کنواں تمہیں حسرت سے یہ بولے نہ پاس آبرو تم کو نہ کچھ حفظ مراتب ہے</p>	<p>کبھی جو رستم نام نہاں جہاں ایسا بھی ہوتا ہے تمہیں کمد و کہیں لے ہر بال ایسا بھی ہوتا ہے میرجاں سچ یہ کہنا میہاں ایسا بھی ہوتا ہے کہیں دیکھا ہو کوئی نیریاں ایسا بھی ہوتا ہے محبت میں کبھی لے ہر بال ایسا بھی ہوتا ہے جہاں دیا بھی ہوتا ہو دال ایسا بھی ہوتا ہے خدا کی شان ہے حسن ہاں ایسا بھی ہوتا ہے کبھی ہوں وصل میں تباہیاں ایسا بھی ہوتا ہے خدا کی شان ہو خوش و خرم جہاں ایسا بھی ہوتا ہے اکیس کو نطق عشق کا رخاں ایسا بھی ہوتا ہے</p>
<p>منسبہ</p>	<p>دہن کا وصف کس خوبی سے لکھا نطق سے ترے زمانے میں دیر نکتہ داں ایسا بھی ہوتا ہے</p>
<p>عقدہ کہنے ہیں کھولے دل کے بھولی صورت ہی نہیں رکھتے وہ ایک بھی ان کو بغل میں نہ بلا۔</p>	<p>خوب توڑے ہیں پھچھوٹے دل کے چشم بدور ہیں بھولے دل کے ہلکے تو خوب ٹٹوٹے دل کے</p>

آپ کو اس کا یقین آجائے ٹوٹ کر یہ نہ کہیں یہ جائیں ہاتھ رکھیے نہ مرے ہنلو پر گریہ صبح و ساسے ڈر ہے ایک ماشہ سے بھی کم ہی ٹھہرے	دیکھئے بھی تو پھپھو لے دل کے نازک ایسے ہیں پھپھو لے دل کے ٹوٹ جائیں نہ پھپھو لے دل کے راز سر بستہ نہ کھولے دل کے لکڑے سب میں نے جوت لے دل کے
منسلک ۲۰	نطق کیا خوب سنایا ان کو کیا ہی توڑے ہیں پھپھو لے دل کے
یاد خلس فشر سید ادر ہے گی کنبک طبیعت مری ناشاد رہیگی یہ بھٹیر یونہی اوستم ایجلو رہیگی اچھا نہیں تنا بھی لگہ بول تو کنبک دکھلا کے مجھے غیر کوئے بان کا بیڑا جب تک تری یاد مری وح زوال کو تم قتل کئے جاؤ یہ بر یاد نہو گی دیدار کے مشتاق سے اور حشر کا وعدہ تقریر میں بھی آنکھ برابر نہیں کرتا جیتے جی کبھی نطق کو کیا وصل نہو گا	سب جو رستم بھولینگے یہ یاد رہیگی کنبک لب فریاد سے فریاد رہیگی عشاق سے تیری گلی آباد رہیگی فریاد تری لے لب فریاد رہیگی تا حشر شکر یہ جفا یاد رہیگی ناشاد رہی ہے نہ یہ ناشاد رہیگی دنیا جو ہے آباد وہ آباد رہیگی یہ بات تو تا حشر ہیں یاد رہیگی یہ طرز ادا تیری بہت یاد رہیگی کیا عمر دور دزدہ یونہی بر یاد رہیگی
منسلک ۳۰	لے نطق تھا کیا قول زل بھول گئے تم وہ بھول گئی بات تو کیا یاد رہیگی
اس نے وہ کیا جو نہ کیا تیخ تضانے ڈرنا میں ادا تیری نہ کھا جائے مجھ بھی	رکھا نہ کہیں کا مجھے اس تیری ادانے کیتوں کو لگا چھوڑا ہی ہو اسنے ٹھکانے

دل لے بھی لیا مطلب دل کچھ نہ بکالا
 کیونکر یہ کہوں کشتِ انداز ہوں تیرا
 کس کس کا میں نام کروں کس کس کو میں رُوں
 مجھو رتھا میں گزرتا نہ کیوں تم سے محبت
 کہتے ہیں کہ دل تنے کسی مُبت کو دیا کیوں
 دل چھین لیا ہے تو جگر چھید دیا ہے
 آئے بھی شب وصل تو چپکے رہے بیٹھے
 کی ترک محبت تو چھٹا انکی جفا سے
 چہرے نقاباؤں پر پیکر کے اُلٹی دی
 قانع جو ہوا اُسکو بلا گوشہ آرام
 فرما دو دکھا جھوڑتا اعجازِ محبت
 سندی بھی ملتے ہیں بھی درد ہے میر میں
 چل دور ہونا صبحِ ترا کہنا نہیں مُنتنا

کیا کام کیا ہے تری شوخی و حیا نے
 مارا ہے مجھے تیری ہی اندازِ دادا نے
 دل چھین لیا شوخی نے جان تیری ادا نے
 مقصود میں لکھا تھا ازل میں خدا نے
 اب دیکھے ہوئے بیٹھے ہیں سب اپنے یگانے
 کیا کیا نہ کیا ہے ترے اندازِ دادا نے
 کیا میرا بنا کام بگاڑا ہے حیا نے
 کسخت مگر دل ہی لگا مجھ کو ستا نے
 اس وقت بڑا کام کیا باد صبا نے
 بر باد کیا مجھ کو مری حرص و ہوا نے
 ہمت نہ دی کچھ اور اُسے پیکرِ نصا نے
 آنا نہیں منظور تو کیا کیا ہیں بہا نے
 اکراہ ہیں خود اُلے ہیں یہ راہ بتا نے

نمبر ۳۱۶
 لے نطقِ مستکر وہ بھی راہ پر آتا
 کچھ کام کیا ہے تو مری آہ و بکا نے

جھپٹا ہوا ہے یار کے انوارِ جبین سے
 کرتے ہو بہانے بھی ہو آتے بھی کہیں سے
 انکار سے کیا فائدہ کیا نفع نہیں سے
 دنیا سے تعلق نہ سروکار ہے دیں سے
 اب مجھے ہوئے بیٹھے ہیں دل توڑ کے میرا
 دنیا میں کسی سے نہ محبت کرے کوئی

ہوتا یہ ترشح ہے مجھے ماہِ مبین سے
 یہ قسم اڑنے ہو میرا جان ہیں سے
 کہو نہ یہی ہاں چلے آئے ہیں کہیں سے
 ہے صحتِ تعلق مجھے اک ماہِ جبین سے
 کہتے ہیں کہ دل لا دو اب کالِ در کہیں سے
 آتی ہے صدا صاف یہ مرقہ کنی میں سے

<p>جاتا ہوں لئے قبر میں بھی تخم محبت سودر ہوں قربان وہ صورت کے تھادی ہے لطف قیامت ترے عشاق کو حاصل رکھتا ہوں تری یاد کو اس واسطے دلیں اٹ جائیگا قسمت کا لکھا اور نہیں تو اس حور کا در چھوڑ کے ہم جا نہیں سکتے بیکار ہے دل ہونہ محبت اگر اس میں ہے حور کی خواہش نہ ارم کی جو تمنا مٹی میں ملوں خاک کا تو وہ بھی بنو نہیں</p>	<p>الفت کا شجر نکلیگا گدہ فن کی زمیں سے رستے میں فلک بڑھ نہیں سکتا ہوز میں سے ہیں ہم درجا میں تری ہاں اور نہیں ہے زینت ہے مکانات کی حقیقت میں کہیں سے پھر تری چو کھٹ کا میں تو زونگا جیوں سے ہے خلد کہ حور دل کو سلام پناہ میں سے ہے قدر انگوٹھی کی زمانے میں نگیں سے ہکو تو فقط کام ہے اویار تھیں سے نکلے گی تری یاد نہ اس قلب خریں سے</p>
---	---

<p>۱۱</p>	<p>میتاب ہون سچین ہوں کے نطقی شبہ و ز دل جیسے لگا یا ہے کسی ماہ جیوں سے</p>	<p>نمبر ۲۰</p>
-----------	---	----------------

<p>ابھی آئے ابھی کہتے ہو نور اظہر کو جانا ہر نہیں منظور آنا کنگھی چونی کا بہانا ہے نہیں بوجہ اس کا فر کا ہر دم سکرانا ہے کیسی جان لی سبیل کسی دل کو بنا چھوڑا ہوا نکو بھی یہ یاد و حد کی نو فطرت ہے خلط تہمت لگانا دیکھئے اچھا نہیں ہونا مری حالت جو سنئے گا کیجئے نہ کو آئیگا نسانہ جبر کا شکر لگے اٹھ فرمائے تعب تو یہ ہے لا تغرفوا کا راگ کہتے ہیں اٹھا رکھو نہ کل پر جو ہو کر آج ہی کر لو</p>	<p>تھیں کہہ دیکھا یہ بھی کوئی آنے میں آئے عدیم الفرستی سے ہم نہ آئے یہ دکھانا ہے کیسی جان لینی ہے کیسی کا دل پھینکانا ہے تری سفایوں کا لے بری قائل نہ مانا ہے لگانا ہے بکھانا ہے بکھانا ہے لگانا ہے مریجاں ایکدن آخر خدا کو منہ دکھانا ہے یہ ایسے درد کا غم کا مصیبت کا فسانا ہے معاذ اللہ جھوٹی بات کا بھی کچھ ٹھکانا ہے تھما ہے عاشق نہیں بھی کسی نے نکو جانا ہے ذرا یہ بھی تو سوچو زندگی کا کیا ٹھکانا ہے</p>
---	--

<p>نمبر ۳۰</p> <p>۱۵</p>	<p>پڑا ہے بستر غم پر عجب ہے نطق کی حالت نہرونا جو نہ ہنسا ہو نہ پنا ہے نہ دکھانا ہو</p>	<p>نمبر ۳۱</p>
<p>جہاں اکو ملا آرام اس منزل میں جا بیٹھے خدا سمجھیکا اُسے جو کچھ کچھ لگا بیٹھے تھکے پاس کرئی آگ بیٹھے بھی تو کیا بیٹھے سنی فریج میں تم خاک میں جھک لگا بیٹھے یہ کیا ہے بیٹھے بیٹھے آپ پنا منہ چھپا بیٹھے کبھی آنکھوں میں بیٹھے کبھی دیس جا بیٹھے کچھ اس کا غم نہیں کس کس کو مٹی میں بیٹھے کبھی پہلو میں کہ بیٹھے کبھی وہ دور جا بیٹھے تسے مشتاق اب مکہ خدا ہی پر لگا بیٹھے کبھی کس دیر کی سیر کبھی کبھی جا بیٹھے رقیبوں نے سنا ہی کیا نہ کچھ وہ اسکو کھا بیٹھے کہانی کے بہانے درد دل اکو سنا بیٹھے اجابت کے نشانے پر اگر تیر دعا بیٹھے ادھر ہے جاں کنی اور وہ لوہر شادی جا بیٹھے</p>	<p>کبھی دل میں سوائے اور کبھی آنکھوں میں بیٹھے مجھے معلوم ہے کیوں آپ مجھے منہ چھپا بیٹھے کبھی دشمن کے پہلو میں کبھی تم دور جا بیٹھے گرائیں بجلیاں نہیں نہیں کے مسکے قلب مضطرب سری نظر دل سے کچھ بھانپا کر ناھر م کوئی آیا حسینوں کو کبھی رہتے نہ دکھا ایک حال پر وہی بزم طرب پر اور وہی عشرت کے سالن میں قیامت پہل وائیں اور غضب میں سوخیاں لگی کر نیگے التجائیں اب مجھے اے بت کافر تھارسی تاک میں کس کس جگہ تک ہم نہیں پوچھو گڑا ٹھٹھے ہیں اچھی بات بھی اُسے جو کی میں نعب ہی نعب ہے جو کچھ تدبیر ہننے کی رہو یا دوس کیوں کوئی ہو اسکے فضل سے ممکن نہ پوچھو کچھ نہ پوچھو کیا کیا اندھیر ظالم نے</p>	<p>نمبر ۳۲</p>
<p>نمبر ۳۳</p> <p>۱۳</p>	<p>خواب نطق میں اب انکساری لگئی اتنی کسی نے گالیاں بھی دیں تو وہ مسکوا بھی کھا بیٹھے</p>	<p>نمبر ۳۴</p>
<p>اسکو دولت ملی خدائی کی یہی حالت ہے اب خدائی کی آج قسمت نے تو رشتائی کی</p>	<p>جنے در کی ترے گدا ئی کی جان جبر دی بے وفائی کی آگے یک بیک وہ میرے گھر</p>	<p>نمبر ۳۵</p>

<p>کون اُسید ہے رہائی کی نئی صورت ہے درباری کی اُن سے آفت تری جدائی کی کوئی حد بھی ہے یوفائی کی میسے دل ہی نے یوفائی کی کج ادائی کی یوفائی کی انتہا ہے یہ جیسا ئی کی ساتھ جس شخص کے بھلائی کی یک قلم سب نے یوفائی کی</p>	<p>جو پھینا اُن کے دام الفت میں ہنسکے کہنا کہ دل زدو ہمکو نام سے اسکے کانپ جاتا ہوں میں جو مرنار ہوں نہ پوچھو تم تم ہوئے یوفافا تو خیر ہوئے اور سکتے ہو کہا کیا میں نے غیب کے پاس بیٹھو بے رقع پیش آیا وہی بُرائی سے دل دیا جس حسین کو میں نے</p>
<p>۱۵</p>	<p>نسبہ اُسکی صحت میں لے چلو اُن کو نطق لیتے ہیں پار سائی کی</p>
<p>مرنے پر بھی آکے اب لاشہ کو تڑپانے لگی مانگ تیری لے پری سیکر غضب ٹھانے لگی تو چلا تو تیکے ریت چھ جان بھی جانے لگی ہائے قسمت میری بن بن کر بگڑ جانے لگی میری نیت کو ہوا کیا یہ جو شرمانے لگی بعد سے یاد جب میری وفا آنے لگی کیا جوانی اب کسی کی جوش پر آنے لگی نازد انداز واداعمرہ حیا آنے لگی شرم کو بھی پاس آنے میں حیا آنے لگی کچھ طبیعت آج کل بھر راہ پر آنے لگی</p>	<p>یاد مرقد میں بھی تیری لے پری آنے لگی راستہ ملک عدم کاسب کو دکھلانے لگی دیکھ تو پھر کر ذرا آفت پر آفت ہو گئی میسے گھر تک آتے آتے پھر گئے وہ بار بار وصل کی شبانکہ شرمنا مناسب تھا مگر دست حسرت لکے کیا کیا اشک بہانے لگے جستجو ہونے لگی اب چاہنے والو کی کیوں بچینا رخصت ہو گیا آگیا انکا شباب دل کی شب لگے بیٹھے جب وہ پہلو میں سر پھر مجھے شوقِ محبت اندنوں ہونے لگا</p>

سب حین کہتے ہیں جاؤ جان جاتی ہو جہاں
 کثرت بادہ سے ایسی بے حجابی آگئی
 گنوار میاں سے کیا روشن خدے پاک نے
 کہہ گئے کیا نطق آنکھوں کی بیابی میں ہم

یہ محبت تیری طعنے مجھ کو سنوانے لگی
 شرم بھی پاس انکے اب آنیں نہ لگی
 قالب تار یک میں جب روح گھبرانے لگی
 چین پیشانی پر آئی زلف بل کھانے لگی

نمبر ۳۰۹

اب کہاں کا گوشہ عزلت کہاں نکاز بہ نطق
 لطف صحبت جب طبیعت آپ کی پانے لگی

۱۴

حسن دالوں میں رہا پروں کی صحبت دیکھی
 چلتے پھرتے کہیں اک حور کی صورت دیکھی
 تم کہاں عور کہاں میں نے تصویرت دیکھی
 حشر تو حشر ہی ہے اسکا تو ہے ذکر فضول
 میں تو فر کے بچا آپ خبر تک نہ ہوئے
 حسرت دیاس و تنکا کا ہے مدفن سینہ
 کوفت ہی میں یہ کٹی زندگی چند نفس
 جس جگہ جا بے ہے خلق میں جہر چا تیرا
 آپ کیوں کرنے لگے میری تنہا باندھی
 سارے دنیا کے فرے بھول گئے اب بھوکو
 ہونٹ چاٹا کیا میں دو دو پہر تک اپنا
 جان پر کھیل کے ابرو کی محبت کی ہو
 کل تھی دوست آج ہیں وہ خون کچ پیاسے پیسے
 کچھ لکھا کرتا ہو ہر دم ورق گل پر وہ
 تبر تک ساتھ دیا ساتھ نہ چھوڑا اُسے

ہوفا سب ہیں کسی میں نہ محبت دیکھی
 کیا کہیں تیسے بس اس کی قدرت دیکھی
 شرم بھی دیکھی حیا دیکھی زاکت دیکھی
 اسی دنیا ہی میں میں نے توفیق ت دیکھی
 جائے جانچ لیا آپ کی لفت دیکھی
 دل کے دیانے میں کس کس کی تربت دیکھی
 عیش ہی پایا نہ اک روز بھی حشر دیکھی
 نہ سنی کان سے ایسی نہ شہرت دیکھی
 کئے عاشق کی بیکلنتی ہوئی حشر دیکھی
 لذت درد وہ پائی وہ حلاوت دیکھی
 چہرہ یار میں میں نے وہ ملاحت دیکھی
 اپنے میری شجاعت مری بہت دیکھی
 ایسی دیکھی نہ محبت نہ عدوت دیکھی
 اپنے دیوانے کی کچھ اپنے خوش دیکھی
 حسرت دل ہی کی بس ایک نانت دیکھی

ہم نے ہر حال میں اسکی یہ عنایت دیکھی	آئی آفت جو کوئی آڑے دہی آیا ہے
۱۵	<div data-bbox="832 336 947 409">منبر ۳۱</div> <div data-bbox="373 300 774 427"> <p>دل کا نقشہ ہی ہوا اور سے کچھ اور لے نطق کیا کہوں ایسی ہی اک موہنی صورت دیکھی</p> </div>
<p>مارا نہیں کسی کو مگر لوگ مر گئے جو کھٹ بُرائی مگر ہی کوئے مارا مر گئے جتنے تھے تیسے چاہنے والے گزر گئے چلتے چلاتے مفت کا الزام دھر گئے محشر کا نام سُنے ابھی سے تو ڈر گئے ہم اس ادا پر آپ کی ایجان مر گئے کہوں آپ کے وہ چاہنے والے کدھر گئے اللہ ایسے ہم ترے جی سے اُتر گئے کہہ بھی دی کوئی بات تو کسکھ کر گئے اتنی تو بات مان لی اتنا تو کر گئے غیروں نے کوئی بات کی مجھے بھر گئے عہد شباب ہوا دھرائے اُدھر گئے انسانیت سے واقعی اب ہم گزر گئے بیٹھے نہ لفظ بھرا دھرائے اُدھر گئے</p>	<p>تیری نظر کے نیچے کیا کام کر گئے لو عاشقی میں ہم بھی تو اک کام کر گئے کچھ آج جا رہے ہیں تو کچھ بیشر گئے مطلب کے بار تم ہو یہ کہہ کر وہ گر گئے کیا ہو گا داد خواہوں گا کچھ جو اک ہجوم پہنچی بیگاہ مشرم و حیا سے بھری ہوئی بڑھ بڑھ کے باتیں کرتے تھو آج تھان میں اب بونا بھی ہم سے تجھے شاق ہو گیا کیا پاس ہے زبان کا کیا قول کا لحاظ آئے تو بس سے پائیں نشان تو نے گئے تقدیر ہی بُری ہو تو اسکا جواب کیا کھا یا پیانہ بیٹھے نہ کچھ بات چیت کی ایسے کسی کے عشق میں دیوانے ہو گئے بٹنا ہی سہا اور ہے آنا اسی کا نام</p>
۹	<div data-bbox="832 1428 947 1501">منبر ۳۱</div> <div data-bbox="373 1392 774 1519"> <p>شکوہ تہوں کے جو رکامیدانِ خیر میں نطق عاشقی کے نام کو بدنام کر گئے</p> </div>
<p>مٹجاؤں تری راہ میں یہ دل سے لگی ہے اک نور کی تصویر مرے دل سے لگی ہے</p>	<p>کیا تجھے کہوں کیا دل سبیل سے لگی ہے آنکھ اپنی کسی حور شمائل سے لگی ہے</p>

<p>سودا ہوا اگر دل کو تو الفت کا ہو سودا کیونکر میں نہ پہنچوں وہاں کیونکر میں جاؤں کچھ پر سے فاجان ہوا ایمان تصدق ہاں کشتہ انداز و ادا مجھ کو بنا لو کیا حال کہوں سوزش پہناں کا کسی سے جب جان گئی ہے تو ملا گشتہ آرام</p>	<p>دیوانہ ہوں تیرا یہ مرے دل سے لگی ہے راہ عدم اس شمع کی محفل سے لگی ہے یہ جان سے میرے ہر ہرے دل سے لگی ہے یہ بات تو مدت سے مرے دل سے لگی ہے اک آگ سی تن میں مش دل سے لگی ہے آنکھ اپنی لحد میں بڑی شکل سے لگی ہے</p>
--	---

۱۲	<p>لے نطق یہاں تک ہوں میں مشتاق شہادت لو آٹھ پہر خنجر قاتل سے لگی ہے</p>	منبر ۳۱۲
----	---	----------

<p>بات کچھ اُسے دودہ نہ ہوئی نہ لے وہ ہزار کوشش کی کون دن تھا کہ زندمیکش کو جگمگے جسم و جان و قلب و جگر ایک ہی بات اُس میں یہ پائی کچھ سا اک دوسرا دکھا دیتے ایسی کس کام کی بھلا طاعت انکے کوچے میں جا کے بیٹھ گئی جسم میں کون دلدہی کرتا دل کی باقی ابھی سیا ہی ہے اس سے بہتر ہے جان دیدہ نا</p>	<p>پوری کچھ میری آرزو نہ ہوئی کس جگہ اُن کی جستجو نہ ہوئی طلب ساغر و سُبُو نہ ہوئی ہے نعب گمر کہ بو نہ ہوئی کج ادائی جو اس کی خون ہوئی تیسری تصویر پروردہ نہ ہوئی جب طبیعت ہی ایک سونہوئی خاک بھی میری کو بُو نہ ہوئی لے مری موت اُسے تو نہ ہوئی زہر و آقو لے شے شست نہ ہوئی زندگی کیا جب آبرو نہ ہوئی</p>
---	--

۲۵	<p>دودہ باتوں میں رام ہوئے نطق دودہ اُن سے گفتگو نہ ہوئی</p>	منبر ۳۱۳
----	---	----------

یوں بھی بیچین ہم رہا کرتے
 کون کہتا ہے تم وفا کرتے
 جو رتم کرتے یا جھٹا کرتے
 ذکر تیسرا ہی ہم کیا کرتے
 تجھ پر عاشق ترے مرا کرتے
 تم وفا کرتے یا جفا کرتے
 تم ہمیں کوئے دیا کرتے
 حسن والوں کو اپنے عاشق سے
 داستان عشق اور محبت کی
 دل مرا ہو گیا تھا دیوانہ
 تو نہ ملتا اگر تو نام رزا
 دل میں الفت نہ غیر کی ہوتی
 تھا جو بے پردگی کا انکو خیال
 پوچھ تو بولنے آ کے سری بات
 اپنے بیمار کو جلا لیتے
 جانتے ہم اگر دغا دے گا
 خیر گندی کہ آٹھے آئی حیا
 حسان سو بار بھی اگر ملتی
 اپنی صورت اگر دکھا دیتا
 مار ہی ڈالتے وہ عالم کو
 رونا کا ہے کو پھر تھا لے مشفق

دل نہ دیتے تھیں تو کیا کرتے
 جو رہی کرتے کچھ جفا کرتے
 صدے لیکن نہ یوں دیا کرتے
 نام تیسرا ہی ہم کیا کرتے
 حشر تک بھی اگر جفا کرتے
 کچھ تو لے بیسکر مدد لقا کرتے
 ہم تمھارے لئے دعا کرتے
 دیر لگتی نہیں دعا کرتے
 ہم کہا کرتے تم سننا کرتے
 ان کو دیتے نہ ہم تو کیا کرتے
 رات دن بھر میں جفا کرتے
 نام پرتیسکر ہم مرا کرتے
 بیسکر دل ہی میں وہ رہا کرتے
 دوستی کا توقع ادا کرتے
 کچھ دوا کرتے کچھ دعا کرتے
 عشق تجھ سے نہ بے وفا کرتے
 حشر ہی ورنہ وہ بیا کرتے
 ہم فدا ہوتے ہم فدا کرتے
 صدے تجھ سے ہم ہوا کرتے
 آنکھ اپنی جو سرسار کرتے
 کام اگر نالہ رسا کرتے

کوئی ہم بھی اگر خط کرتے آنکھ تلواروں سے ہم ملا کرتے وہ نہیں کرتے اسکو با کرتے	پھر تو واجب تھی آپ کی خفگی سے تمنا یہی ہی اراں میں تمنا تو اپنی کہدیتا	
۱۵	جان ہی دیدی ہے آخر نطق مرض غم کی کیا دو کرتے	نمبر ۱۴
سچ سچ تو بنا دیجئے آتے ہیں کہاں سے فرماتے ہیں وہ اگلی آفت یہ کہاں سے آنکھوں کے سمجھ لیتے ہیں کسے نہ زباں سے بہلاتے ہیں دل عہر میں ہم یا رہاں سے تلوار سے ہوگا نہ کبھی نوک سناں سے نہایت جو مگر ہو گئے تیرے کہاں سے دیکھو تو کہاں لائی ہے تقدیر کہاں سے تلاؤ تمھیں لاؤں تو میں لاؤں کہاں سے میں تیری شکایت نہیں کر نیکا زباں سے جلتے ہیں شب و روز مرے سوز نہاں سے دیکھو تو ذرا دیدہ چشم نگراں سے کیا تجھے کہیں آئیں ہیں کس طرح دہاں سے ہر روز نیا دل تمھیں ہم لاؤں کہاں سے ہر روز مناد اک نیا اٹھتا ہی جہاں سے	ہوتا ہے شبہ آپ کی اس طرزیوں سے گھبرائے بہت پھرتے ہیں اب میری فغاں سے مکن ہے کھپ جائے جو ہوا کے دل میں وہ ہوتے نہیں پاس تو ہے یاد ہی انکی ناز اور ادا سے ترے جو کام کہ ہوگا تہمت میں غلط سب مرے الزام میں چھوٹے کوچہ جو چھٹا اسکا تو فردوس میں ہو پچھا نالوں کو جو روکے رہوں یہ مضبوط طاقت ہوں لاکھ تھم لاکھ ہوں صد صرے دلیر قلب و جگر و جان و دل اور یہ تن لاغر کیا دل کی ہے حالت کے کیا قلب کی حالت جا کر تری غفل میں وہ حالت ہوئی دلی تم مشتق جنا کیلئے دل چاہتے ہو روز جاتو بھی وہاں لے فلک خانہ برانداز	
۱۱	یہ جان ہی دینے کو ہیں تیرے ہمیشہ گھبرائے ہوئے نطق میں اس طرح جہاں سے	نمبر ۱۵

<p>واقف نہیں تم نطق سے باتوں کا دھنی ہے یہ بھی تو ہو معلوم کہ کیا دل میں ٹھنی ہے یہ حسن کا عیش ترہ تمہیں اللہ غنی ہے سننے ہیں کہ غیور کا بھی اب لائے چھنی ہے الف حق عشاق میں ہیرے کی کنی ہے پیش آئے گی ہر شخص کو جو کچھ شہنی ہے انجار محبت کی بھی کیا چھاؤں گھنی ہے منصری کا ستر اہیج وہ شیریں دہنی ہے سوفار کی ہے نوک کہ نیرے کی انی ہے خالق کی عنایت سے طبیعت وہ غنی ہے</p>	<p>کر گذر بگیا یہ بھی وہی جو دلین ٹھنی ہو تم آتے نہیں جان پر اب اپنی بنی ہے رہکتے نہیں نبوت سے قدم اپنا زمین پر صد شکر کہ مدت کی تنائیں برائیں کی جسے محبت وہ گیا جان سے اپنی رُو کے نہ رکے گی یہ کسی طرح کسی سے آرام یہاں لیتے ہیں الفت کے مسافر خطا آیا ہے کیا تری تقریر میں جھکو دل چھید گئی اک نگہ ناز کسی کی کونین کی دولت نہیں لیتے نہیں لیتے</p>
--	--

۱۹

ہیرے کی کنی چاٹ کے مر جاؤں تو اچھا
اے نطق مزاجان پر اب اپنی بنی ہے

نمبر ۳۱۶

<p>تھارے ظلم کی ہے انتہا بھی بھری شوخی بھی انیس ہے حیا بھی ہے دل اس ماہ پارہ پر فدا بھی مگر کچھ آج تک تم نے کیا بھی مگر کبخت آ پہونچی حیا بھی مری قیمت سے روٹی ہو تضا بھی ہے میری جان کی دشمن حیا بھی گیا بھی اور واپس آ گیا بھی مرے پہلو میں وہ کبخت تھا بھی</p>	<p>تفاضل بھی ہے اور جور و جفا بھی نزاکت بھی ہے اور ناز و داد بھی اٹھا سکتا نہیں جور و جفا بھی مرے نالو ہو سکنے کو رسا بھی امید وصل شوخی سے بندھی تھی نہ آئے وہ نہ آئی موت میری اڑی رہتی ہو یہ بھی وصل کی شب مرتا بند ہے یا یک صبا ہے بتاؤ دل تمہیں کیونکر میں دیا</p>
---	---

<p>تھارے افئی گیسو کا کاٹا یہ کیا پردہ میں ہو کر دھو لے ہو تھیں تم نبویاں ہو یا وہاں ہو کوئی مرجائے اسکا غم نہیں ہے تری آنکھوں کی گردش ہی جو ایسی یہ کیا آٹھوں پر جو رستم ہے ترے رستے میں جو جٹ لگے ہیں زباں دینے کو کیا سوار دی ہے خدا ایسا کرے وہ دن بھی آنے</p>	<p>تھیں کہہ دو کوئی زندہ بچا بھی اٹھے پردہ تو کچھ آئے نہ آئیں دو عالم میں ہے کوئی دوسرا بھی قیامت ہے کلیجہ آپ کا بھی کہ گردش میں پڑے ارض و سما بھی بھٹا بھی لوگ کرتے ہیں فنا بھی فنا کے ساتھ انکو ہے بقا بھی کیا ہے آج تک عدہ فنا بھی ترے رستے میں ہو جاؤں فنا بھی</p>
--	--

<p>نمبر ۳۱</p>	<p>توں کے لوں قدم کیونکر نہ لے اطلق خوشامد سے تو راضی ہے خدا بھی</p>
----------------	---

<p>وہ لطف وہ اخلاص و کرم آپ کا ہے تم میں جو نہیں ہے تو نقطہ رحم نہیں ہے ہم جام تھیں بھٹکے دیں تم جام ہیں و کیا باعث انسر و دل پرچہ رہے ہو اسان نہیں بوالہو سو دل کا لگانا آنا جو بہ منظور تو پھر بات ہی کیا ہے مجبور ہوں کس طرح کر دل عرض تم سے ہر وقت یہ آتی ہے نذران میں میرے اللہ ری انبایت اللہ ری محبت وہ دن بھی کبھی آئے گا وہاں بھی ہوگا</p>	<p>فرمانی اگلا سا مزاج آپ کا ہے ورنہ جو صفت چاہئے انسان میں سب لے جان ہماں لطف تو مینوشی کا ہے پیکا جو میں میٹھا ہوا ہوں کچھ تو سب ہے دن رات پریشانی جو دن رات تعب ہے کھر بھی مرا نزدیک ہے تار یک بھی شب ہے عادت بھی مری یہ نہیں اور سوراہ ہے دل ہی میں ترے بیٹھے ہیں وہ چکی طلب ہے عاشق یہاں مڑا ہوا عیش و طرب ہے بجائے گی وہ چیز مجھے جسکی طلب ہے</p>
--	--

<p>۱۰</p>	<p>افسوس کہ تم نطق سے واقف نہیں بلکہ تنگ آفاق میں نشیدائے حسیں اسکا لقب ہے</p>	<p>منہ ۳۸</p>
<p>دشمن سے آج اُن سے بری طرح چھین گئی نہ آرزوئے بوسہ سبب ذوق نہ گئی اچھا ہوا جو زندگی پر محن گئی اک لحظہ بھی نہ سینے سے یاد وطن گئی افسوس ہے کہ عشتہ در در سن گئی شرم و حیا نہ آج بھی لے گا بدن گئی ناحشر بھی نہ اُسکی جہیں سے شکر گئی افسوس اب وہ سوزش زخم کھن گئی یاد تباں نہ دل سے نہ سیر محن گئی</p>	<p>تقدیر میری بگڑی ہوئی تھی وہ بگڑی دل سے نہ یاد عارض نہیں بدن گئی، مر کر کنار قبس میں سوتے ہیں مین سے خوبت میں بھی تائے رہی رات دن تجھے ہر بولہوس کو اب تو ہوا شوق درد عشق سہلج رات وصل کی اور عقد حجاب چیں برجیں وہ مجھے جو اکبار ہو گیا کیا کہئے جس سے ملنا تھا کچھ لطف زندگی گو عمر اتنی آگئی لیکن جناب نطق</p>	
<p>۱۰</p>	<p>واقف نہیں ہیں نطق سے کیا آپ جنک سرگزدا اسکے جی میں جو اکبار ٹھن گئی</p>	<p>منہ ۳۹</p>
<p>بیچھے اُٹھے اُسے شوق وصال یار ہے آنکھ جادو کی بھری سحر حلال یار ہے دونوں عالم میں وہ شکل بہتیاں یار ہے ہر کس و ناکس کو کیوں شوق وصال یار ہے دل ازل ہی سے ہمارا پامال یار ہے کسے دوش نہیں ہمیں شکل شال یار ہے بڑھکے طوطی سے بھی کچھ شیریں مقال یار ہے حور ہوشیدا وہ حسن لازم ال یار ہے</p>	<p>دل مرا آٹھوں پہر محو خیال یار ہے اک نگاہ ناز میں ہوتے ہیں غلظت عالم عاشق اس کا ہر بشر وہ انہ اکا ہر ملک مند را و مسجد میں ہے شیخ و برہن کا ہجوم نام کی تو انکے رٹ تخلیق عالم ہی سے ہے نیک لک بے شک گل رشک بری ہو رہے نغمہ سنجی اسکو کہتے ہیں نہیں گیفستگو برق خود محو تجلی جسمال یار ہے</p>	

مدح مجھ ناقص سے کیا ہوں چرچ کی	نطق عاجز ہے وہ حسنِ اکمال یار ہے
نمبر ۳۲	وہ نہیں موجود تو پیش نظر تصویر ہے اس قدر دل نطق کا محو جمال یار ہے
۲۵	
<p>ہے شوخی تہ غمزہ اک بلا ہے خلائق کا جو دل پیر خدا ہے برابر آنکھ بھی کرتے نہیں وہ مرے دلمیں وہ مثل بونہا ہے زمانہ کا تفسیر کچھ عجیب ہے نہ دو دیدار میں کہ دلمیں رہ کر اگر تمہیں شاد تو مر مثلاً دل ہزاروں بگینا ہوں کا ہے مشہد پکاروں کس کو میں دقتِ مصیبت ابھی پہلو میں تھا دل لگی کیا کون وہ ہیں گلہائے داغ دل شگفتہ پڑی جیسے وہ بھل ہو کے ٹڑپا ذرا کوئے تباہ کی بھی تو کر سیر کہیں گا کوئی کیا کچھ دل میں سوچو بڑا کہتا ہے داغ رند کو کیوں گلی میں انکی یہ دیکھو تو اندھیر خلط انداز نظروں سے تمھاری شبِ فرقت یہی دونوں ہیں بولیں</p>	<p>قیامت آپ کی ہر ہر ادا ہے تمھاری شکل ہی وہ دلربا ہے بھری یہ آنکھ میں شرم و حیا ہے نہ میں اس سے نہ وہ مجھے جہا ہے ابھی کیا تھا ابھی پھر کیا ہے کیا تمھارے جو رک کی بھی اتنا ہے بتاؤ اس میں میری کیا خطا ہے زمین کوئی جاناں کر بلا ہے نہیں میرا کوئی تیسرے سوا ہے قیامت طرفہ تر یہ ماجہ ہے ہمارا دل بھی باغ و گلشا ہے نظر تیری ہے باتِ ترنسا ہے تری جنت میں زار کیا دہرا ہے مردت ہے نہ کچھ شرم و حیا ہے جو تیرا ہے وہ اسکا بھی خلا ہے ہمارا دن و صاڑے دل ٹٹا ہے موسماں ہر جگہ محشرِ بپا ہے سے تالہ اور آہ تالہ سا ہے</p>

<p>سراسر جھوٹ ہی مکر و دغا ہے جفا کیا جب سے ہزار کیا و فلسفہ اگر جذبِ محبت پر ہنسنا ہے یہ کتنا کون ہے زنگِ حنا ہے تیرے عاشق میں اب رہ گیا گیا ہے نوشی حق میں میسر بال ہوا ہے</p>	<p>تھامی الفت اور غیروں کے بللیں حسینوں کو نہیں معلوم اتنا پونجی جاؤنگا ان تک گرتے پڑتے عباس ہے سُرخِ خوں جلدِ پایے نقطہ ہے استخوانِ و پوستِ باقی منعِ غم سے نہیں چھوڑا کہ یہ م</p>
<p>جو تم بیزار ہو صورت سے مکی تو نطقِ خریں کا بھی خط ہے</p>	
<p>سہرا جو شبِ بایش کی ازستہ و اسرار میں حقیقتِ مصنفِ گلچ میں بڑھتا تھا لکھا گیا</p>	
<p>گو زندہ سکتا نہیں ایسا کبھی انسان سہرا گاتے ہیں گلشنِ فردوس میں رنڈواں سہرا سجست پر اپنے نہ کیوں آج ہونا زان سہرا آنکھیں خیرہ ہیں یہ ایسا ہے درخشاں سہرا اُس سپرہِ نارِ شعاعی کا درخشاں سہرا جو م لیتا ہے قدم ہو ہو کے قریاں سہرا ہو گیا رشکِ بہارِ چنستاں سہرا تو نے بانہ ہا ہے جو یہ آج درخشاں سہرا تیرے سر پر جو ہے کہ بہت آج ہونا زان سہرا بچھو میمون و مبارک کرے یزدان سہرا</p>	<p>گو زندہ لائے ہیں فردوس سے رضواں سہرا تیری شادی کی خوشی اتنی ہوئی ہو سکا تو نے یہ اوجِ روا اسکو چڑھایا سرور مے کے زارِ شعاعی سے بنا ہے شاید پھول سے گال پہ یہ پھولوں کا سہرا کیا خوب جھوم کر تیری ہلائیں یہ لیا کر اسے مختلف رنگ کے پھول اور دھمیش کے نار لوگ ہر سو سے چلے آتے ہیں نظارے کو کیا خبر ہے تجھے لے ناز و نزاکت دے لے سب دعا نطق کی لے ماہِ منیر اب اتنی</p>

سہرا بقرب شایہ نور نظر نخت جگر سید محمد نور احمد سلمہ فرزند اکبر صنف
جو پختہ سید آل سول صاحب کن میران بک ضلع گیا در ۱۹۲۱ء انجام پائی لکھا گیا

کبا خوش اہلوب ہو نوشہ سے سر پہرا تیسے داتا کے لئے حلقہ جنت آیا کیا خیر چھکو کہ برسوں میں یہ تیار ہوا تو ہے نخت جگر اتم و اب و جدائے شاہ ہو گیا جب کرم آل نبی آل رسول ہو مبارک بخشے لے نور نظر نور ہدا فوط عشرت میں کھلے جاتے ہیں سر کے پھول یہ قرآن دولہ دولہن کا ہو قرآن السعید لائے ہیں آج یہ ہم دولہ دھن کا بطن نطق کو اسکی خوشی کیوں نہو ارجان پد	خلد سے لائی ہیں حوریں بنا کر سہرا خلد سے تیس کر لئے نہ کیوں کر سہرا تا رجاں سے رے ماں باپ کے بکر ہوا چاہئے مارگ جاں کا ترے سر سہرا باندھا اخلاص و محبت کا ترے سر سہرا تیر می شادی کی گھڑی نورین خوش سہرا نغمہ سحان خوش آہنگ سے بڑا کر سہرا ان کی آئندہ کی خوشیوں کا ہو محضر سہرا ان کی اولاد کا کائناتیں بنا کر سہرا اسکو بیا رہے رگ جان کے برابر سہرا
--	---

نطق کا فرزند جب پیدا ہوا نام رکھا اب نے نور احمد کے نکرتاریخ ولادت جب ہوئی	نور سے اسکے ہوا روشن جو گھر پیارے لڑکے کا ماتھا جو ہم کر یوں کیا مالتف نے کاندہ سے نور احمد
--	---

جب دیا فرزند حق نے نطق کو نکرتاریخ ولادت جب ہوئی یہ مبارک چھکو خوش طالع سہرا	اس نے نام عین احمد رکھا کان میں اسکے یہ اتف نے کہا لکھدے اسکو اتف پر بادلیا
--	---

قطعہ تاریخ ولادت سید محمد فخر الہدی خلف اصغر نطق۔ از مصنف

پیدا ہوا نطق کا پسر ایک	نازل ہوئی جب خدا کی رحمت
فخر الہدی نام اس کا رکھا	گھر بھر کو ہوئی بڑی مسرت
تس سال ولادت اس پسر کا	اُس نے لکھا باریہ فضیلت

قطعہ تاریخ ولادت سید محمد آفتخار الہدی نبیرہ نطق۔ از مصنف

ہو گیا فضل خدا جب نطق پر	ایک پوتا اسکے گھر پیدا ہوا
کچھ نہ پوچھو کیا خوشی اسکی ہوئی	ہر طرف تھی لو مبارک کی صدا
سنہ تو لید نبیرہ نطق نے	افتخار الہدی آج لکھا

رباعیات

سے دونوں جہاں میں یاد شہرت تیری	عزت تیری ہے اور وقعت تیری
تو ایک ہے اور جلوہ گر ہے ہر جا	وحدت میں عیاں ہے شان کثرت تیری
اللہ اللہ سے شان رحمت تیری	پائی آدم نے شکل و صورت تیری
کیا پاک کیا خاک کو آ حسہ کہ ملی	اک خاک کے پتلے کو نیا بت تیری
بندوں سے ہو کیا زہد و عبادت تیری	ہاں دل میں وہ رکھتے ہیں محبت تیری
کی ہے نہ عبادت تری کر سکتے ہیں	تو بخش دے انکو تو ہے رحمت تیری
کیونکہ یہ کہوں لائق تعذیر نہیں	کیونکہ یہ کہوں کی کوئی قصص نہیں
کسوت رہا نطق نہ تجھ سے خافل	کب دل میں رہی بتوں کی قصہ نہیں
جب کچھ بھی نہ تھا تھی ذات تیری محمود	اسے رب جہاں ذو الجلال والحدود
کیونکہ نہ رکھوں آس تیری رحمت کی	میں عبد گنہگار ہوں تو ہے معبود
الفت تو ہر انسان کی فطرت میں ہے	اسکا تو خمیر اسکی طبیعت میں ہے
سب بیچ ہیں دنیا کے مزے یاد ہے	ہے لطف اگر نطق محبت میں ہے

<p>اسلام سے منکر ہوئے بت کو پوجا سچ یہ ہے کہ اس عشق میں کیا کیا نہ کیا بھولے سے نہ پاس اسکے جانا بہتر اس جانشینی سے زہر کا کھا بہتر معلوم نہیں میری تمنا کیا ہے آئندہ نہیں جانتا ہوتا کیا ہے مر جائے کسی سے مگر الفت نہ کرے انسان کسی سے بھی محبت نہ کرے اقبال کے خورشید کی نور ہے خلق لے نطق حقیقت میں وہ اکیر ہے خلق بشر اجد پنا جہالت چھوڑو ہو خاک اگر آگ کی نصیحت چھوڑو داود و دہش وجود سے لبر کام ہے دن رات لب نطق پہ دشنام ہے دل خوش ہے کسی بات کا تلو نہیں عمر دینا ہے یہاں پہونک رکھتا ہے قدم تھا عارضی لطف زندگانی ہکو پیری میں جلی چھوڑ جوانی ہکو</p>	<p>دیگر دیگر دیگر دیگر دیگر دیگر دیگر</p>	<p>کس سے کس سے رستہ کلیہ کا لیا کر ترک وطن خاک گلی کی چھپانی عشق و الفت سے دل چرانا بہتر یٹھی یہ چھڑی ہے حق عشاق میں نطق کیا بات کا غم ہے مجھے سودا کیا ہے ہے اول عشق میں یہ حالت میری ان حوروں کی جانب کوئی رغبت نہ کرے بدائش حسینان جہاں ہیں سارے عالم میں عجب نسخہ فسخیر ہے خلق دولت عزت حکومت اس سے حاصل ہر بات میں لڑ پڑنے کی علوت چھوڑو بھڑکانہ کرو شعلہ بھبھوکا بن کر دن رات خیال کرم عام رہے ایسا نہ ہو مر جانے پر لے نطق ہو حاصل ہیں تمہیں گرچہ خدم اور شرم اس بات کا لٹہ تمکب نہ کرو دو دن کی نقطہ تھی شادمانی ہمسکو اب خاک لے لطف ہمیں جینے کا</p>	<p>دیگر دیگر</p> <p>اللہ اللہ وہ شادمانی میری آخر کو جھلک دکھا کے ایسی جلدی کچھ ہمسکو مزہ نہ زندگانی کا ملا</p>
<p>جس وقت کہ آئی ہے جوانی میری برباد ہوئی یہ زندگانی میری کچھ لطف نہ عیش دکا مرانی کا ملا</p>	<p>دیگر</p>	<p>اللہ اللہ وہ شادمانی میری آخر کو جھلک دکھا کے ایسی جلدی کچھ ہمسکو مزہ نہ زندگانی کا ملا</p>	<p>دیگر</p>

بہ ہوش سنبھالا تو بڑا بوجھ ایسا	خط نطق ہمیں نہ کچھ جوانی کا ہلا
کیا نقش بر آب تھی جوانی میری	بیداری کا خواب تھی جوانی میری
اک لہریں دریائے تفکر کی مٹی	ایسی ہی حباب تھی جوانی میری
کیا ایک حباب تھی جوانی میری	یا نقش بر آب تھی جوانی میری
یوں آن کی آن میں ہوئی ہے غائب	کیا تیر شہاب تھی جوانی میری
پر جوش کمال تھی جوانی میری	کیا دم کا د بال تھی جوانی میری
دیکھا نہیں لیکن اس کو آنے جانے	اک خواب و خیال تھی جوانی میری
اک برقی مثال تھی جوانی میری	ہاں کس سال تھی جوانی میری
کچھ دن بھی مرے پاس ٹھہری نطق	کیا خواب و خیال تھی جوانی میری
کیا باد کا جھونکا تھی جوانی میری	کھلتا ہی نہیں کیا تھی جوانی میری
اک سنگ حادث کا لگا ٹوٹ گئی	مٹی کا کھلونا تھی جوانی میری
بدنس سراپا تھی جوانی میری	بید روی کا پتلا تھی جوانی میری
کب آ کر گئی دیکھا نہ میں نے اسکو	کیا باد کا جھونکا تھی جوانی میری
ہیکار گئی یہ زندگانی افسوس	دودن بھی ملی نہ شادمانی افسوس
کچھ دن بھی دیا نہ ساتھ لئے میرا	پیری میں گئی چھوڑ جوانی افسوس
کیسا ہے یہ خواب ناز غفلت ہیات	کیا گھیرے ہوئے جو انکو کبت ہیات
پستی میں پڑے ہیں اور جس کچھ بھی نہیں	ہیات مسلمانوں کی حالت ہیات
درخشن ز گل غنچہ نشگفتہ ہے	از سفتہ درے گو ہر ناسفتہ ہے
ایں قول محقق است پیش عقلا	لفظی کہ نگو نہ بدونا گفتہ ہے
کیونکر کہیں ہم اسکو کہ فرزانہ ہے	وہ عقل و حس درے صاف بگیا ہے
بے ہرود فابے زال دینالے نطق	مجنوں ہے جو اس کیلے کا دیوانہ ہے

نہاں ہوئے نطق تم اب کے دن کے	دگر	تہلاؤ ذرا سوار گن کے
یہ عمر شریف اور بتوں کی اُلفت		رندی نہیں شایاں کبھی اس سے
حالت ہے جو عیار کی دیکھی بھالی	دگر	دن رات فلک پر ہے دماغ عالی
کیونکر نبھے ایسوں سے بناؤ نطق		بجتی ہے سدا دونوں ہی ہاتھوں عالی
اس امر میں ہر شخص ہے غلطان بچاں	دگر	جو لوگ مسلمان ہیں در بزم جہاں
خود علم و ہنر مال و دم سے خالی		ہے فخر کہ بودہ پدر من سلطان
خوبان جہاں کی لن ترانی دیکھی	دگر	بلبل کی ہزار داستانی دیکھی
اے نطق یہ خواب تھا جو نکھیں کھلیں		ہر شے کی حباب زندگانی دیکھی
ہم کہنے نہیں کوئی میسا ہوتا	دگر	پریش ہی کو بیمار کی آیا ہوتا
آپڑتی ہے جب کوئی صبیحے نطق		سچ ہے کہ نہیں کوئی کسی کا ہوتا
دُنیا سے سفر عدم کا کرنا بہتر	دگر	اے نطق جہاں سے گدزا بہتر
جب روح رواں کو کوئی راحت ملے		اس طرح کی زندگی سے نزا بہتر
دولت حشمت نہ کچھ خربے کا ہے	دگر	دنیا میں تو لطف کھانے پینے کا ہے
جب رات نہیں تو لطف کھانے کا کمال		کیا فائدہ نطق ایسے جینے کا ہے
عزت سے رہو ہوس جو جینے کی ہے	دگر	بے آبرو و روش کی ہے
کیا قدر جہان میں ہے اسکی نطق		اُتری ہوئی آب جس نیکنے کی ہے
کیا تم سے کہوں کہ حال اب کیسا ہے	دگر	جس حال میں رکھے وہ ہوں زیبا ہے
ضبط اچھی نہ بقدراری اچھی		راضی بہ رضا ہو کے رہوں اچھا ہے
کیا چیز محبت بھی ہے اشار اللہ	دگر	اک نعمت پر لطف ہے خالق پر گواہ
وہ لذت درد و خط آہ و نالہ		عاشق کے سوا کوئی نہیں ہو گاہ
جو وقت ملے اُسے غنیمت تو جان	دگر	ہر خط کو اک خدا کی رحمت تو جان

جو کام کرنا ہے اُسے کل پہ نہ مال
 ہے اُنس تو انسان کے آبِ گل میں دیگر
 جس دل میں محبت ہو پھر فرق ہو کیا
 ان پر یوں کے سمت کوئی رغبت کرے دیگر
 لکھا ہے کسی کی لوحِ تربت یہ ہو
 انہائے زماں جانتے ہیں سہا ہمو دیگر
 اس پر یہ نماشا ہے کہ اللہ اللہ
 کو ششش ہے شے جہان سے نامِ سلام دیگر
 بیکار ہیں کو ششش یہ اس سے کدو
 دیکھو تو جہان نے لی ہے کیسی کر دھ دیگر
 آزادی کی طالب ہے یہ کھلم کھلا
 پیری ہو بچی شبابِ خست جواب دیگر
 اے نطق کرو بیٹھ کے اللہ اللہ
 دنیا سے لگا دل نہ اگر دانا ہے دیگر
 اس سہتی ناپید میں دو دن ہے قیام
 لے نطق نہ ان آنکھوں نے کیا کیا دیکھا دیگر
 جو دوست تھے دشمن وہی نکلا آخر
 حسن اور محبت میں کبھی میل نہیں دیگر
 آنکھوں میں حسینوں کی مروت تو بہ
 خوش ہوتا تھا کیا نفسِ دغائی میرا دیگر
 بنشا تو نقطہ اُسکے کرم نے بخشا

دو چار ہی ساعت کی ہر مہلت تو جان
 کیونکر نہ محبت ہو بشر کے دل میں
 ایسے دل بیدار میں اور اک ل میں
 مرجائے مگر ان سے محبت نہ کرے
 انسان کسی سے مرد الفت نہ کرے
 ہیں نفع و لطف کے یاد کرتے ہمو
 سمجھا ہے عددِ بچہ کتب ہمو
 کھینچے ہیں عدو نے اسلئے تیغ و حسام
 مٹنے کا نہیں نام یہ مار و ز قیام
 تیار ہوئی ہے قوم کیسی جھٹ پٹ
 بیٹھے جو کوئی ناچنے کیسا گھو گھٹ
 دنیا کی سیر کاری سے فرصت جواب
 جو دم کہ گزرتا ہے غنیمت جواب
 عالم یہ مسافر کا سہرا خانہ ہے
 سب چھوڑ کے آخر کو چلا جانا ہے
 بد آنسی و کج خلقی کا نقشہ دیکھا
 دنیا کا عجب ہمنے تماشا دیکھا
 عشقِ صنم سنگد لاں کھیل نہیں
 دیکھا جو بہت تو ان تلوں تیل نہیں
 مداح جو ہوتا تھا فدا فی میرا
 کام آیا نہ کچھ نہ ہر ریائی میرا

سمجھے ہی نہیں کچھ حق و باطل کیا ہو
 غیبتِ بنجوت سے دل جو خالی نہوا
 دن رات پریشانی ہو دن رات ملال
 گھبرائی ہے دنیا سے طبیعت ایسی
 کیوں بیاہ کا نام خانہ آبادی ہے
 دن رات ہو کوفت خانہ جنگی ہر وقت
 بستی میں گرا جو بکشتان میں ڈوبا
 پرواز ہے مرغِ خاکساری کا بلند
 دنیا میں تو کیا کہوں کہ دیکھا نہ ملا
 مجھ عبد گنگا رہے پر اتنی شفقت
 اے نطق وہ پر لطف ہے چاہت کا مزا
 مٹی میں ملے خاک بھی وہ ہو جائے
 الفت میں ہوئی یہ زندگانی برباد
 کس کو ششیں راہ پر نہ آیا وہ پری
 جائے گی ابھی یہ لن ترانی برباد
 ممکن نہیں کھینچ لے وہ اسکی تصویر
 میں نے مانا کہ تمکو دولت بھی ملے
 کب فائدہ تمکو ان سے حاصل ہوگا
 اولاد کا ہونا ہو اگر شاق درست
 لڑکوں کی ہے آجکل کے حالت یہی
 کس سے کہوں ہائے مصیبت دلی
 جانا نہیں مصیبت میں داخل کیا ہے
 پھر صوم و صلوة و حج کا حاصل کیا ہے
 ہے عیش و سرور کی گھڑی خوابِ خیال
 دور و زکا جینا بھی مجھے اب ہم دال
 میری تو سمجھ میں خانہ بربادی ہے
 بنفکری ہو اب وہ نہ وہ آزادی ہے
 کی جس نے سرکشی جہان میں ڈوبا
 اونچا جو ہوا تو آسمان میں ڈوبا
 دونوں عالم میں کوئی تجھ سا نہ ملا
 حق یہ ہے کیسکو ایسا مولانا ملا
 مل جائے کسی کو اگر الفت کا مزا
 دل سے نہیں جانا ہے محبت کا مزا
 افسوس گئی مری جوانی برباد
 کیا میری گئی ہے جانفشانی برباد
 ہو جائی گی اس کی جانفشانی برباد
 سب جائے گی جد و جہد مانی برباد
 عزت بھی ملے جہاں میں شہرت بھی ملے
 یہ سب جو ملیں تو تمکو صحت بھی ملے
 دنیا میں رہے مرد اگر طاق درست
 آداب و دوست اسکے نہ حلاق درست
 فرقت میں جو ہو گئی ہے حالت دلی

یہ سوکھ کے اس طرح ہوا ہے لاغر ہے خون کا دھبہ یہ ہی صورت دلی

واسوخت

اسکے بارہ ہزار نامہ طالب علمی میں جسکے مصنف نے انگریز کا امتحان ۱۸۹۷ء میں دیا تھا لکھے گئے اور تیسری
۱۹۰۶ء میں شائع ہوئے ہیں

تاجا جو رستم سے نہیں ہے بد خو	بھو لکر نام ہمارا نہیں لیتا اب تو
محفل عیش دئے نئے ہو اور جام و سبزو	رات دن رہتے ہیں اغیار ترے ہم پہلو
آٹا کجا خون جگر دیکھ کے پتے اڑیں ہم	تاجا کجا سوئی قسمت کا گریں ہم ہاں ہم
یہ تو سچ ہے کہ میں مشرق بھی بد کردار	جنگ جو اور حبشہ کا رستم کھیار
اپنے دھارے سے مکر جاتے ہیں یہ سو سوار	قتل پر رہتے ہیں جلاد ہمیشہ تیار
ظلم پر ہر گھڑی ہر آن سے ہتے ہیں	دفر جو رستم کے گلے رہتے ہیں
تھکسا لیکن نہ جاں میں کوئی ہو گاپے پر	بے سبب جو ہوا سپر کہ جو ہو بے نصیر
ہو خطا غیر کی لیکن ہو ہماری تعذیر	اپنی قسمت کا یہ لکھا یہ ہماری تقدیر
ہم رہیں دل سے فدا جان کہ قرباں کریں	بھو لکر سنا کبھی آپ بچہ دھیان کریں
ہم تو وہ لکھے کہ حسینوس رہا کرتے تھے دور	دھیان میں بھی نہیں لاتے تھے بری ہوا حور
انکی صورت سو تو کیا نام سے انکے تھے نفوذ	انکی صحبت سے گریزاں تھے بسان کا نور
انکی صورت نہ ہیں کبھی نظر بھائی تھی	انکی صحبت ہمیں بہودہ نظر آتی تھی
جب کبھی حسن تیاں کا کہیں چرچا ہوتا	ایسی باؤں سے اچھا تھا بہت الہیرا
ذکر ایسا جو کبھی نرم احباب میں چھڑا	بھو لکر بھی قدم اس نرم میں ہرگز نہ رکھا
میں جو سنتا تھا کہ طرہ جو کسی کو کوئی	سنت حیرت تھی کہ مر جا اب بے فکر کوئی
اپنی قسمت سے خبردار نہ تھا میں اٹھلا	لاکٹن سے بھی سر برہی آئی سگی بلا

تیری الفت نے دیے بھگو وہی دن کھلا	ہاے افسوس مجھے اُنے کہیں گانہ رکھا
مور درخج والم تیری لگاؤٹ نے کیا	موج جو رستم تیری بناوٹ نے کیا
پھانسنے کو مرے کیا کیا نہ بائیں باتیں	بھگو جل دینے کی کیا کیا نہ کالیٹھ باتیں
نقش و تعویذ میں منت میں بسر کیں باتیں	رات کی نیند کو آرام کو مار بس باتیں
باتیں کیا کیا نہ بناوٹ کی نائیں لسنے	راہیں کیا کیا نہ لگاؤٹ کی نائیں لسنے
آسمان لامرد عاؤں کا ہوا تیری اثر	جان کا ہوش رہا بھگو نہ کچھ تن کی خبر
عقل و دانش خرد و ہوش ہوے کم کیر	چاہ الفت میں گرا آہ میں اندھا ہر کیر
یہ نہ سمجھا کہ برا ہے مگر انجام اسکا	خون فاش کو دلا نا ہر سدا کام اسکا
غصہ جس کیں ڈرتا تھا وہ دن آ پوچھا	تنبہ کچھ دن بھی نہ الفت کا طریقہ بڑا
لگیا تھوڑی سی دن پر مجھ اذیت کا نرا	مخل عشق مری ہو گئی گرداب بلا
پچھڑ کرنے کیلئے ہر گھڑی تیار ہوئے	جان لے لینے کو تم دیئے آزار ہوئے
غیر سے کہتے ہو تم حبیب گریباں اکثر	میں مروں یا کہ جیواں کو نہیں اسکی خبر
ہر غصہ جیسے جبار سہتے تو تم آٹھ ہر	میں تو میں میرے تو سائرتے بھی کرتی ہر جھڑ
کیا محبت کا مروت کا تقاضا ہوئی	دائیں سوچو کہ الفت کا طریقہ بڑی
کچھ بھی غیت سنا تھے ہاں اسے بت نہ نکالیں	آنکھ میں تیری مروت کی جگہ خال نہیں
غیر سے کہنے میں ذرہ بھی تجھے باک نہیں	یہ مثل بیج ہے کہ کیا کھائے جو ہنک نہیں
اکلمہ پر مٹنے لگا غیر کا افسوس یہ ہی	بھڑ کو تو غیر سمجھنے لگا افسوس یہی
بزم اغیار میں رہتے ہو رہو اچھا ہے	ہم کو اس بات کی سمجھو تو کہ کیا یہ دہے
لکھنؤ گو نہ رہا پھر بھی ابھی اتنا ہے	ایک سے ایک حسین حسن میں وہ کیا ہے
کوئی ذہرہ تو کوئی چاند کوئی سوچ ہی	کیا نیاز نگ نیاز وپ سنی سچ و جھج ہے
آپ کیا سمجھے کہ دنیا میں جس طرف ہیں آپ	نالی ہو ملک از ہر جہیں صرف ہیں آپ

خاتمِ حسن کے بسا ایک گیس صرف ہیں آپ	زینتِ زینت وہ گلزار میں صرف ہیں آپ
آپ ہی آپ ہیں بس خلقِ خدا خالی ہے	نہ یہ جو حسن کسی میں نہ یہ عنائی ہو
گنتے موجود ہیں گل رشکِ جن دیکھو تو	آنکھ تو کھولو ذرا مشفقِ من دیکھو تو
حور و شہ زہرہ جہن تو بہ شکن دیکھو تو	گنتے اس شہر میں ہیں غنچہ دہن دیکھو تو
ہے جہیں مہر تو ابرو میں ہلالِ معید	گوئی ہر رشکِ تر کوئی ہر رشکِ رشید
بندہ پرورد ہو محافِ احقر عاجز کا قصور	یہ نہ سمجھو کہ زمانے میں ہیں ہر اک حور
سیمیر بہتین در شکِ پری سپیکر نور	آپ کے بڑھ کے زمانے میں ہزاروں ہیں حضور
ساتھ اُس حسن کی سیرت بھی عجب در ہے	گوئی غارت گرا یاں تو کوئی کافر ہے
کیا تعجب ہے کہ اتنا بھی نہ تم نے سمجھا	عاقل اپنے کو کہا کرتے ہو تم نامِ خدا
دیکھ لو کھول کے قرآن ہے شاہد اسکا	ایک کو ایک پر اللہ نے فضل ہے کیا
ہیرا گوشت سے تو شیشے سے کہے بہتر	مہر سے سہ سے تو انجم ہو قمر ہے بہتر
دیکھ لیں سکوفرتے تو کہیں صلِ علی	میں بھی پیدا کروں اس طرح کا اک ماہِ لقا
حور شیدا ہو پری شیفہ عثمان ہو فدا	حسنِ ظاہر میں ہو وہ نور کے سانچے میں ڈھلا
ہو ہو نورِ سادات کا چرا ہوا ہوا	صنعتِ خالقِ برحق کا نمونہ ہو وہ
حسنِ اس کا وہ قیامت ہے کہ خالق کی پناہ	دیکھ کر اسکو حسیں بولیں کہ ماشاء اللہ
آدمی ہے کہ زمیں پر آتر آ یا ہے ماہ	حسنِ یوسف بھی نہیں ایسا تھا خالقِ ہو گوہ
دل کے اربان شبِ روز نکالوں اس سے	اُس نے لگاؤں تجھے ربطِ بڑھالوں اس سے
ہو ہوندار نہ دل پر کبھی آثارِ الم	باتیں خلاص کی ہوتی رہیں ہر لحظہ ہم
محفلِ عیش رہے دور ہو بزمِ ماتم	نہ غمِ دزد کسی کو ہو نہ کالے کا عشم
دل تو اسپر ہو فدا مجھے میں بنار رہوں	اگر الفتِ ترشکِ زمیں میں سرشار رہوں
خود جو آجائے سر بزمِ اُٹھاؤں مجھ کو	تو جو آئے کو کہے میں نہ ملادوں مجھ کو

جس قدر تو نے جلایا ہے جلاؤں تجھ کو	خوب دل کھوکے نہیں منہ کے رلاؤں تجھ کو
کوئی یاد نہ ہو درد کے جوف یاد کے	اپنے کردار کو اسے بُت تو بہت یاد کے
پاؤں پر سر رکھے روتا جو ہے آٹھ پہر	اسکی جانب تری منت نہ پھر نہیں نظر
بلکہ غصے میں میں نوکرتے کہوں جھلا کر	ہاتھ گردن میں لگا کر اسے کرے باہر
لاکھ منت کرے چنڈاؤں چھوٹے تیرا	ہاتھ تو پکڑے اگر ہاتھ مڑے تیرا
نکے پہلے تو ہوا جامے سے اپنے باہر	سخت دست اُسے کہا بچھو بہت جھلا کر
خاک پر لوٹنے آخر وہ لگا نیشل شر	دست بستہ یہ لگا کتنے وہ بادیدار
کیوں تھا آپ میں تبتلایے تقصیر میری	پہلے نقد پر سے سُن لیجئے تقریر میری
بدگمانی ہے غلط آپ کی بیجا ہے خیال	اصلیت کچھ بھی نہیں اسکی کہ جھکا ہوا لال
یہ بھی ہوا ک فلک تفرقہ برداز کی حیاں	بجھتا ورنہ ہے ہر ایک سے جسم کمال
لکھانے میں بکلی تم غیر کو دیکھا بھی نہیں	آج تک پاؤں کبھی طے نہ کیا لاجھی نہیں
کہہ کے یہ ہاتھ بڑھا کر وہ گلے سے لپٹا	جوشِ لفت میں لیا میری حبیب کا بوسہ
لبے لب لٹنے لگا منہ میں زباں بے لگا	آخر الامر مرے دل کو بھی پیار ہی گیا
اسکو لپٹا کے گلے نطق بہت پیار کیا	بوسہ رخسار کا اس ماہ کے سوا دلیا

قطعہ تاریخ از شاعر اکمال عالم بنیانِ خباب حکیم مولوی محمد میر حق صاحب
قیس لہوی

یہ سرمایہ نازِ نطقِ سنخورد	دکھا تا ہے طبعِ رسائی وانی
ہویدا ہونفوس کے شانِ سجش	عیانِ حق ترکیب کے مکنتہ دانی
سلالت کہیں ہو تو مقبولِ وراں	مناست کہیں ہو تو پاکِ زر گزانی
غزلِ مرثیہ جمنہ و سوخت سب میں	بھری ہو قیامت کی آوازِ لبانی

<p>بیاض و رقی عکس لوز معانی سنی قلیس نے دوتو کی نہ بانی کہ دستے ہو ترک شیوہ ابانی بہر طور طاعت کی دلیل ثانی چھپا نطق شفق کا دیرانی</p>	<p>سیاہی تحریر کحل البصر سے خبر کے ملبوع ہونے کی ہریم تجہ کی بھر پوری رنج کئے کی خواہش مگر باہر غلط سے مجبور ہو کر تو بہر جہتہ یہ سرعہ سال پایا</p>
<p>قطعات سال طبع دیوان آدم مولوی سید محمد امین نطق اعجاز رقم خاں غفرلہ علی مہم داکٹر از قلم زیبائے سید محمد حسین بدست سحر بندہ سحر دران خاکبائے ارباب کمال نازک خیال عالی دودماں جہاں</p>	
<p>حلی بند عروس گلشن نظم چہ خوش ترتیب داد این سخن نظم بیا اسے خوشہ چین خرمن نظم بدستش موم گشتہ آہن نظم ز فرط نور مسرور روشن نظم دراقتاں است ابر بہمن نظم ہر بین این جلوہ زار امین نظم خوشا شوخی شوخ برفن نظم پراز گھمائے معنی دامن نظم تجلی زار دشت امین نظم شد دامان محشر دامن نظم چو کر دم بدن سیر گلشن نظم ہر بار دل فرور گلشن نظم</p>	<p>جناب نطق شایق وادیہ ہے لاؤند طبع و فکر عرش پیما شرمندہ نخل فکر سنگ خوشا اعجاز و زور فکر عالی درختاں مطلع اش خورشید درختاں ز فیض دود شمع فکر روشن مرد پرورد چوں موسیٰ عراں تر ہے رنگینی گامائے مضمون ز فیض غلبند فکر زگیں چہ بینی گر نہ چشم کلیمی ز فیض وصف سر و قد جانان شدہ فکر گل تاریخ در سر ز رنخ خامہ شگفتہ گل طبع</p>

<p>نطق خوشگویت مرزا میرا آفرین گفت از لب مرقد میرا مطلع اش چون مطلع مهر میرا مستبر از مطلع اش فکر میرا روح پرور هست چون نظم میرا مهر رخشان فلک شد مستحیر از سواد نظم او نظم میرا گوهر کتیا کلام به نظم میرا</p>	<p>دیگر</p>	<p>شاعر معجز بیاں جادو در قسم داد خوش تر تیب دیوان دوم آتش گردون رفعت نقطه اش ای خوشا این نظم سبیل نطق نطق اعجاز آنسیر نطق میں شمع فکرش نور افشاں شد بزم میکند کسب ضیا شام و سحر مصرعہ تاریخ طبعش بدر گفت</p>
<p>کلیات نظم رنگین و لایب ای خوشا این نظم شیرین و لایب حرف حرفش صنعت آگین و لایب مخزن اشعار رنگین و لایب</p>	<p>دیگر</p>	<p>ماصل فکر فلک پیای نطق چاپ شد انیک بشهر لکھنؤ سطر سطرش روکش زلف تباں بدر گفتم مصرع در سال طبع</p>
<p>لورے لالا سے سنی راہ ملک نظم سفت از ریاض معنی رنگین خس و خاشاک رفت سال طبعش مخزن اشعار پدید بدر گفت</p>	<p>دیگر</p>	<p>داد خوش تر تیب انیک نطق دیوان دوم از چین زار سخن خس و زواید و در کرد دیدم جو فکر تاریخش مرا پسیر خورد</p>

۶۱۹۲۵

۱۹۲۵ء

۱۳۲۳ھ

دیگر	
<p>دو ترتیب جو نطق خوش گو گل تارخ خلقت از گل کم</p>	<p>بر این نظم نفس و بے عیب چمن نظم سلیس و بے عیب</p>
۱۳ ۴۳	دیگر
<p>چھپ کے جب نطق کا دیوان نکلا دائرہ اور نقاط زیبا لکھی تارخ دروے انصاف</p>	<p>بولے سب قابل تحسین یہ ہے ماہ نو وہ ہے تو پر فزین یہ ہے سخن نا در در نگین یہ ہے</p>
۱۳ ۳۲	دیگر
<p>کیا خوب ہے نطق کا کلام شیریں گنجینہ در سخن کا کیونکہ کہوں نبگلہ سنہ طبع میں نے لکھا اورید</p>	<p>ارباب سخن میں آج وہ ہے یکتا دیوان دوم ہے موتیوں کا دریا بے مثل ہے کلیات نا در زیبا</p>
۱۳ ۳۳	دیگر
<p>کلام نطق چوں مبلور گشتہ گو شمع طبع از اوج گردوں</p>	<p>شنیدہ ہر کہ اور تحسین گفتہ خوشا دیوان نور نگین گفتہ</p>
۱۳ ۵۲	دیگر
<p>نطق شیریں سخن وحید زمن طبع بہ نمود کلیات دہم ہر کہ دم رقم سنہ بہت</p>	<p>منقہ نازش اولو الالباب بہر خوشنودی دل احباب مخزن نظم گوہر نایاب</p>
۱۹ ۸۲	

2119 AG 19, 19

This book was taken from the Library on the date last stamped. A fine of 1 anna will be charged for each day the book is kept over time.

--	--	--	--

